ولایت معصومینؑ
حسن ظفر نقوی
ولایت معصومینؑ
حسن ظفر نقوی
حسن ظفر نقوی
نشان راہ
MILESTONE
تاریخ کعبہ
حسینیت
آزمائش کے میدان میں
Amir
Mukhtar
Mukhtar
Did The True Justice
امیر مختار
حسن ظفر نقوی

ولایت معصومینؑ

مجموعہ تقاریر

مولانا سید حسن ظفر نقوی

ناشر

خلیفہ سید حسن مہدی

گلستان زہرا پبلی کیشنز
26- ایبٹ روڈ، لاہور۔ 54000

کتاب: ولایت معصومینؑ
مجموعہ تقاریر: مولانا سید حسن ظفر نقوی صاحب قبلہ
پروف ریڈنگ: خلیفہ سید حسن مہدی
اشاعت اول: ذیقعد ۱۴۲۳ھ جنوری 2003
اشاعت دوم: شعبان ۱۴۲۷ھ بمطابق ستمبر 2006ء
ناشر: خلیفہ سید حسن مہدی
مطبع: ڈوبے انٹرنیشنل 9 ریٹی گن روڈ لاہور۔
قیمت مجلد: =/125 روپے
ملنے کا پتہ: گلستان زہرا 26-ایبٹ روڈ لاہور۔
Email: gulistan-e-zehra@hotmail.com
افتخار بک ڈپو اسلام پورہ لاہور۔
مکتبۃ الرضا اردو بازار لاہور۔
محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی۔

انتساب

میرے مشام جاں کو خوشبوئے عشق علیؑ
سے معطر کرنے والے
میرے والد مرحوم
اقبال المظفر نقوی
کے
نام

نوٹ

سید نذر عباس رضوی نے یہ کتاب
۲۱ جولائی 2009 کو اسلام آباد
میں خریدی اور اپنے بیرون ملک
رہنے والے بچوں کے لیے الیکٹرونک کاپی
بنائی

طالب دعا
سید نذر عباس رضوی

فہرست

پیش لفظ

حسب ارادہ ووعدہ ولایت معصومینؑ کے تحت پڑھی گئی مجالس کا مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس مجموعے کے متعلق صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ مجالس کے زمان و مکان کی تبدیلی کے باعث کچھ حکایات اور مطالب کی تکرار فطری امر ہے۔لیکن میں نے کوشش کی ہے کہ اگر کوئی حکایت یا واقعہ یا تجزیہ تکرار ہو رہا ہے تو اسے مفہوم کی جدّت دے دی جائے۔بہر حال میں کوشش ہی کرسکتا تھا سو میں نے کرلی۔

یہ مجالس جو ''ولایت معصومین'' کے عنوان کے تحت گلستان زہراؑ ایبٹ روڈ لاہور میں پڑھی گئیں تھی۔انہیں پوشش طباعت پہنانے میں عزیز و محترم خلیفہ سید حسن مہدی صاحب کی ذاتی دلچسپی اور کاوش کا عمل دخل زیادہ ہے۔ بلکہ ان کے خانوادے کے تمام افراد ہی کسی نہ کسی طور پر اس میں شریک رہے ہیں۔

آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سوائے کلام الٰہی اور کلام معصوم کے ہر کلام میں خطا کا امکان ہے چہ جائیکہ مجھ جیسے انسان کی تحریر جو سراپا خطا ہے۔لیکن خدا گواہ ہے کہ تقریر کے دوران بھی اور اسے تحریری جامہ پہنانے کے دوران بھی صرف ایک ہی مقصد پیش نظر تھا اور ہے اور وہ یہ کہ ملت کو درپیش موجود مسائل اور بحران سے نکالنے میں اگر میری تقریر یا تحریر کا ذرا سا بھی فائدہ ہوسکتا ہے تو یہ میرے لئے توشۂ آخرت ثابت ہوگا۔

ولایت معصومینؑ کا دوسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔گذشتہ ایڈیشن میں کتابت کی غلطیاں تھیں اور ایک دو جگہ مطالب بھی آگے پیچھے ہوگئے تھے۔ جنھیں کوشش کی گئی ہے کہ درست کر دیا جائے۔ میں بارہا اپنے سامعین اور قارئین کا شکریہ ادا کرتا رہا ہوں اور کرتا رہونگا کہ یہ ان کی حوصلہ افزائی کے باعث ہے کہ میں بے باکی اور بے خوفی سے اپنا مافی الضمیر بیان کرتا چلا جاتا ہوں۔کوشش یہی ہوتی ہے کہ ماضی کے آئینہ میں اپنا مستقبل تلاش کیا جائے۔خلیفہ حسن مہدی صاحب کا شکریہ اس لیے ادا نہیں کرونگا کہ وہ اس راستے کی صعوبتوں میں برابر کا حصہ دار ہیں اور وہ ان صعوبتوں میں میرے ساتھ نبرد آزما ہیں۔

ایک اور درخواست قارئین سے یہ ہے کہ مصائب پڑھتے وقت یہ بات ذہن میں رکھیں کہ میں مصائب کی روایات کو لفظ بہ لفظ نقل نہیں کرتا بلکہ بہت ہی احتیاط سے اپنے الفاظ میں نقل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔اس لیے یہی مصائب کسی اور جگہ میری کتاب میں صرف الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ مل جائیں تو اسے روایت کا فرق نہیں سمجھے گا۔ روایت وہی ہے۔واقعہ وہی ہے۔صرف بیان کے دوران کچھ الفاظ کی تبدیلی ایک فطری تقاضہ ہے۔جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ روایت یا واقعہ اپنی طرف سے نہ بنایا گیا ہو۔

شکریہ.....تمام احباب اور چاہنے والوں کا میرے لئے دعائیں کرنے والوں کا.....آپ سے اپنے والد مرحوم سید اقبال الظفر نقوی ابن سید کلب احمد مانی جائسی کے لئے ایک سورۂ فاتحہ کا طالب ہوں۔

والسلام

احقر العباد

حسن ظفر نقوی

عرض ناشر

اس دور میں حق بات کہنے کے لئے بھی ہمت اور حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔معاشرتی برائیوں کی نشاندہی تو شاید بہت لوگ کرتے ہونگے لیکن ان کا حل کوئی ہی تجویز کرتا ہے۔آج کے دور میں ماشاللہ مولانا سید حسن ظفر نقوی صاحب نے اپنی تقاریر اور تحریروں میں بہت خوبصورت انداز سے تعلیمات اہل بیت کی روشنی میں معاشرتی اور قومی برائیوں کی نشاندہی اور حل تجویز فرمارہے ہیں۔

سال گذشتہ عشرہ اربعین میں مولانا سید حسن ظفر نقوی صاحب نے گلستان زہراؑ ایبٹ روڈ لاہور پر ولایت معصومین علیہ السلام کے موضوع پر جو پُر مغز اور خوبصورت تقاریر فرمائیں ان کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کے لیے اس ناچیز کو اجازت مرحمت فرمائی اس کے لئے میں ان کا انتہائی ممنون ہوں۔میں مولانا کی یہ پہلی کتاب شائع کررہا ہوں اور متمنّی ہوں کہ آئندہ بھی یہ سعادت حاصل ہو۔کوشش کی ہے کہ کتابت میں غلطیاں نہ ہوں۔سہوا کوئی غلطی رہ گئی ہوتو ضرور نشاندہی کیجئے گا آپ لوگوں کی آراء کا انتظار رہے گا۔

آپ سے ملتمس ہوں کہ اپنی دعاؤں میں اس ناچیز کو فراموش نہ فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ پروردگار عالم بحق محمدؐ وآل محمدؑ علیہ السلام نعمت عزاداری امام مظلوم ہماری آئندہ نسلوں کو بھی عطا فرمائے اور وہ خلوص دل سے یہ خدمت سرانجام دیں۔

محتاج دعا

خلیفہ سید حسن مہدی

پہلی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

اللہ صاحبان ایمان کا ولی ہے۔وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی تاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(البقرہ۲۵۷)

اللہ مومنین کا ولی اور سرپرست ہے۔انہیں ظلمات اور تاریکیوں سے نور کی طرف لے آتا ہے۔اور جو کفار ہیں... وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ کفران نعمت کرنے والے ہیں......کفر کرنے والے ہیں......جو کسی بھی انداز میں اللہ کو جھٹلانے والے ہیں......ان کا سرپرست طاغوت ہے

یہ طاغوت کیا ہے؟یوں سمجھ لیجئے کہ شیطان......یا شیطانی طاقتوں اور نافرمان لوگوں کے سرپرستوں کو طاغوت کہا جاتا ہے۔

آیت میں لفظ ''ولی اللہ'' کے لیے بھی ہے اور ''شیطان'' کے لیے بھی ہے ......یہ شیطان اور طاغوت کیا کرتے ہیں......؟ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى

الظُّلُمٰتِ...... ان کونور سے ظلمات کی طرف لے جاتے ہیں......نور سے تاریکی طرف لے آتے ہیں......روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں......علم سے جہل کی طرف لے جاتے ہیں......اور یہ ایسی گمراہی میں چلے جاتے ہیں کہ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ٥ یہی اصحاب النار ہیں......جہنم میں رہنے والے لوگ ہیں......یہ ہمیشہ وہیں رہیں گے۔

یہ تو آیت کی تشریح تھی......اب آتے ہیں اصل مطلب کی طرف وہ ہے"ولایت معصومین"۔

بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ولایت کے اختیارات کیا ہیں؟اور حدود کیا ہیں؟اللہ کی ولایت کیا ہے؟رسولؐ کی ولایت کیا ہے؟امام کی ولایت کیا ہے؟اس ولایت کے مسئلہ میں دو اطراف میں لوگ کھڑے ہو گئے ہیں......سمجھ میں نہیں آتا ان کی کہ ولایت کی تشریح کیسے کی جائے......ولایت کی تعریف کیسے کی جائے......ایک تو خود ولایت کا مفہوم......قرآن کریم میں ایک سے زیادہ معانی میں بیان ہوا ہے......دوست کے معنی میں ،مولا کے معنی میں،سرپرست کے معنی میں......اللہ کی سرپرستی ، مومنین کی سرپرستی،رسولؐ ولی،امام ولی، اللہ ولی......اور مومنین بھی ولی......کہیں ہم کہتے ہیں کہ اللہ ولی ہے ہمارا،اور کہیں ہم کہتے کہ ولی اللہ یعنی اللہ کا ولی......تو پھر اللہ کا بھی کوئی ولی ہوا نا......یعنی ایک طرف اللہ ہمارا ولی اور ایک طرف مومن خود اللہ کا ولی ہے......تو اللہ تو خود کہہ رہا ہے کہ میں تمہارا ولی ہوں......پھر ہم یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ یہ اللہ کا ولی ہے ......آخر ہم مختلف مواقع پر مختلف ہستیوں کے لئے کہتے ہیں کہ یہ ولی اللہ یعنی اللہ کے ولی ہیں۔اور قرآن نے بھی استعمال کیا اسی معنی میں......بتایئے اب اگر ایک معنی کر لیا جائے ولی کا یعنی سرپرست کا تو پھر اللہ کا کون سرپرست ہوا......اللہ تو خود مومنین کا ولی

ہے......تو بس معلوم ہوا کہ خود قرآن کریم میں لفظ ولی مختلف معنوں میں استعمال ہوا ......اگر کہیں کسی غلط آدمی کے ساتھ ولی کا لفظ استعمال ہو جائے تو پریشان مت ہو جایا کیجئے...... گھبرایا مت کیجئے......اس لئے ہم نے عنوان قرار دیا ہے"ولایت معصومین" تاکہ معصومین کو جو ولایت حاصل ہے اس کی مکمل تشریح ہو جائے۔

اللہ کی ولایت کیا ہے؟نبی کی ولایت کیا ہے؟امام کی ولایت کیا ہے؟......اور طاغوت کی ولایت کیا ہے؟بھئی شیطان بھی ولی ہے لوگوں کا ...... سرپرست ہے ...... لفظی معنی میں بھی ہم نے دیکھا کہ ولی مولا کے معنوں میں بھی ہے......سرپرست کے معنوں میں بھی ہے......ولی سے ہی مولا بھی مشتق ہے۔جو آقا کے معنی میں بھی ہے اور غلام کے معنوں میں بھی ...... ولی دوست کے معنی میں بھی ہے......ولی محبت کرنے والوں کے مفہوم میں بھی ہے......یتیم کا بھی ولی ہے،نکاح کے وقت لڑکی کا بھی ولی ہے ،یعنی لفظ ولی سرپرست ،سلطنت، ولایت اور حکومت کے معنی میں بھی ہے۔

ولایت محبت کے معنوں میں بھی ہے......اور زبر لگا دیا جائے وَلایت کر دیا جائے تو وَلایت کا معنی ہو جاتا ہے محبت،قربت، عقیدت...... اور زیر لگا دیا جائے تو وِلایت کا معنی بن جاتا ہے۔حکومت اور سلطنت......لیکن باب تغلیب میں چاہے محبت کا معنی ہو......چاہے حکومت کا معنی ہو......لفظ ولایت ہی استعمال کیا جائے گا۔قرآن کریم نے مختلف انداز میں لفظ ولایت کو استعمال کیا ہے......اللہ بھی ولی ہے......اور طاغوت بھی ولی ہیں۔تو کیا اللہ کی سرپرستی سے خارج ہو گئے؟اللہ کو ان پر قدرت نہیں ہے ...... طاغوت !نافرمان لوگوں کے سرپرست ہیں......ان کے ولی ہیں... اس کا مطلب یہ ہوا کہ طاغوت اللہ کی ولایت سے نکل گئے ......تو جب اللہ کی ولایت سے نکل گئے تو اللہ کو ان پر قدرت حاصل نہیں ہے......تو پھر قادر کیسا......خود ہی فرما رہا ہے کہ میں ان کا ولی

ہوں..... مومنین میری رعایا ہیں اور کفار ان کی رعایا ہیں..... یہ میرے ماننے والے ہیں۔ وہ شیطان کے ماننے والے ہیں..... یہ تو پتہ چل گیا کہ شیطان کے ماننے والے ہی سہی۔ اللہ کا حکم نہ ماننے والے ہی سہی لیکن اللہ کو ان پر اختیار تو نہ ہوا..... اس طرح اللہ کی قدرت کہاں؟ اللہ کا اختیار کہاں؟ اب ان کی اسی غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے جگہ جگہ پروردگار اپنی ولایت مطلقہ کا اعلان کر رہا ہے کہ تم جان لو کہ سوائے اللہ کے پوری کائنات پر کسی کو ولایت حاصل نہیں..... یعنی یہ ولایت مطلقہ ہے..... حتیٰ کہ شیطان بھی اس ولایت میں شامل ہے..... وہ جو اللہ کو ولایت مطلقہ حاصل ہے۔ اور ہم اشارے کرتے رہے ولایت کے اقسام کی طرف..... جامعۃ المنتظر کی مجالس میں مختلف سوالات کے جوابات کی صورت میں..... اب انہیں ترتیب وار تسلسل سے پیش کرتے جائیں گے..... ایک ترتیب سے بات آپ کے پاس پہنچتی چلی جائے گی۔

بس اللہ تمہارا مولا ہے..... یہ ولایت مطلقہ ہے کہ وہی وکیل ہے، وہی نصیر ہے، وہی مولا ہے، اس کی مولائیت میں کائنات کی ہر شے شامل ہے۔ یہ ولایت مطلقہ ہے..... چاہے ولایت تکوینی ہو..... یا ولایت تشریعی ہو، ولایت کی جتنی اقسام ہیں صرف اللہ کے لئے ہیں..... اللہ نے امانتاً اس ولایت کو دینا چاہا، اللہ نے چاہا اس ولایت کو امانت کے طور پر سونپا جائے تو اپنی مخلوقات میں تلاش کرنا شروع کیا..... یہ میں تشریح کرنے کے لیے جملہ کہہ رہا ہوں..... ویسے تو اللہ کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں..... لیکن امتحان کیلئے ہر ایک کے پاس اس ولایت کو دیا..... ولایت کی امانت، امامت کی امانت، نبوت کی امانت اور رسالت کی امانت..... یہ سب امانتیں ہیں۔ ایسے ہی نہیں دے دی جاتیں کسی کو امانتیں..... کہ پروردگار نے جس کو چاہا امامت دی، نبوت دی، جسے چاہا رسالت دی، جسے چاہا ولایت دی، اگر ایسا ہو تو اس میں امانت ملنے والے کا کوئی کمال تو نہ ہوا..... اللہ نے

جسے چاہا دے دیا، اللہ نے جس کو نہیں چاہا اُسے نہیں مل سکا، ہمیں نہیں چاہا نہ دیا، آپ کو نہ چاہا نہیں دیا، جس کو چاہا اس کو دیا..... تو اس کا اپنا تو کوئی کمال نہیں ہوا۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ انسان کس فطرت پر خلق ہوا ہے۔ اللہ کی فطرت پر خلق ہوا ہے انسان..... اپنے اعمال سے بتا دیتا ہے کہ میں کس فطرت پر خلق ہوا ہوں..... امانت کی کچھ شرائط ہیں..... جب امانت کسی کو سونپی جاتی ہے تو دیکھا جاتا ہے کہ یہ اس امانت کا اہل ہے یا نہیں..... یہ امانت رکھ سکتا ہے..... جتنی قومیں ہیں ان میں بھی یہی طریقہ ہے، یہی قانون رائج ہے، یہی دستور رائج ہے کہ پہلے اہلیت دیکھی جائے گی کہ امانت رکھنے کا اہل ہے یا نہیں..... کوئی بھی امانت ہو کسی بھی قسم کی امانت ہو..... جس قسم کی امانت ہوگی وہ اہلیت دیکھی جائے گی..... ایک بینکار کو ڈاکٹر اپنا عہدہ دے کر نہیں جائے گا، اور ڈاکٹر کو کوئی بینکار اپنا بینک حوالے کر کے نہیں جائے گا، اگرچہ دونوں اپنے اپنے میدان میں امین ہیں، بینکار اپنی جگہ امین، ڈاکٹر اپنی جگہ امین..... لیکن اہلیت کی بات ہے..... اہلیت کے حساب سے امانت کو سونپا جائے گا۔ بینکنگ کی جو اہلیت رکھتا ہے اسی کو وہ امانت سونپی جائے گی۔ اور جو مریض سنبھالنے کی اہلیت رکھتا ہے مریض اسی کے حوالے کیا جائے گا..... امانت دیتے وقت امانت سونپتے وقت اہلیت دیکھی جائے گی کہ اس فرد میں، یا اس قوم میں اہلیت ہے یا نہیں..... تو ایک اور اطمینان حاصل کر لیا جائے کہ اگر قوموں کو کوئی چیز امانتاً دے دی جاتی ہے تو وہ قوم اہلیت رکھتی ہے تو امانت دی جاتی ہے..... جب تک یہ قوم اس اہلیت کی حفاظت کرے گی اس امانت کی حق دار ہے..... اس وقت تک وہ امانت اس کے پاس رہے گی..... بنی اسرائیل کی طرح..... جہاں اس قوم نے اہلیت کو کھویا، امانت واپس لے لی جائے گی..... تو اب اس مطلب کو آپ جتنا چاہیں پھیلائیے کہ اگر کوئی امانت آپ کے سپرد کی گئی

ہے تو اہلیت دیکھ کے آپ کو دی گئی ہے...... جب تک آپ اس اہلیت کی حفاظت کریں گے تو امانت آپ کے پاس رہے گی۔ جب یہ اہلیت کھو بیٹھیں گے اس وقت صرف امانت کا نام ہی نام رہ جائے گا...... بنی اسرائیل کی طرح۔ صرف یہی غرور کرتا رہے گا انسان کہ ہمیں سب قوموں پر فضیلت ہے...... ہمیں اللہ نے فضیلت دی ہے انہیں یہ احساس بھی نہیں ہو گا کہ امانت ہم سے واپس بھی لی جا چکی ہے...... امانت نہیں رہی ہمارے پاس...... صرف رسم و رواج ہی رہ گئے ہیں...... ہمارے پاس تو دل بہلانے کی باتیں رہ گئی ہیں...... ہمارے پاس تو وقت گزاری کے ذرائع رہ گئے ہیں۔ انہیں یہ احساس بھی نہیں ہو گا کہ امانت جا رہی ہے۔ امانت لی جا رہی ہے...... یہ دنیا کا اصول ہے۔ اسی وقت تک امین کہلائے گا جب تک امانت کی حفاظت کرے گا۔

جب ہم انسان اتنا اہتمام کریں امانتیں رکھوانے کے لیے کہ جسے امانت دے رہیں ہیں وہ اس قابل ہیں یا نہیں...... تو جب پروردگار اتنی قیمتی امانتیں دے گا...... کسی کو نبوت، کسی کو رسالت، کسی کو صاحب شریعت، کسی کو ولایت بھی، امامت بھی، رسالت بھی، جب یہ ساری ولایتیں دے گا۔ یہ سب امانتیں دے گا کہ وہ زمین پر اللہ کی قدرت کا اظہار کریں اور اللہ کے قادر ہونے کا انسانوں سے اقرار لیں...... یہی مسئلہ ہے جس میں ہم الجھے رہتے ہیں، جس مسئلے میں جھگڑتے رہتے ہیں، پروردگار اگر چاہتا تو ہر شخص کلمہ پڑھتا یا نہیں...... اپنی قدرت کا اظہار کیسے کرے پروردگار...... کس کے ذریعے کرے...... یہ امانت کس کو دی جائے...... تو عزیزو! جب اللہ امانت دے گا تو جس میں جتنی اہلیت...... اتنی امانت...... اگر کسی نبی کو خاموش مبلغ بنا کر بھیجا تو اس کو اتنی ہی صلاحیت تھی...... اگر کسی کو امتحانات میں ڈالا تو اس لئے کہ اس کی اتنی صلاحیت تھی کہ ساڑھے نو سو سال حالات کا مقابلہ کرے...... ہمت تو دیکھئے جناب نوح کی، ساڑھے نو

سو سال تبلیغ کی عمر ہے...... خود ان کی عمر کیا ہے یہ نہیں معلوم...... تو اہلیت تھی اس لئے ساڑھے نو سو سال تک کار رسالت انجام دیا۔

جس میں جتنی اہلیت اتنی ہی امانت...... جب جناب نوح کی بات امت نے نہ مانی اور انہیں اذیتیں دیں تو آپ نے بد دعا کی! پروردگار بس اب انہیں ختم کر دے...... ڈیڑھ سو سال کی مہلت دی گئی...... پھر ڈیڑھ سو سال کی مہلت دی گئی اور ہر ڈیڑھ سو سال بعد جناب نوح کہتے ہیں کہ...... پروردگار عذاب نازل کر اب ان میں کوئی ایمان لانے والا نہیں...... اور پروردگار کا یہی جواب ہے کہ اے نوح! تم نے خلق نہیں کیا ...... اس لئے کہہ رہے ہو...... پروردگار محبت بھی جتا رہا ہے کہ مجھے اپنی مخلوق سے کتنی محبت ہے...... نبی کو امت سے کتنی محبت ہوتی ہے...... رسول کو کتنی محبت ہوتی ہے...... لیکن ایک وقت آیا کہ نوح جیسا پیغمبر کہتا ہے کہ عذاب نازل کر۔ لیکن پروردگار نہیں چاہتا کہ عذاب میں جلدی کرے کیونکہ اس نے خلق کیا ہے...... مہلت پہ مہلت دیے جا رہا ہے۔ یہ جتا رہا ہے پروردگار کہ نبی، رسولؑ، امام جو محبت تم سے کرتے ہیں۔ میں اس محبت کا بھی خالق ہوں...... مجھ سے زیادہ اپنے بندوں سے کوئی محبت نہیں کرتا...... نوح اتنی جلدی مت کیجیے۔ ابھی تین سو سال ہوئے ہیں۔ آپ کو تبلیغ کرتے ہوئے...... نہیں پروردگار! تنگ آ گیا میں...... بہت تنگ کر لیا انہوں نے...... اچھا صبر کر لیجیے...... پھر ڈیڑھ سو سال بعد کہا کہ پروردگار وعدہ پورا کر...... کہا تھوڑا اور صبر کر لیجیے...... پھر ڈیڑھ سو سال بعد کہا پروردگار وعدہ پورا کر آخر اتنی مہلت کیوں دے رہا ہے...... جواب میں فرمایا گیا کہ نوح میری مخلوق ہے۔ میں نے خلق کیا ہے۔ نہیں چاہتا کہ انہیں مہلت دیے بغیر عذاب دوں۔

اس کے بعد جناب ابراہیم کی نوبت آئی...... اور اب جناب ابراہیم نے امتحان کی منزلوں طے کرنا شروع کیا...... نبی بنے...... خلیل بنے...... رسول بنے...... اتنے امتحان

دیئے ..... آگ میں کودے، اللہ نے اپنا خلیل بنا لیا ...... ارے آگ گلزار بن گئی یہ اور بات ہے ......لیکن کودے تو اللہ کے لیے ہی ...... بچنے کا موقعہ بھی تھا بچ بھی سکتے تھے۔ لیکن کہا کہ نہیں جبرائیل ہٹ جاؤ، بچانے والا وہ ہے۔ اگر اس کی مرضی ہے تو بچائے گا۔ اگر نہیں بچاتا تو جل جانے دو...... تو خلیل بنا لیا کہ یہ میرا دوست ہے ...... لیکن ابراہیم کو بھی وطن چھوڑ کے جانا پڑا...... ابراہیم بھی وطن کو چھوڑ کر اہل و عیال کو بے آب گیاہ وادی میں چھوڑا، لہٰذا امامت کی امانت کے بھی اہل قرار پائے ...... اگر کوئی اور نبی یہاں تک بڑھتا تو اسے بھی یہ انعام دیا جاتا ...... اہلیت کی بات ہے نا ...... تو پروردگار امانت دے دیتا ہے اہلیت دیکھ کر ...... بتا رہا ہے کہ ابراہیم اتنا آگے بڑھے کہ ہم نے کہا ابراہیم اب آپ اس قابل ہوئے کہ یہ امانت آپ کو دے دی جائے ...... یہ امامت ہے ہی اتنی بڑی امانت کہ ہر پیغمبر کو یہ انعام نہیں ملا ...... یہ ہم نہیں کہہ رہے ہیں ...... بلکہ یہ تو قرآن نے کہا کہ یہ امانت ایسی ہے کہ اس امانت کے لیے بھی منزلیں طے کرنی ہوں گی ...... ابراہیم آپ یہاں تک پہنچ گئے کہ یہ امانت آپ کے صلب میں قرار دی جاتی ہے ...... کیونکہ بات صرف اتنی سی ہے کہ رسالت کے سلسلے کو ایک مقام پر پہنچ کر ختم ہونا ہے ...... شریعت کو مکمل ہونا ہے، کوئی کتاب نہیں آنی، کوئی پیغمبر نہیں آنا، دفاع کیسے ہوگا؟ کہ شریعت بھی وہی کی وہی رہے، اس میں بھی کوئی تحریف نہ ہو، کتاب بھی وہی رہے .... کسی نئی آیت کی ضرورت نہ پڑے، کسی نئے رسولؐ کی ضرورت نہ پڑے، لیکن انسان تو بدلتے چلے جائیں گے ...... انسانوں کے سامنے نہ جبرائیل آئیں گے ...... انسانوں کے سامنے نہ کتابیں نازل ہوئیں ...... انسانوں کے سامنے نہ رسولؐ ہوگا ...... تو پھر آخر کون ہوگا جو کلام الٰہی کی بھی تشریح کرے ...... امانت جیسی ہے ویسی ہی پہنچائی جائے اور کلام رسولؐ سیرت رسولؐ کی بھی ویسی تشریح کرے کہ جیسے پروردگار کا حکم ہے کہ امامت اور ولایت ایسی

امانت ہیں جو خوب امتحان کے بعد دی جائیں گی ...... آخر کس رسولؐ کے صلب مطہر میں اس کو قرار دیا جائے ...... کیونکہ امامت اور ولایت وہ منصب ہیں کہ جنہیں شریعت الٰہی کی امانت کی حفاظت کرنا ہے ...... تو عزیزان محترم دیکھیے! نوح نے ایک موقعہ پر بددعا کر ہی دی ...... اسی طرح جناب موسیٰ نے اپنی اہلیت اور لیاقت کے مطابق فرائض منصبی ادا کیے ...... اور جب تنگ آگئے تو اس کا بھی اظہار کر دیا ...... اہلیت اور لیاقت بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی کہ پروردگار کہے کہ میں عذاب نازل کر دوں گا اور رسول کہے کہ پروردگار میری امت نہ سمجھ ہے ان پر اپنا عذاب نازل نہ کر۔

یہ ہے امانت ...... یہ ہے ولایت کی حد ...... کہ جاننا ہے کہ امانت کس کی ہے۔

امانت اس کی ہے کہ وہ آخر وقت تک چاہتا ہے کہ اپنی مخلوق سے اس عذاب کو ٹال دے ...... تو جو امین ہیں وہ بتا رہے ہیں کہ وہ ولایت کے کس درجہ پر ہیں ...... اب درجہ بندی ہوئی امانت کی ...... یہی پروردگار بتانا چاہ رہا ہے کہ ایسے تھوڑی دے دی امانت کہ جس کو چاہا نبی بنایا جس کو چاہا رسولؐ بنایا ...... درجہ بندی دیکھو ...... مقامات دیکھو ...... کون کہاں تک گیا ...... کون آخری وقت تک کوشش کر رہا ہے کہ امت بچ جائے ...... اب یہ بدبختی اور بدنصیبی اس امت کی ہے کہ امام نے نہیں چاہا کہ امت غرق ہو جائے ...... امام نے نہیں چاہا ...... ولی نے نہیں چاہا ...... لہٰذا یہ ولایت اور امامت کیسی امانت ہیں ...... یہ ایسی امانت کہ پروردگار اہلیت دیکھ رہا ہے ...... ابراہیم آپ نے اہلیت کو ثابت کر دیا تو آپ کے صلب مطہر میں ہم اس امانت کو ودیعت کرتے ہیں ...... اب یہ امانت آپ کے ساتھ ساتھ چلے گی ...... ابراہیم نے بھی صاف صاف کہہ دیا کہ پروردگار میری ذرّیت کو بھی یہ امامت دے دے۔

ارشاد ہوا نہیں ابراہیم ایسا نہیں ہوا کرتا ...... بات رشتوں سے نہیں چلتی تمہاری

اولاد میں جو اہلیت ثابت کرے گا۔ اسے یہ منصب ملے گا......اور جو اہلیت ثابت نہ کرے، ابراہیم کی اولاد ہونا اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا......رسولؐ کی اولاد ہونا اسے کوئی فائدہ نہیں دیتا...... کیونکہ امانت کے لیے امین ہونا ضروری ہے۔ تو پھر عزیزو کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم تو امانت کے لیے اتنے اہتمام کریں اور پروردگار اتنی قیمتی امانت، کیسی امانت کہ اپنے اختیارات دے رہا ہے...... پروردگار اختیارات دے کے بھیج رہا ہے......سارے اختیارات حاصل ہیں......بس میں اللہ ہوں تم ولی ہو...... اختیار سب ہیں۔ اختیار سب دے رہا ہوں ولایت کے......سارے اختیارات کے ساتھ بھیج رہا ہوں......کہیں ایسا نہ ہو کوئی امتحان کے لیے سوال کر بیٹھے اور پھر یہ اوپر دیکھ رہا ہو کہ پروردگار اس کا کیا جواب ہے:......نہیں بلکہ اس کا تو جواب ایسا ہونا چاہئے کہ انسان شک میں پڑ جائے کہ علی خدا ہے یا خدا علیؑ ہے...... میں آپ کو گمراہ کرنے نہیں آیا......آپ کو بھٹکانے نہیں آیا......لیکن یہ بھی تو نہیں ہوسکتا کہ علیؑ کی فضیلتوں کو چھپا دیا جائے......وہ طرح کے ظلم ہوئے مولائے کائنات پر...... کچھ لوگوں نے فضیلتیں اس لیے چھپائیں اور چھپاتے ہیں کہ کہیں لوگ گمراہ نہ ہو جائیں......اور کچھ لوگوں نے دشمنی میں مولا کے فضائل کو چھپایا......وہ ہستی ہے علیؑ جس کے فضائل بیان کرنے میں بھی ڈرنے لگیں لوگ کہ کہیں بیان کر دیں گئیں فضیلتیں تو لوگ گمراہ نہ ہو جائیں۔

تو جواب دینے والا کیسا ہو؟ ایسا امین ہو۔ ایسا امانت دار ہو کہ جب اللہ نے امانت دی ہے تو اس کا استعمال بھی جانتا ہے...... ایسے جوابات دیتا ہے کہ شک میں پڑ جاتا ہے انسان......امام شافعی جیسے بھی پڑ گئے نا شک میں......کون خدا ہے میری تو یہی سمجھ میں نہیں آیا...... یہ خدا ہے تو وہ کون...... اگر وہ خدا ہے تو یہ کون...... یہی وہ نازک مرحلہ ہے کہ جہاں خطرہ ہے انسان کے بہک جانے کا...... بھٹک جانے کا......اسی منزل

سے جو کامیابی سے گزر گیا سرخرو ہو گیا......علیؑ کی بارگاہ میں بھی، اللہ کی بارگاہ میں بھی ......رسولؐ کی بارگاہ میں بھی ......سارا اختیار دیا ہے اللہ نے یقین رکھو سب اختیار ہے ......لیکن کیسے دیا ہے؟

اب آجایئے آپ ولایت تشریعی کی طرف یعنی شریعت نافذ کرنے کی قوت......نظام نافذ کرنے کی قوت ...... یہ مجھے بتایئے کہ جو فقیہہ ہو...... جو عالم ہو ......اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ نہیں کہ وہ شریعت نافذ کرے......اچھا کون سا حکم نافذ کرے گا؟ اپنا یا رسولؐ کا......اپنا یا علیؑ کا ...... کس کا حکم نافذ کرے گا ......رسولؐ کا حکم! یعنی شریعت میں اختیار حاصل ہے کہ جو حکم ہم نہیں سمجھ سکتے وہ حکم فقیہہ ہمیں سمجھائے...... وہ فقیہہ ہمارے لیے احکامِ الٰہی اور کلماتِ رسولؐ اللہ کی تشریح کرتا چلا جائے...... بتاتا چلا جائے......تو کیا آپ اسے رسولؐ کہتے ہیں؟ آپ اسے مولاؑ کہیں گے؟ حالانکہ ہر اختیار حاصل ہے اُسے...... یہاں تک اختیار حاصل ہے اسے کہ کبھی یوں بھی ہوسکتا ہے کہ مصلحت دین کی خاطر وقتی طور پر کسی حلال کو حرام کر دے۔ یہ اختیار ہے فقیہہ کا...... یہ اختیار حاصل ہے فقیہہ کو کہ حلال کو حرام کر دے......اور یہ حکم دے دے کہ آج سے تم پر فلاں چیز کا استعمال حرام ہو گیا۔

اب اگر کوئی یہ کہے گا کہ رسولؐ نے تو حرام کی نہیں......آپ نے کیسے حرام کر دی......نہیں کہہ سکتے......کیونکہ سب جانتے ہیں کہ فقہی مسائل میں ایک مرحلہ بھی ایسا بھی آتا ہے کہ مردار بھی حلال ہو جاتا ہے اور حلال چیز بھی حرام ہو جاتی ہے اور یہی ولایت تشریعی کی ایک حد اور اختیار ہے جو فقیہہ کو حاصل ہے۔ تاریخی مثالیں دے دوں آپ کو......تحریم تمباکو کی مثالیں کئی بار دے چکا ہوں...... سنہ 1887ء میں آیت اللہ شیرازی نے تمباکو کو حرام قرار دے دیا تھا کچھ وقت کے لئے اب آپ کہیں گے کہ لو جی

رسولؐ بنا دیا...... کبھی کسی نے کہا لو جی مولا بنا دیا...... امام بنا دیا...... نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ
ان تمام اختیارات کے باوجود امام ''امام'' ہے۔ نائب امام نائب امام ہے...... دیکھیں
شریعت میں اتنا اختیار اس مجتہد یا فقیہہ کو حاصل ہے کہ یہ جب مصلحت جانے تو حلال کو
حرام کر دے لیکن کسی کی جرأت نہیں کہ کہے یہ رسولؐ ہو گیا...... یہ اختیارات ہیں شریعت
کے...... ولایت تشریعی حاصل ہے...... لیکن نائب رہے گا۔ امام نہیں بنے گا...... امام،
امام رہے گا۔ مولا، مولا رہے گا...... بس اس کلیہ کو اوپر تک لیتے چلے جائیں۔ یہ ہے
نائب امام وہ ہے امام...... اسے حاصل ہے ولایت...... کیسی ولایت کیسا اختیار؟ ایسا
اختیار کہ آیت نے کہا!

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْ
تُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رَاکِعُوْنَ (المائدہ 55)

ترجمہ: ایمان والو بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان
ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

بس اللہ ولی، رسولؐ ولی اور یہ تیسرا فرد بھی ولی جس کی صفات آیت نے بیان
کیں...... نازک ترین مسئلہ ہے...... بھٹکنے کے لیے راہیں موجود ہیں...... افراط کی طرف
جانے کے لیے اور تفریط کی طرف جانے کے لیے...... بات یہی ہے کہ پروردگار اپنی
قدرت کا اظہار کرنا چاہتا ہے...... میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں
تو اے رسولؐ میں نے تیرے نور کو خلق کر دیا...... اور جب رسولؐ کا تعارف کرانا چاہا تو
کہا اے رسولؐ میں نے اس پوری کائنات کو خلق کر دیا...... بات کیا ہے؟ بات صرف اتنی
ہے یہ خدا نہیں...... بلکہ مظہر جمال خدا ہیں۔ یعنی اللہ کی صفات پہچاننی ہیں تو کیسے
پہچانے گا؟ تو اللہ کے صفات کی ظہور کی جگہ یہ ولایت، یہ امامت، یہ رسالت ہے

......جہاں اللہ نے جتنا چاہا اپنی صفات کو اتنا ظاہر کیا...... بڑا مشکل لفظ ہے...... اور بڑا
ہی مشکل مرحلہ ہے...... انشاء اللہ آسان کر دیں گے اس مطلب کو۔
یہ تو نبی ہے، یہ تو پیغمبر ہے، یہ تو رسولؐ ہے، یہ ولی ہے، یہ تو امام ہے...... مگر
اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ پورا عالم محضر خدا ہے...... اس کائنات کی ساری شے محضر خدا
ہے...... ہر شے میں خدا کا جلوہ ہے...... کس کے عشق میں کھو گئے یہ صوفیائے کرام......
کس کے دیوانے ہو گئے...... اور یہ عرفا کن وادیوں میں چلے گئے...... کیوں انہیں اپنے
وجود میں خدا کا جلوہ نظر آ رہا تھا...... یہ کس کی آواز سن رہیں کہ میں تمہاری شہ رگ سے
بھی زیادہ تم سے قریب ہوں...... دیکھو تو سہی تمہاری رگوں میں تمہارے خون
میں تمہارے گوشت میں ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہم میں مخلوط ہے۔ بلکہ
ہمارے وجود کا خالق اور نگران ہے۔
معرفت کی بات ہے۔ پہچاننے کی بات ہے...... جو ہر شے میں اپنا جلوہ ظاہر
کرتا ہو...... صاحبانِ بصیرت کے لیے...... صاحبان سماعت کے لیے...... جس کا جلوہ ہر
شے میں موجود ہو، جب وہ اپنی قدرت کا اظہار کرے گا...... ان ذوات مقدسہ میں......
یہ بتانے کے لیے کہ مجھے پہچاننا ہے تو ان ہستیوں کے اختیارات کو پہلے پہچانو...... جب
ان کے اختیارات سمجھ میں آ جائیں تو تمھیں سمجھ میں آئے گا کہ اللہ کیا ہے؟ اس لئے
آیت میں انما کے ساتھ حصر کر دیا کہ بس تین ولی ہیں...... یعنی ولایت کے جس مقام
پر یہ تین ہستیاں ہیں، کوئی اور شخص نہیں ہو سکتا...... یعنی آدمؑ ایک حد تک، نوحؑ ایک حد
تک، یعقوبؑ ایک حد تک، یوسفؑ ایک حد تک، سلیمانؑ ایک حد تک، داؤدؑ ایک حد تک،
موسیٰؑ ایک حد تک، ابراہیمؑ میں ایک حد تک، عیسیٰؑ کی ولایت یہاں تک پہنچ گئی کہ مردے
کو زندہ کرنا شروع کر دیا عیسیٰؑ نے...... جناب عیسیٰؑ نے کیا کیا؟ مردے زندہ کرنا شروع

کر دیے...... یہ ولایت ہے کہ نہیں ...... یہ کس کی طاقت ہے ......روح اللہ لقب ہے
جناب عیسیٰؑ کا......روح اللہ یعنی مظہر کمالات الٰہی ہیں، جتنا چاہا اتنا ہی ولایت کا اختیار دیا
......ہر نبی کو ایک دو تین معجزے دے کر بھیجا......اور جہاں چاہا مجھے پہچاننا ہے تو سارے
صفات اور سارے کمالات کا مظہر اپنے آخری رسولؐ کو بنا کر بھیج دیا......تمام معجزے جمع
کیے یا نہیں ...... سارے معجزے اس رسولؐ میں جمع کر دیے۔

بتا دیا کہ دیگر انبیاء کی اتنی اہلیت تھی ایک معجزہ دو معجزے تین معجزے چار
معجزے پانچ معجزے............قصہ ختم......اور اس رسولؐ کی اہلیت کیا ہے؟ اس رسولؐ کی
اہلیت یہ ہے کہ سارے انبیاء کے کمالات ایک طرف میرے رسولؐ کے کمالات ایک
طرف ......تو یہ طے ہو گیا کہ جتنے بھی انبیاء ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار......ضروری ہے
ان سب پر کہ وہ اس آخری رسولؐ کا کلمہ پڑھیں......اور کیوں کلمہ پڑھیں اس لئے کہ یہ
اعلان کریں کہ ہاں یہی وہ مولا ہے جسے اللہ نے مولا بنایا ہے......اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ
وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رٰکِعُوْنَ O
ترجمہ: ایمان والو بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان جو نماز
قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں (المائدہ55)۔ یہ تو طے ہو گیا نا
کہ سارے انبیاء کا مولا ہے یہ رسولؐ...... یہ بات ثابت ہو گئی نا کہ اللہ مولا......اور جتنے
بھی انبیاء گزرے ان سب کا مولا بھی یہ آخری رسولؐ......بس اتنی سی بات سمجھ نہیں آ رہی
مسلمانوں کے ......کیوں شک میں پڑ رہے ہیں آپ ......رسولؐ نے جب غدیر خم
......اعلان کیا کہ ''جس جس کا میں مولا ہر اس فرد کا علیؑ مولا'' تو بتائیے کہ یہ قول......کیا
صرف اس وقت کے لوگوں کے لیے تھا؟ تو پھر آپ آج کیوں جھگڑ رہے ہیں؟ آج
آپ مانیں یا مانیں کوئی فرق نہیں پڑتا......کیونکہ مولائیت کا اعلان اگر صرف ان ایک

لاکھ چوبیس ہزار حاجیوں کے لئے تھا جو غدیر خم میں موجود تھے تو آج جھگڑا اور تکرار کوئی
فائدہ نہیں ہے۔ جس نے اس وقت رسول کو مولا تسلیم کیا تھا اس پر لازم تھا کہ علی کو بھی
مولا مانے۔ بات تھی صرف رسولؐ کی حیات کی ...... جو مجھے ابھی سامنے جب تک
ہوں مولا مان رہے ہو علیؑ کو مولا مان لو......جس نے مان لیا اچھا کیا اور جس نے نہیں مانا
برا کیا......رسولؐ گئے بات بھی ختم ہو گئی۔

لیکن جناب بات ختم نہیں ہوئی...... یعنی رسولؐ مولا کب تک ہیں؟ قول
رسول کا مطلب ہے کہ میں مولا تب تک ہوں جب تک اذان اور اقامت اور نماز میں
میرا نام جاری ہے ......اگر جرأت ہے تو رسولؐ کا نام نکال دو یا اور رسولوں کے نام بھی
شامل کر دو ......صاحبانِ شریعت صاحبانِ کتاب سب پہ ایمان لانا واجب ہے نا شامل
کر دو کسی اور رسول کا نام ...... یہ اعلان ہوا رسولؐ کی مولائیت کا ......کہ دیکھو میں جب
تک مولا ہوں کہ جب تک میرا نام اذانوں میں ہے جس جس کا میں مولا ہوں اس اس
کا یہ علیؑ مولا ہے ......اب اگر سارے گذشتہ انبیاء کا مولا ہے رسولؐ تو کم سے کم یہ قید تو
رسولؐ کو لگا دینی چاہیے تھی کہ آنے والے کا علیؑ مولا ہے ......گزرنے والوں کا نہیں
ہے......نہیں ایسی کوئی قید نہیں لگائی بلکہ جہاں جہاں تک میری مولائیت ہے یا جہاں
جہاں تک اللہ کی مولائیت ہے وہاں وہاں تک میرے بھائی علیؑ کی بھی مولائیت ہے۔

اب ولایت کا مفہوم معلوم ہوا آپ کو کہ مولا کی ولایت کی حدیں کہاں تک
ہیں......اللہ کی ولایت ،رسولؐ کی ولایت ،علیؑ کی ولایت ،سارے معجزے جمع ہوئے
رسولؐ کی ذات میں ......تمام انبیاء کے معجزے شامل ہوئے رسولؐ کی ذات میں ......اور
آپ دیکھیے کہ آخری رسولؐ سارے کمالات کا مجموعہ ہے کہ نہیں......اللہ کی قدرت
ظاہر ہو رہی ہے رسولؐ کی ذات میں......اور رسولؐ کہ علم اور طاقت کا اظہار کہاں ہو رہا

ہے؟ کس ذات میں ہو رہا ہے؟ کون ہے وہ فرد کائنات میں جو یہ اعلان کر رہا ہے کہ جیسی امانت رسولؐ کو ملتی رہی وہ مجھے منتقل کرتا رہا...... مفہوم تو یہی ہے تاکہ جیسے پرندہ اپنے بچوں کو غذا بھراتا ہے رسولؐ نے بھی مجھے علم ایسے ہی دیا...... پرندے کی خاصیت کیا ہے؟ چباتا بھی نہیں ہے گلاتا بھی نہیں ہے شکل بھی نہیں بدلتا جیسی غذا آتی ہے ویسی ہی بچے کو دیتا ہے...... تو امانت کس کے سپرد کی جائے گی امانت اسی کے سپرد کی جائے گی جس میں اہلیت ہو...... جناب عیسیٰ نے مردہ تھا تو زندہ کیا...... بھئی مردہ ہو گا تو زندہ کریں گے نا...... لیکن ولایت کی اس منزل پر ہوں جہاں خاتم النبیینؐ ہیں یا مولائے کائنات ہیں تو ایسا ولی عدم سے وجود میں لے آتا ہے اشیاء کو اگر کسی شے کا وجود نہیں تو اسے وجود بخشنے کی قوت رکھتا ہے...... ولایت کس مقام پر ہے؟ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ O (المائدہ 55) اس آیت کی اس سے بہتر تشریح نہیں کر سکتا...... مگر بات وہیں پر ختم کی جائے گی کہ گمراہی کا راستہ نہیں رہنا چاہیے...... مولا کے فضائل اس لیے بیان کیے جائیں کہ لوگ ہدایت کے راستے پر آ جائیں نہ کہ اس لئے کہ لوگ گمراہ ہو جائیں نصیری بننا کوئی فخر کی بات نہیں ہے...... علیؑ نے کیوں رد کر دیا نصیری کو...... ہم وہ لوگ ہیں کہ دل تو ہمارا بھی یہی چاہتا ہے لیکن کیا کریں اپنے مولا کی اطاعت میں ہمارا سر تسلیم خم ہو مولا کے سامنے اس اعتراف کے ساتھ، اس فخر کے ساتھ، اس غرور کے ساتھ کہ یا علی ہم تجھے نہیں پہچان سکے...... ہم تجھے نہیں جان سکے...... یہی ہمارا افتخار، یہی ہمارا غرور، یہی ہمارا فخر ہے...... اور پھر ہم تجھے پہچانیں بھی تو کیسے؟ علیؑ ہم کیسے پہچانیں؟ کہ جس نے یہ دعوہ کیا وہ گمراہ ہو گیا...... جانتے ہیں کیوں گمراہ ہوا نصیری...... خدا کہا تا...... گمراہ ہو گیا پہچاننے کا دعوہ کر بیٹھا علیؑ کو...... پہنچ گئے آپ...... اس مطلب تک...... جس نے

بھی یہ دعوہ کیا میں علیؑ کو پہچان گیا وہ گمراہ ہو گیا...... اور قول رسولؐ ہے میرے مولاؑ کے بارے میں کہ یا علیؑ تجھے کوئی پہچان ہی نہیں سکتا سوائے اللہ کے اور میرے...... بس اس رب کی بارگاہ میں سر کو جھکا دو عقیدت سے، محبت سے، خلوص سے...... اس پروردگار کا شکر کہ جس نے ہمیں علیؑ کے محبت کرنے والوں میں خلق کیا۔

اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے رہو...... کہ اے پروردگار تو نے علیؑ کی غلامی کا شرف دے دیا صرف اس نعمت کا شکر ادا کرتے رہو اللہ کی بارگاہ میں سروں کو جھکاتے رہو...... سوچو اگر علیؑ کی محبت پر خلق نہیں ہوتے تو کیا انجام ہوتا تمہارا...... ارے ہمیں تو موت پر بھی اتنا فخر ہے...... لاوارث تو نہیں ہیں شک کی حالت میں تو نہیں مرتے ہم...... اس یقین کی حالت میں مرتے ہیں کہ ہمارا مولا ہمارے سرہانے آئے گا...... یہ نعمت کیا کم ہے اللہ کی...... تو بس کبھی یہ دعویٰ مت کرنا کہ علیؑ کو پہچان لیا...... یہ دعوہ اگر کیا تو گمراہ ہو جاؤ گے علیؑ کی معرفت کی منزل یہ ہے کہ اپنی ذات کو گم کرتے چلے جاؤ علیؑ کے عرفان کے سمندر میں...... جتنی گہرائی میں جاؤ گے تمہاری حیرت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا کہ پروردگار یہ کس ہستی کو تو نے خلق کیا ہے...... کن اختیارات کے ساتھ خلق کیا ہے...... بس جس رب کی بارگاہ میں علیؑ کا سر جھکتا نظر آ جائے وہیں اپنے سر جھکا دو۔

کیوں جھک رہا ہے علیؑ کا سر، آپ کس نعمت پر شکر ادا کر رہے ہیں کہ آپ کو علی کی محبت مل گئی...... علیؑ اس نعمت پر شکر کر رہا ہے کہ پروردگار تو نے اس کا اہل پایا تو یہ منصب مجھے دے دیا...... اب ایک اور مسئلہ حل کرتے چلیں کہ مومنین مشکلات میں ہیں مصیبتوں میں ہیں، مولا دشمنوں سے بدلہ کیوں نہیں لے رہے تو بات یہ کہ اللہ کو نہیں مانا کوئی بات نہیں...... کہاں جاؤ گے حکومت تو اللہ کی ہے...... صدیوں کی مہلت، پانچ سو سال مہلت دے دی ادھر مومن پریشان ہیں کہ دشمنان اہل بیت اور دشمنان دین پر

عذاب کیوں نہیں آ گیا؟ مگر اللہ کو کا ہے کی جلدی...... اللہ کو تو کوئی جلدی نہیں ...... کون اس کی حکومت سے فرار کر سکتا ہے...... اللہ کو کیوں جلدی نہیں ہے؟ اس لیے جلدی نہیں کہ ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے، جلدی اس کو ہوتی ہے جس کے اختیارات کم ہوتے ہیں، ہر جگہ اس اصول کو لیتے چلے جاؤ کہ آئمہ طاہرینؑ کے سامنے لاکھوں مومنین تہہ تیغ کر دیئے گئے کیا امامؑ کا اختیار نہیں ہے؟ کیا امامؑ انہیں فنا نہیں کر سکتا؟ دیکھو اختیارات کی بات ہے...... تو جلدی کیوں نہیں ...... اس لیے کہ ہر شے پر اختیار ہے۔

تو اللہ جسے اپنا نائب بنا کر بھیج رہا ہے نا جسے خلیفہ بنا کر بھیج رہا ہے اسے بھی اس اختیار کے ساتھ بھیج رہا ہے...... اسے قتل کرنے کی کوئی جلدی نہیں بلکہ وار کرنے سے پہلے یہ دیکھ رہا ہے کہ اس کے صلب میں میرا کوئی چاہنے والا تو نہیں ...... قیامت تک آنے والی نسلوں کو چھوڑ دے گا کہ جاؤ اگر قاتل بھی ہے...... دشمن بھی ہے کوئی جلدی نہیں نکل کے کہاں جائے گا ہمارے اختیارات سے باہر...... ہمارے اختیارات سے تو نہیں نکل سکتا...... کتنی بار اس کی جھلک دکھائی معصومینؑ نے ...... آج آپ جس زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں تھوڑے سے مشکل حالات ہوئے آپ پریشان ہو گئے۔

اب آپ آجایئے 61 ھ میں کربلا...... جو کچھ ہو رہا ہے بظاہر نقصان وہ ہے ...... سہم کر بیٹھ گئے ہیں لوگ اپنے گھروں میں ...... محبت کرنے والے بھی ڈر کے مارے نہیں نکل رہے گھروں سے ...... کوئی مدد کرنے والا نہیں اور دشمن خوش ہے ہم نے فتح حاصل کر لی...... دشمن بازاروں میں بھی لے کر آ گیا امیروں کو ...... سروں کو نیزوں پر بلند بھی کیا لیکن وہ سر جو نوک نیزہ پر تلاوت کر رہا ہے وہ اپنے اختیارات کا اعلان کر رہا ہے یا نہیں...... جو سر نوک نیزہ پر آیات الٰہی کی تلاوت کر رہا ہے وہ اپنا اختیار بتا رہا ہے ...... لیکن یہ بھی بتا رہا ہے کہ اگر اللہ نے امانت دی ہے تو اہلیت دیکھ کر دی ہے...... ہمیں

کوئی جلدی نہیں آنے والا وقت بتائے گا کہ تم جس معرکے کو اپنی فتح سمجھ رہے ہو کچھ ہی عرصے بعد قیامت تک اس ذکر کو روکنے کی کوشش کرو گے وہ نہیں رُکے گا...... اعلان ہے کربلا والوں کا...... ہمیں کوئی جلدی نہیں تمہیں جلدی تھی کہ حکومت مل جائے، خلافت مل جائے، ہمیں اس لیے جلدی نہیں کہ پروردگار نے ہمیں اس قابل پایا تو یہ امانت دی ...... امامؑ بددعا نہیں کرے گا، امام نفرین نہیں کرے گا، عذاب کی دعا نہیں مانگے گا کیونکہ اسے کوئی جلدی نہیں ہے۔

تو اگر ان ہزاروں شامیوں اور کوفیوں کے لشکر میں سے دو چار بھی نکل آئے تو یہ فتح ہے امام کی...... اگر حر، اس کا بیٹا، اس کا بھائی اور اس کا غلام بھی اس ایک لاکھ کے لشکر میں سے نکل آئے تو میں جیت گیا اور تم ہار گئے ...... تم میرے چھ ماہ کے بچے کو نہ جھکا سکے میں تمہارے سرداروں کو لے کر آ گیا ...... کس کی فتح ہوئی ...... ظاہری فتح بھی حسینؑ کی اور باطنی فتح بھی حسینؑ کی ...... کبھی گمان بھی نہ کرنا کہ ظاہری فتح شامیوں کی ہوئی تھی...... ظاہری فتح بھی حسینؑ کی ہوئی تھی...... تو کیا کسی بچے نے بیعت کی یزید کی ...... کسی بی بی نے بیعت کی ...... کسی ضعیف شخص نے ...... کسی جوان نے ...... کسی نے بھی بیعت کی ...... کسی معصوم بچی نے بھی بیعت کی ...... نہیں...... دربارِ یزید میں بھی حسین کی چار سالہ بچی فتح کا اعلان کر رہی ہے وہ اختیار دکھا رہی ہے کہ دیکھو ہم وہ ہیں جنہیں اللہ نے یہ اختیار دیا ہے...... تم نہ جھکا سکے ہمارے بچوں کو ...... تو عزاداران حسین ولایت مراتب کے حساب دی جاتی ہے...... حسین صبر کے میدان میں انبیاء سے بھی آگے بڑھ گئے...... لہٰذا کیسے ہو سکتا ہے کہ پروردگار حسین کو اپنی رضائیں نہ دیتا۔

۞......۞......۞

دوسری مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ۬ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿البقرہ﴾

اللہ صاحبان ایمان کا ولی ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی تاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (البقرہ ۲۵۷)

اللہ سرپرست ہے۔ ان لوگوں کا جو ایمان لائے یعنی مومنین کا ولی ہے۔ طاغوت اور شیطانی طاقتیں ولی ہیں۔ ان لوگوں کی جو کفر کرتے ہیں۔ جو اللہ کو نہیں مانتے اور اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ طاغوت ان کی سرپرستی کرتا ہے۔ سرپرستی سے کوئی شخص خالی نہیں ہے۔ ہر شخص محتاج ہے سرپرستی کا...... چاہے وہ زبان سے اقرار کرے یا نہ کرے۔ ہر دور میں انسان کا خدا کو تلاش کرنا بتا رہا ہے کہ وہ ایک سرپرست چاہتا ہے۔ انسان ہر دور میں ایک خدا کو تلاش کر رہا ہے۔ ایک خدا کو یا کئی خداؤں کو۔

نہ تلاش کر سکا ایک خدا کو تو بہت سارے خدا بنا ڈالے، ایک خدا کو نہ ماننے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ انسان کو بہت سارے خدا ماننے پڑے۔ ایک بارگاہ میں سر نہ

جھکانے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے ہی جیسے نہ جانے کتنے انسانوں کے سامنے جھکنا پڑتا ہے۔ تو نبی، پیغمبر، رسولؐ یہی بتانے کے لیے آئے اگر تمہیں ولی ہی بنانا ہے تو اللہ کو بنا لو یا انہیں بنا لو جنہیں اللہ نے اختیار دیا ہے۔ تاکہ وہ تمہیں وہاں تک لے جائیں۔ ولایت کے ان مقامات تک لے جائیں، سرپرستی تمہیں بہرحال درکار ہوگی تم مانو یا نہ مانو سرپرست تم بناؤ گے کسی کو۔

جو اللہ کو نہیں مانتا وہ بھی کسی کو اپنا سرپرست ضرور بناتا ہے۔ کسی کے کہنے پر ضرور چلتا ہے۔ خدا کو نہ ماننے کے لیے بھی کسی کو ماننا بڑا ضروری ہوتا ہے۔ کسی کے دائرے اختیار میں تو آئے گا نا۔ بالکل ایسا مسئلہ ہے کہ جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ تقلید نہ کرنے کے لیے بھی کسی کی تقلید کرنا ضروری ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا عقلی مسئلہ ہے کہ تقلید کو نہ ماننے والا بھی کسی نہ کسی کی تقلید میں رہ کر ہی انکار کرتا ہے۔ کسی نہ کسی کو ماننا پڑے گا۔ کسی نہ کسی کی تقلید کرنی پڑے گی۔ کسی نہ کسی کے دلائل ماننے پڑیں گے۔ جب تک اس کے دلائل نہیں مانے گا مرجع کی مرجعیت کا انکار نہیں کر سکتا۔ تو یہ بالکل ایسا مسئلہ ہے کہ اللہ کی ولایت کا انکار کرنے کے لیے اسے کسی نہ کسی کی ولایت کا اقرار کرنا پڑے گا...... کسی کی ولایت میں جانا پڑے گا۔ بس اسی اصول کے تحت آیت نے بتایا کہ اللہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظمت من النور فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ جن کا ولی ہوتا ہے، انہیں جہل کی تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے۔ اور جو اللہ کی ولایت کا انکار کرتا ہے شیطان انہیں اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔

اسی طرح آپ کبھی ولی کے معنی میں دھوکا مت کھایا کریں کہ اتنے سارے کیسے ولی بن گئے۔ کل ہم نے ایک مفہوم طرف اشارہ کیا تھا۔ آج دوسرے زاویے سے بات کریں گے۔ کل ہم نے بات کی تھی کہ امانت کس کے سپرد کی جائے...... امانت دیکھ

کے سپرد کی جائے گی۔ یہ ولایت، یہ امامت، یہ رسالت کی۔ امانت کے لئے اہل افراد کو تلاش کیا گیا۔ ان کے امتحانات لیے گئے۔ اس کے بعد یہ کئی یا سب امانتیں ان کے سپرد کی گئیں ایسے نہیں۔

ہر نبی کی صفت یہ تھی کہ وہ کہتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے امین ہوں مجھے اللہ نے امین بنایا ہے یعنی اللہ نے مجھے یہ امانت دی ہے میں نبی بن کر آیا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ اللہ نے خود ہی امانت کیوں نہ بھیج دی۔ یہ جو ہم جھگڑے میں پڑے نبی کو مانیں یا نہ مانیں رسولؐ مانیں یا نہ مانیں امام کو مانیں یا نہ مانیں۔ پروردگار کتنا اچھا تھا کہ براہ راست تجھ سے ہم رابطہ کرتے۔ ابلیس نے یہی تو کہا تھا کہ پروردگار تیرے سوا مجھے کسی کی نہیں ماننی تیرے سوا مجھے کسی کے سامنے سر نہیں جھکانا دیکھئے کتنی بات تھی...... آج بھی کروڑوں لوگ یہی کہتے ہیں...... آپ کیوں ان بیچاروں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں وہ کتنی اچھی بات کر رہے ہیں۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ پروردگار براہ راست بتا دیا ہوتا۔ کوئی تیرا مخالف ہی نہ ہوتا جس طرح بنی اسرائیل پر کوہ طور کو مسلّط کر دیا تھا۔ جیسے کہ قرآن میں مثال دی ہے کہ ہم طور کو مسلّط کر دیتے بنی اسرائیل پر پھر دیکھتے کہ ان میں سے کون ہماری وحدانیت کا کلمہ نہیں پڑھتا، بس ڈنڈے کا دور ہے آج بھی جس کے ڈنڈے کا زور ہوتا ہے لوگ اسی کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہاں یہ اور بات ڈنڈا ہٹا تو کسی دوسرے کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ایسی ایک ٹیم ہوتی ہے ہر زمانے میں جو ڈنڈے کے زور پر چلتی ہے اس کی نہ کوئی جماعت ہوتی بیچارے کی نہ پارٹی ہوتی ہے۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ جو آئے گا اس کو سلام ہے ہمارا۔ ہم اسی کے ساتھ ہیں۔

بس اگر اللہ یہ اصول بنا لیتا تو نہ نبی کی ضرورت تھی اور نہ ہی فرشتہ کی، پھر دیکھتے کون باقی رہ جاتا کتنے خوش ہو جاتے لوگ اللہ سے۔ کہ جس براہ راست رابطے کا

ہم دعوہ کیا کرتے تھے وہ براہ راست رابطہ ہو گیا۔ اللہ نے ہمیں کہا ہم نے اللہ کو مان لیا نہ کسی فرشتے کی ضرورت پڑی اور نہ ہی کسی نبی کی ضرورت پڑی۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ قرآن نے خود ہمیں راہ حق دیکھا دی۔

انبیاء اور پیغمبر کبھی کبھی تھوڑے سے پریشان ہوتے تھے کہ آخر یہ لوگ ہماری بات مانتے کیوں نہیں بات ان کو سمجھاتا ہوں پھر یہ مانتے کیوں نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ لوگ سہل طلب ہوتے ہیں۔ لوگ آسان طلب ہوتے ہیں، عقائد اور عبادات میں بھی آسانیاں چاہتے ہیں۔ بس وہ کہتے ہیں کہ ذرا سہل ہونا چاہیے یہ کیا کہ نجف جاؤ، قم جاؤ، برسوں زحمتیں اٹھاؤ مختلف علوم کے ماہر بنو، اور پھر جا کر عالم بنو بس زبان کا ہی تو کمال دکھانا ہے، اس کے لیے اتنی محنت و مشقت کی کیا ضرورت تھی۔

ہمارے پاس آتا تو ہم بتاتے اس کی کیسٹ سنی، اس کی تقریر سنی، یہاں سے جمع کیا وہاں سے فریب کے دھندے سیکھے، کچھ فریب کے جال پھیلائے، زبان کا مزہ دکھانا ہے...... دیکھو کیسا سہل راستہ نکالا صدیوں میں تیار ہوئے صرف دو علامہ، ان بیچاروں کو کچھ پتہ ہی نہیں کہ آسان طریقہ سے کیسے علامہ بنا جاتا ہے۔ صدیوں میں جا کے بنے دو علامہ، ایک علامہ مجلسی اور ایک علامہ حلّی......

اب دیکھئے کتنی ترقی کی دنیا نے ہر گلی میں ایک علامہ نظر آتا ہے ترقی ہو گئی نا، ہر چیز میں سہل راستہ ڈھونڈا جاتا ہے جنت میں جانے کا بھی سہل طریقہ ہے۔ اتنی زحمتیں کیوں، یہ زحمتیں تو تھیں پرانے لوگوں کے لیے، اب تو ہو گیا ترقی کا دور اب تو عالم بننے کے لیے اور مقامات حاصل کرنے کے لیے بالکل آسان راستے ہونے چاہئیں۔ اگر کوئی ڈاکٹر اسی طرح سے بن جائے تو آپ جانتے ہیں کہ آبادی کتنی کم ہوتی چلی جائے گی۔ یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔

تو ہر چیز میں یہ اصول کارفرما ہے۔ یاد رکھئے! جب وہ شارٹ کٹ سے جعلی ڈاکٹر بنے گا تو کتنا نقصان پہنچائے گا انسانیت کو۔اب آپ فیصلہ کیجئے کہ انسانی جسم کے لیے کتنا ضروری ہے کہ صحیح طریقے سے ڈاکٹر بنے......تو جو روحوں کا معالج ہو اور آپ کے ذہنوں پر حکومت کرے، آپ کے عقائد کو زیر و زبر کرتا چلا جائے زبان کے چٹخاروں کی وجہ سے......اس کا کوئی معیار آپ نے نہیں بنایا کہ کس سطح کا آدمی یہاں آنا چاہیے جو ہمارے افکار سے کھیل رہا ہے، جو ہمارے عقائد سے کھیل رہا ہے، جو ہماری آخرت سے کھیل رہا ہے، جو ہمارے عقیدوں سے کھیل رہا ہے، جو ہمارے جذبات سے کھیل رہا ہے، جو ہماری محبت سے کھیل رہا ہے۔وہ جانتا ہے کہ ہماری محبت کس کے ساتھ ہے اس محبت کا استحصال کر رہا ہے......تو اس کا کوئی معیار نہیں......ارے ہمیں معیار کیا دیکھنا......ہمیں تو اس نے مختصر طریقہ بتا دیا۔ ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔

لیکن اتنا تو سوچئے کہ جب اللہ نے کوئی مختصر طریقہ استعمال نہ کیا تو پھر ہم کون ہوتے ہیں اپنی مرضی کا دین بنانے والے۔ رسولؐ بھی یہی ارشاد فرما رہے ہیں کہ میں تمھیں اللہ کا بندہ بنانے آیا ہوں اور تبلیغ کے راستے میں جب پیغمبروں کو مشکلات پیش آئیں اور جب انہیں تھکن کا احساس ہوتا تھا تو وہ اللہ کی بارگاہ شکوہ کرتے تھے کہ پروردگار یہ سنتے ہی نہیں سمجھتے ہی نہیں یہ تو وہیں جاتے ہیں جہاں ان کو اپنی دلچسپی کے سامان نظر آ جائیں۔ یہ فطرتِ انسانی ہے کہ سڑکیں بدلتیں ہیں بلڈنگیں بدلتی ہیں انسانی فطرت وہی رہتی ہے بنی اسرائیل سے لے کر آج تک۔

سب سے زیادہ ذکر بنی اسرائیل کا اسی لیے کیا گیا ہے قرآن میں کہ ان کو دیکھ لو، تمہارے مزاج خود بہ خود تمہارے سامنے آتے چلے جائیں گے کہ وہ بھی آسان اور دلپسند راستے ڈھونڈا کرتے تھے۔

ارشاد رب العزت ہوا اے رسولؐ اگر اللہ چاہتا تو روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ ہوتا جو ایمان نہ لاتا۔ تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ لوگ زبردستی ایمان لے آئیں آپ صرف پیغام دیجئے......یہ لوگ مانیں یا نہ مانیں میں ان سے نمٹ لوں گا آپ کا کام ہے پیغام دینا جو امانت آپ کو دی گئیں ہے اسے لوگوں تک منتقل کرتے رہیے اور اسی بات کو امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرما رہے ہیں کہ قانون فطرت یہی ہے کہ ہر معلول کے لیے ایک علت اور سبب کا ہونا ضروری ہے۔ ہر چیز اسی قانون اور قاعدے کے مطابق وجود میں آئے گی۔ رسولؐ بھی آئیں گے اسی قانون کے تحت، پیغمبر بھی آئیں گے اسی قانون کے تحت، امام بھی آئیں گے اسی قانون کے تحت......اور اسی قانون کے تحت امانت بھی دی جائے گی۔

دوسری کون سی چیز ہے جس کے لیے درجہ بندی کی جائے گی ولایت کے مقامات کو دینے کے لیے جتنی صلاحیت ہے، اتنی ہی امانت دی گئی۔ جو نبی جتنا وزن اٹھا سکتا اتنا ہی وزن اسے دیا گیا امانت دینے میں سب سے پہلے یہ دیکھا گیا کہ کون کتنا قوی ہے امین ہے ہر رسولؐ امین ہے۔ جناب شعیبؑ کی دختر نے یہی تو کہا تھا جناب موسیٰؑ کے بارے میں کہ یہ امین ہے۔ کیوں نہ ہم اسے ملازم رکھ لیں۔ جب جناب سلیمانؑ کے دربار میں تختِ بلقیس لانے کی بات آئی تو وہاں بھی طاقت اور امانت کی صلاحیت کو پیش نظر رکھا گیا۔ کیونکہ اس موقع پر جناب سلمانؑ اپنا وصی بنانا چاہتے تھے۔ جناب سلیمانؑ اس امانت کو منتقل کرنا چاہتے ہیں جو امانت اللہ نے دی ہے۔

انبیاء جو اس امانت کو منتقل کریں تو اہلیت دیکھ کر۔ یہ امتحان اسی لئے رکھا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ رسولؐ کی کوئی ذاتی پسند تھی اس لئے امانت دے دی۔ لہٰذا جناب سلیمانؑ نے اس امانت کو، اس ولایت کو، اس حکومت کو اہل کے

سپرد کرنا چاہا تو با قاعدہ دربار میں اپنے بھانجے آصف برخیا کی علمی برتری ثابت
کی۔

یاد رکھئے گا کہ آصف برخیا رسولؐ نہیں ہیں، صرف رسولؐ کا وصی بننے جا
رہے ہیں۔ کس معنی میں کہ ولایت اسے ملنے والی ہے حکومت اسے ملنے والی ہے اسی
لئے تخت بلقیس لانے کا امتحان رکھا۔ کیا خود نہیں کر سکتے تھے جناب سلیمان یہ
کام؟...... کیا خود تخت بلقیس کو نہیں لا سکتے؟...... پھر دوسروں سے کیوں کہہ رہے ہیں اگر
خود نہیں لا سکتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کمزور پڑ گئے۔ اگر نہیں لا سکتے تو پھر حکومت کیسی
چرند و پرند پر؟...... کیسی سلیمان کی حکومت ہر چیز پر؟...... ایک طرف تو ہر شے پر حکومت
کا اختیار اور یہاں کہہ رہے ہیں کہ تخت نہیں لا سکتا تم لے آؤ۔ جب نہیں لا سکتے تو دوسرا
کہے گا نا دیکھا اس میدان میں آپ سے آگے ہوں کہ نہیں۔ لیکن معلوم ہوا کہ نہیں وہ
تو سلیمانؑ کی رعایا میں ہے جب رعایا میں ہے تو سلیمانؑ سے زیادہ طاقت نہیں ہے
سلیمانؑ سے زیادہ قوت نہیں ہے تو پھر سلیمانؑ کیوں کہہ رہے ہیں کہ تخت لے کر آؤ
...... خود لے آئیں۔

اب بات سمجھ میں آئی اللہ چاہتا تو سب سے کلمہ پڑھوا لیتا۔ لیکن اللہ نے آزاد
چھوڑا ایک حد تک اختیار دے کر آزاد چھوڑا کہ تم پر کوئی جبر نہیں۔ اس کے بعد حکم دیا کہ تم
سب آزاد ہو آدم کو سجدہ کرو۔ اب شیطان کا آدم کو سجدہ نہ کرنا یہ بتا رہا ہے کہ پروردگار
نے اپنی ولایت کے باوجود ایک حد تک اختیار اسے بھی دیا تھا کہ یہ جو فعل تو کر رہا ہے
اپنی مرضی سے کر رہا ہے۔ یعنی ایک حد تک اختیار دیا۔ یہی جناب سلیمان بتانا چاہ رہے
ہیں کہ میرے بعد بھی امانت دینے کی بات ہے۔ کہ اپنا خلیفہ کسے بناؤں۔

خلافت ہی کا تو جھگڑا ہے نا سارا...... اسی پر تو ملائکہ بھی جز بز ہو گئے تھے کہ

ہمیں نہیں بناتا خلیفہ...... ہم اتنی عبادت کرتے ہیں، ہم اتنی نمازیں پڑھتے ہیں، ہم رکوع
میں رہتے ہیں، ہم سجدوں میں رہتے ہیں، ہم قیام کی حالت میں رہتے ہیں۔ اور اب
خلافت دینے کی بات آئی تو اسے خلافت دے رہا ہے...... جو جھگڑا کرے گا، جو فساد
کرے گا۔

اور دوسری طرف اللہ نے سب کو اختیار دیا امتحان کے میدان میں۔ یعنی اللہ
بتا رہا ہے کہ جب ہم نے امانت دی تو اہلیت دیکھ کر دی تھی سب کو اختیار دیا تھا جو جتنا
آگے بڑھا میری اطاعت میں اسے اتنی ہی امانت دی گئی...... تو وہاں پر بھی بتا دیا کہ
دیکھو ابلیس امانت کا اہل نہیں تھا اس کے اندر خبث باطنی چھپا ہوا تھا اس کے اندر ایک
شیطان چھپا ہوا تھا جیسے ہی امتحان کی منزل آئی وہ شیطان نکل کر سامنے آگیا۔

اگرچہ ابلیس بڑا بزرگ تھا...... بظاہر عمر میں دوسرے فرشتوں سے زیادہ
تھا...... عبادتوں میں بھی فرشتوں سے آگے تھا...... دوستی کا بھی اللہ سے بڑا دعویٰ تھا......
قربت کا بھی اللہ سے بڑا دعویٰ تھا...... اللہ کے گھر والا ہونے کا بھی دعویٰ کیا کرتا تھا۔
لیکن اللہ تو جانتا ہے کہ ابلیس اندر سے کیا ہے۔

جب بھی خلافت کی بات آئے گی تو ہر ایک چہرے سے نقاب اتر جائے گی۔ تو
یہ ابلیس قرب کا اظہار کر رہا تھا کیوں کر رہا تھا تاکہ یہ خلافت مجھے مل جائے...... یہ مقام
مجھے مل جائے...... لیکن اللہ تو علم رکھتا ہے کہ کون اہل ہے جو اپنی قابلیت ثابت کرے گا؟ تو
جناب سلیمان اس امانت کو اب منتقل کرنا چاہتے ہیں جناب سلیمان جانتے ہیں کہ میرے
بعد وصی ہونے کا حق سوائے میرے بھانجے کے کسی کو بھی نہیں ہے...... لیکن اگر بغیر
امتحان کے وصی بنا دیا تو لوگ کہیں گے کہ رشتے دار تھا اس لئے جانشین بنا دیا۔ خدا کا
رسولؐ یہی بتا رہا ہے کہ بات رشتے داری کی نہیں ہوتی میدان جنگ جب پیش آتا

ہے...... میدان امتحان جب سامنے آتا ہے...... ان میدانوں میں معلوم ہوتا ہے کہ کون رسولؐ کا وصی بننے کا حق رکھتا ہے تو جناب سلیمان نے کہا کہ جاؤ کون ہے تم میں جو تخت بلقیس لائے گا۔

کسی نے کہا دربار برخاست ہونے سے پہلے لے آؤنگا...... کسی نے کہا پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤنگا۔ اب اس امانت کو سلیمان نے منتقل کر دیا جس نے اہل ثابت کر دیا اس کی طرف۔ امانت کی بات مکمل ہوئی کہ ہر نبی نے بھی جب امانت کو منتقل کیا چاہے اس کے بعد والے نبی کو...... چاہے بعد والے وصی کو...... تو اہلیت دیکھ کر کہ یہ اس امانت کو سنبھالنے کی اہلیت رکھتا ہے کہ نہیں۔ اگر صلاحیت ہے تو امانت دی۔

ایک مرحلہ تو یہ تھا کہ جو جتنی اہلیت رکھتا تھا اتنی ہی امانت بھی اللہ نے دی اس سے زیادہ امانت نہیں دی۔ دوسرا مرحلہ...... ایک اور صفت قرآن نے بتائی اولیاء اللہ کی جو اللہ کے ولی ہیں ایک نشانی بتائی ان کی (اور جو اللہ کے ولی ہوتے ہیں) اب دیکھیے ولی کا معنی ذہن میں رہے اللہ کے ولی...... اللہ تو خود ولی ہے یہاں آیت کہہ رہی ہے کہ جو اللہ کے ولی ہیں تو مفہوم ذہن میں رکھیے گا کہ ولی یہاں پر دوست کے معنی میں ہے۔ یہ اللہ کا دوست ہے کیونکہ اللہ سے قریب ہے...... قربت کا معنی...... محبت کا معنی...... دوستی کا معنی...... لفظ کا استعمال بتا دیتا ہے کہ کہاں کس معنی میں استعمال ہو رہا ہے دوستی کے معنی میں کہاں...... سرپرستی کے معنی میں کہاں...... سلطنت کے معنی میں کہاں...... محبت کے معنی میں کہاں...... اور حاکم کے معنوں میں کہاں۔ اب اللہ کے لئے استعمال ہو رہا ہے (بے شک یہ اللہ کے اولیاء ہیں یعنی اللہ کے دوست) یہ کبھی خوف زدہ بھی نہیں ہوتے تو ولایت کی ایک علامت کیا ہے ولایت کا ایک مرحلہ ہے خوف زدہ نہ ہونا۔

کس کا خوف کہاں تک ہے...... اتنی ہی اسکی ولایت۔ یہ یاد رکھیے گا کہ خوف ایک ایسی چیز ہے جہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ کے قدم بھی ڈگمگائے ہیں خاص طور پر یہ جو موت کا خوف ہے...... یہ ہمیں بڑے بڑے مرتبے اور منزلیں رکھنے والے افراد میں بھی نظر آتا ہے۔

خوف کا مطلب جب تک آپ تک منتقل نہ ہو جائے بات آگے نہیں بڑھے گی۔ دیکھیے موت کا خوف ایسا ہے کہ کوئی کتنا ہی دلیر کیوں نہ ہو اس مقام پر جھجک ضرور پیدا ہوئی۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ شہداء کا مقام اتنا بلند رکھا گیا...... کیوں رکھا گیا؟ اسی لیے رکھا گیا کہ شہید اللہ سے معاملہ کرتا ہے۔ اس معاملہ کی وجہ سے اللہ اس کی موت کو ختم کر دیتا ہے۔ کیسا معاملہ؟ عموماً موت پر ٹوٹ پڑتا ہے موت کے میدان میں جاتا ہے اور اس میں بھی موقع ہوتا ہے کبھی بچ کر واپس آجاتا ہے...... ہر آدمی شہید نہیں ہو جاتا کچھ مرحلے ایسے ہوتے ہیں جہاں کامل یقین ہے انسان کو شہادت کا...... جاتا ہی اسی لیے ہے کہ جا ہی مرنے کے لیے رہا ہوں...... دعا کرنا الگ چیز ہے جا ہی مرنے کے لیے رہا ہوں موت کا وہ مقام کہ جہاں یقین کی منزل ہو۔

انبیاء کہاں جائیں گے موت کے بعد یقیناً جنت میں اعلیٰ مقام پر ہونگیں۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ملک الموت اجازت لے کر ہی صحیح لیکن آئے گا ضرور...... آدمؑ ہوں یا خاتمؐ ہوں...... سب کے پاس آیا ہے ملک الموت۔ قصص انبیاء میں روایات موجود ہیں یہ حقیقت ہے...... خیالات کی دنیا میں آپ جو چاہے سمجھئے آپ آزاد ہیں...... لیکن واقعیت یہی ہے کہ ہر نفس کو ہر صاحب نفس کو ملک الموت کا سامنا کرنا ہے...... ملک الموت آئے گا...... چاہے اجازت لے کر ہی آئے انبیاء کی روح قبض کرنے کے لیے لیکن آتا ہے۔ جناب آدمؑ کی جس

روح قبض کرنے کے لئے آیا تو جناب آدمؑ نے فرمایا......ابھی پچاس سال باقی ہیں......ملک الموت نے عرض کی آپ بھول گئے......اپنی عمر سے پچاس سال آپ نے اپنے اس بیٹے کو دیئے تھے جس کی عمر کم تھی......جب آپ کو عمریں دیکھائی جارہی تھیں تو آپ نے ایک بیٹے کی عمر دیکھ کر کہا تھا کہ میرے اس بیٹے کی عمر تو بڑی کم ہے آپ نے اپنے پچاس سال دے دیئے تھے۔ جناب آدم کہتے ہیں کہ اچھا اللہ نے بھی کاٹ ہی لئے۔

کس کا دل چاہتا ہے کہ اپنی خوشی سے مر جائے، کسی کا دل نہیں چاہتا ہے کہ مر جائے چاہتا ہے کہ زندہ رہوں، چاہے ایڑیاں ہی رگڑتا رہوں......اندر کی بات یہی ہے خواہش یہی ہے۔ حضرت نوحؑ کا واقعہ بھی ایسا ہی ہے کہ ملک الموت سے فرماتے ہیں، ذرا سائے میں تو آنے دو بھائی ......ملک الموت نے کہا اچھا جایئے سائے میں، لیکن اے نوحؑ یہ بتایئے کہ اتنی لمبی عمر گزاری دنیا میں کیسا لگا؟......فرمایا ایسا لگا جیسے ابھی دھوپ سے سائے میں آ گیا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ جناب نوحؑ خوف زدہ تھے مگر جھجک تو ہوئی...... جناب ابراہیمؑ کا بھی یہی حال ملا۔ ملک الموت نے کہا چلئے......فرمایا نہیں جا رہے...... جاؤ...... کیونکہ معصوم کی اجازت کے بغیر تو روح قبض نہیں کر سکتا۔ ابھی اجازت نہیں ہے جاؤ......ملک الموت اللہ کی بارگاہ میں فرماتے ہیں، پروردگار تیرا خلیل قابو ہی نہیں آتا جب جاؤ کہتا ہے ابھی نہیں۔ کتنے امتحانات دینے والے ہیں یہ ابراہیمؑ ...... جب بہت تکرار کی ملک الموت نے تو ابراہیمؑ کہتے ہیں اللہ سے جا کر کہو کوئی دوست سے ایسی چیز مانگتا ہے جو دوست کو پسند نہ ہو...... خلیل ہوں میں...... مجھ سے ایسی چیز کیوں مانگ رہا ہے جو مجھے پسند نہیں......تو اللہ نے فرمایا! اچھا کوئی دوست ......دوست کے دیدار سے

انکار کرتا ہے۔ لاجواب ہو گئے خلیلؑ، فرمایا اچھا اب تو چلنا پڑے گا۔

جناب موسیٰؑ کا اس سے بھی دلچسپ واقع وہ بھی یہی کہ جب فرشتہ آتا ہے فرماتے ہیں نہیں...... اجازت نہیں ہے...... ابھی جاؤ۔ اللہ نے کہا بھئی ایسے قابو نہیں آئیں گے کچھ منصوبہ بندی کرو کچھ نقشہ کھینچو ان کے لیے، تو نقشہ کھینچا گیا قبر بنائی گئی...... بیٹھ گیا سر پکڑ کر ملک الموت انسان کے روپ میں وہاں...... اب موسیٰ جیسا پیغمبر دیکھے کسی انسان کو سر پکڑے، تو کیا حال ہو گا۔ پوچھا کہ کیا ہو گیا بھئی تجھے...... کیوں سر پکڑے بیٹھا ہے۔ ملک الموت کہتا ہے کہ ایک شخص کا جنازہ آنے والا ہے...... دفنانا ہے...... پریشان ہوں قبر چھوٹی بڑی نہ ہو جائے...... جناب موسیٰ فرماتے ہیں...... بھئی مجھے دیکھ کر اندازہ کر لے۔ کہا ہاں بالکل آپ کے جیسا ہو گا قد کاٹھ میں...... موسیٰ فرماتے ہیں! میں لیٹ جاتا ہوں تو اندازہ کر لے۔ لیٹ گئے جناب موسیٰ قبر میں، جب لیٹے تو کشف کر دیا اللہ نے جناب موسیٰ کا مقام۔ اپنا مقام جو دیکھا تو موسیٰ نے کہا بارالٰہی مجھے یہیں پہنچا دے۔ ملک الموت نے ایک لمحے کی دیر نہ کی، کہا یہی موقع ہے اللہ نے یہ دُعا بھی پوری کر لی آپ کی چلئے۔

تو خوف کیا چیز ہے، کہیں نہ کہیں ہے، کوئی نہ کوئی بات ہے۔ مَعَاذَ اللّٰہ اس معنی میں نبی کبھی خوف زدہ نہیں ہوتے...... البتہ جھجک ہے اسی لیے ولایت بھی ایک مقام تک ہے جہاں تک اہلیت وہاں تک ولایت۔ جس کی اہلیت بڑھتی گئی، ولایت بڑھتی گئی ایک مقام یہ آیا کہ ایک شخص یہ کہے...... اپنے بیٹے سے...... کہ میرے بیٹے تیرے بابا کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ موت پر جا گرے یا موت اس پر...... بیٹے نے یہی تو کہا تھا بابا تیروں کا مینہ برس رہا ہے......کہا برسنے دے......کوئی فرق نہیں پڑتا، میں تو خود ڈھونڈتا پھر رہا ہوں موت کو۔

بدر کے شہید جن میں علیؑ کے چچا زاد بھائی بھی ہیں جناب ابو عبیدہ ابن حاوث۔رسولؐ سے سنا......شہید کا مقام...... بے چین ہو گئے علیؑ، اُحد کے شہداء کا مقام سنا، ایک چچا شہید ہو گئے، حمزہ......اور علیؑ زار و قطار رو رہے ہیں، رسولؐ فرماتے ہیں! علی کیوں رو رہے ہو؟ کہا خدا کے رسولؐ کیا میری قسمت میں شہادت نہیں ہے؟ فرمایا! بہت دوست رکھتے ہو شہادت کو، مولا فرماتے ہیں میرا اللہ جانتا ہے کہ میں کتنا دوست رکھتا ہوں شہادت کو۔پیغمبر فرماتے ہیں! علیؑ کیا کیفیت ہو گی تمہاری اس وقت جب تمہارے سر کے خون سے تمہاری ریش مبارک سُرخ ہو جائے گی......علیؑ اس لمحے کو تلاش کرتے رہے......کہ وہ لحات کہاں ہیں کہ جب اللہ کا مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہوگا۔

اب بات سمجھ میں آئی کہ کیوں رسولؐ نے کہا تھا......اتنی معمولی چیز نہیں ہے غدیر خم......کہ اتنی آسانی سے پڑھوں اور میں گزر جاؤں۔ بدر سے کم معرکہ نہیں، اُحد سے کم معرکہ نہیں، ہر معرکہ...... ہر جنگ کا میدان......علیؑ کے ہاتھوں فتح ہوا اور یہ غدیر خم رسولؐ کی زندگی کا حق و باطل کا آخری معرکہ ہے۔ رسولؐ کی حیات کا سب سے بڑا معرکہ ہے غدیر۔ مجھے بتاؤ کسی جنگ کے میدان میں ایسا ہوا کہ رسولؐ کو ہچکچاہٹ ہوئی ہو۔ بدر کا میدان، اُحد کا میدان، خیبر کا میدان، خندق کا میدان اور حنین کا میدان......کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت رسولؐ کو چھوڑ کر فرار ہو چکی ہے اور علیؑ تلوار سے رسولؐ کا دفاع کر رہا ہے۔ ایسے نازک وقت میں بھی خدا کا رسولؐ فرماتا ہے اَنَاابنُ عَبدِالمُطَّلِبْ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ میں نے کبھی پیٹھ نہیں دکھائی...... وہ رسولؐ......کہ جب سب چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو کفار سے کہتا ہے اَنَاالنَّبِیُّ لاَ کِذب ...... اَنَاابنُ عَبدِالمُطَّلِب...... کوئی جھوٹ نہیں اس میں کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں...... اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں......یعنی بہادری کا جب تذکرہ کرنا ہوا تو اپنے دادا کے نام سے۔

کوئی میدان بتایئے! جس میں پریشان ہوا ہو رسولؐ۔ اگر دندان مبارک شہید ہوئے کوئی پریشانی نہیں، زخم لگے کوئی پریشانی نہیں......رسولؐ کو کتنی بڑی بڑی جنگیں لڑنا پڑیں، لیکن معرکہ غدیر خم ، کیسا معرکہ تھا......کہ رسولؐ جھجک رہے ہیں، رسولؐ پریشان ہیں، اللہ کو تسلی دینا پڑ رہی ہے رسولؐ کو کہ میرے حبیب کسی معرکہ میں آپ پریشان نہیں ہوئے آخر یہ کیسا معرکہ ہے اتنے آپ کیوں پریشان ہیں؟ تو رسولؐ یہی جواب دیں گے کہ وہاں کفار سے مقابلہ تھا۔ وہاں دشمن ظاہری شکل میں سامنے تھا اور یہاں زبان سے کہیں گے کہ مبارک ہو......مبارک ہو......کیونکہ حارث ابن نعمان کا حشر دیکھ لیا۔

اللہ کو کوئی نہ مانے کچھ نہیں کہتا اللہ آج بھی نہ ماننے والے کتنے ہیں۔ اللہ نے کہا میری گرفت سے باہر کون ہے...... نہ مانو......آؤ گے تو میرے ہی پاس۔ فکر اس کو ہو جس کی حکومت سے تم نکل سکتے ہو یہ پورا ملک اس کا ہے کہاں بھاگ کر جاؤ گے اللہ کو نہ مانو کوئی بات نہیں چار سو سال فرعون کو مہلت دی۔ روایت کے مطابق......مبالغہ نہ کرو تو جتنی بھی عمر صحیح ہو...... جو بھی رہی ہو گی چھوڑ دیا نا اللہ نے فرعون نے کہا انا ربکم الاعلیٰ لیکن چھوڑ دیا نا اللہ نے ......کہتا رہے آدی کہ میں سب سے بڑی طاقت ہوں، کوئی فرق نہیں پڑتا جب چاہیں گے گردن پکڑ کے مروڑ دیں گے۔

تاریخ تو یہی بتاتی ہے جب کوئی فرعون کی سطح تک پہنچا تو زوال ہوا......اور زوال بھی کس کے ہاتھوں ہوا...... جیسے فرعون کا جناب موسیٰ اور اس دور کے کمزور ترین افراد کے ہاتھوں......ضعیف ترین مظلوم ترین، لیکن موسیٰ پر یقین رکھتے تھے کہ آئے گا یقین تھا کہ آئے گا۔ جب یقین تھا تو آخر ان بڑی طاقتوں کی ناک بھی رگڑی۔ تو بس یہ طے ہے یقین ہے کہ ضرور کوئی موسیٰ ہے...... جو آئے گا۔ یعنی وقت قریب آ رہا ہے فرعونی نعرہ گونج رہا ہے کہ میں سب بڑی طاقت ہوں۔ اور ہمارے یقین میں بھی اضافہ

ہوتا جا رہا ہے کہ اگر یہ نعرہ لگ رہا ہے تو اس نعرے کا مٹانے والا بھی ضرور آئے گا۔

تو اللہ کو نہیں مانا...... نہیں مانو...... دو مقام ایسے ملیں گے آپ کو کہ اللہ نے فوراً بغیر کسی تاخیر کے جواب دیا۔ ایک جب رسولؐ نے دعوت دی قریش کو...... تو ابولہب نے کہا اے محمدؐ! (معاذ اللہ) وہ ہاتھ ٹوٹ جائیں جن ہاتھوں سے تو ہمیں اپنے دین کی طرف بلاتا ہے۔ ابولہب اللہ کو جب تک نہیں مان رہا تھا تو کوئی بات نہیں۔ اللہ کے گھر میں بت رکھ دیئے کوئی بات نہیں، رکھنے دو...... آنے والا آئے گا خود صاف کر دے گا...... کوئی بات نہیں مہلت دے دی، سب ٹھیک ہو جائے گا، لیکن جونہی جسے اس نے رحمۃ اللعالمینؐ بنایا تھا اس پر بات آئی تو حفاظت کرنا جانتا ہے...... میرا نائب ہے...... میں نے بنایا ہے...... جب تک مجھے کہہ رہے تھے مسئلہ نہیں تھا...... لیکن میں نے اسے نائب بنایا ہے، یہ میرا خلیفہ ہے زمین پر، میرا محبوب ہے جو سختیاں جھیل رہا ہے میری وجہ سے، میرے لیے، میرے خاطر، میرا ذکر ہو...... تو اب فوراً آیت نے کہا تبت یدا ابی لھب تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں ابولہب۔

حالانکہ زبان سے اللہ کے بارے میں کتنی گستاخیاں کیں جواب فوراً نہیں ملا۔ کہتے رہو کہاں جاؤ گے یہیں آؤ گے لیکن رسولؐ کی اہانت اللہ کو گوارا نہ ہوئی۔ تو غدیر میں بھی لوگوں کے ذہنوں نے کہا ایسی کوئی ہوشیاری نہ کرنا۔ تھے تو ایک ہی جیسے سارے۔ کہا کہ ایسی غلطی نہ کرنا ابھی تو آیت اشاروں میں بتا رہی ہے۔ سورہ منافقون کی آیت بتا رہی ہے...... اُحد میں بھاگ جانے والوں کا ذکر کر رہی ہے، نبی پر شک کرنے والوں کا ذکر کر رہی ہے...... اگر کوئی ایسی بات کر دی تو ایسا ہی کوئی سورہ یا آیت ان کے لئے بھی آجائے گی۔ تو بہت ہوشیار تھے یہ لوگ۔ یہ غدیر خم کا موقع کہ جھجک رہا ہے رسولؐ...... سب سے بڑا معرکہ حق اور باطل کا رسولؐ کی ظاہری زندگی کا۔ کوئی معرکہ

ر کی شکل میں، کوئی معرکہ احد کی شکل میں، کوئی خندق کی شکل میں، کوئی خیبر کی شکل میں، کوئی مباہلہ کی شکل میں اور کوئی غدیر کی شکل میں۔

جیسے جیسے باطل اپنے لباس تبدیل کرتا چلا گیا تو ویسے ویسے ہی خدا کا رسول ی حکمت عملی اختیار کرتا چلا گیا۔ غدیر میں پروردگار عالم ارشاد فرما رہا ہے کہ اے رسول نچا دیجئے جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے یہ نہ پہنچایا تو کار رسالت ہی جام نہ دیا۔ رسولؐ کہتے ہیں کہ پروردگار وہ کافر تھے، مشرک تھے مگر یہ تو اندر گھسے ہوئے یں۔ مگر اللہ فرما رہا ہے کہ اگر نہیں پہنچایا تو کارِ رسالت انجام نہیں دیا ایک لاکھ چوبیس زار انبیاء بیٹھے ہیں انتظار میں کہ پہنچا دیجئے، ورنہ ہمارا کیا ہوگا۔ کیوں کہ رسولؐ کی سالت ثمر ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی محنتوں کا۔ تو وہ سارے بیٹھے ہیں کہ رسولؐ نچا دیجئے جو آپ کو رسالت دی گئی ہے۔ یعنی اگر آپ نے یہ کام انجام نہ دیا تو ہماری سالت بھی گئی۔

کوئی آیت تو اس مزاج کی بتایئے، قرآن میں کوئی تو بتائے کہ اپنے حبیب اپنے رسولؐ سے کہ جو مقصود کائنات ہے، کہہ رہا ہے کہ اگر یہ حکم نہیں پہنچایا تو کچھ بھی نہ کیا۔ کتنا بڑا معرکہ حق و باطل کا ہے۔

رسولؐ نے بھی کہا کہ دیکھ لو کیسا حکم ہے اگر میں جھجک رہا تھا تو کسی وجہ سے، میں رکا ہوا تھا تو کسی وجہ سے، انتظار کر رہا تھا کہ حکم ایسا آجائے تو تمھیں اس حکم کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے، کہ یہ حکم ایسا ہے کہ اگر یہ حکم نہ پہنچا تو میری رسالت ختم ہو جائے گی۔ اس پر انحصار ہے میری رسالت کی بقاء کا۔

جیسے ہی حکم پہنچایا ایک شخص بے وقوف تھا...... بات یہ ہے کہ خود تو آگے بڑھتے نہیں تھے دوسروں کو بڑھاتے تھے...... کہ دیکھو اپنے بھائی کو مولا بنا دیا...... اپنے

داماد کو وصی بنا دیا...... خود تو تھے ہی مولا اور اب ان کو بھی بنا دیا۔ ابھی تک تو ہم ہر بات مانتے چلے آئے۔ (بڑا احسان کیا مانتے چلے آئے) اور کوئی راستہ تو تھا نہیں کہ مانتے چلے آرہے ہیں بلکہ بعض مقامات ایسے آئے تھے کہ بیچ میں کھڑی ہوگئی تھی ان کی گاڑی...... جب پہاڑ پر بیٹھ کر دعا کرتے تھے کہ کوئی ابوسفیان کو پیغام پہنچا دے کہ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ بہت سارے مواقع آئے تھے...... لیکن یہاں پر جانتے ہیں کہ پہلے دیکھ لو...... دوسرے کو بھیجتے ہیں...... کہ کیا ہوتا ہے۔ ہوتے ہیں نہ ایسے کہ دوسروں کے چڑھائے میں آکر آگے بڑھ گئے، بھئی اپنی عقل سے بھی کام لیا کرو، کب تک دوسروں کے لیے استعمال ہوتا چلا جائے گا آدمی، ایسا نہیں ہونا چاہیے نا۔ حارث بن نعمان آگے بڑھا اور کہا! یہ بتاؤ تم نے ہم سے نماز کا کہا، ہم نے پڑھ لی...... تم نے ہم سے روزے کا کہا، رکھ لیا...... جیسے کہتے چلے گئے ہم کرتے چلے گئے اور اب یہ جو تم نے اپنے بھائی کو ہم پر مسلط کیا ہے۔ حارث بن نعمان کا یہ جملہ ''مسلط کیا ہے'' مسلط کرنے کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار حجاج کرام کا مجمع یہ جانتا تھا کہ رسولؐ نے مولا کس معنی میں کہا ہے۔ اگر محبت کا معنی ہے دوستی تو ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ ناراض کیوں ہو رہے ہیں؟

نہیں جناب! یہ جملہ بتا رہا ہے کہ ہر فرد جانتا تھا کہ مولا کا معنی کیا ہے۔ تو اس کا یہ جملہ دلیل بن گیا تھا کہ کیوں برہم ہوئے تھے آپ۔ یہی تو کہا ہے رسول نے کہ علی سے محبت کر لیجیے...... دوستی کر لیجیے...... ایک لاکھ چوبیس ہزار حاجیوں کو روکا گیا، بس اتنی سی بات بتانے کے لیے کہ جو جو مجھ سے محبت کرتا ہے علیؑ سے بھی محبت کر لے۔ بھئی جھگڑا کیسا؟ نہیں...... جناب یہ لڑنا جھگڑنا بتا رہا ہے کہ حارث بن نعمانِ فہری نے سب کے دلوں کی نمائندگی کر دی تھی سب کی خواہشات کو لے کر کہا کہ سب کچھ مانا مگر یہ جو تم

نے اپنے بھائی کو بھی ہم پر مسلط کر دیا ہے یہ بتاؤ کہ یہ تم نے اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے کیا ہے...... یہ آپ کا حکم ہے یا اللہ کا...... خدا کا رسولؐ غضب ناک ہو گیا غضب کی نگاہیں ڈالیں اس کے چہرے پر، کیونکہ بات اپنی نہیں بات علیؑ کی ہے...... کہا بدبخت انسان یہ میرا حکم نہیں یہ اللہ کا حکم ہے...... اللہ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے۔ حارث یہ سن کر پلٹا یہ کہتا ہوا کہ اگر یہ اللہ کا حکم ہے تو آسمان سے مجھ پر عذاب نازل ہو، بلکہ عذاب کی شکل بھی مانگی۔ اللہ نے اسی وقت اس کی ٹانگ توڑ دی اور اس کی وہی ٹانگ ٹوٹی جو اس نے کہا تھا کہ یہ ٹانگ توڑ۔ تو کیونکہ بات ہے اللہ کے ولی کی...... بات ہے اللہ کے نبی کی...... بات ہے اللہ کے رسولؐ کی...... منصب میں نے دیا ہے جب میں نے نیابت دی ہے تو اطمینان رکھو رسولؐ جہاں جہاں ضرورت پڑے گی میں تمہارے ساتھ ہوں، میں نے منصب دیا ہے تو میں حفاظت بھی کروں گا۔

تو ولایت کے درجے کہاں کہاں تک پہنچے، ایک ولایت کا درجہ ہوتا ہے اعتباری، وہ اعتباری ولایت کسی کو بھی مل سکتی ہے۔ ولایت غیر معصوم تک بھی پہنچ سکتی ہے، جس نے بھی زحمتیں اٹھائی عبادتوں کے مدارج کو طے کیا خلوص سے تقویٰ کی منزل حاصل کی ولایت کے ایک خاص مقام کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ سوائے معصوم کی ولایت کے جو کسی بھی ریاضت یا محنت سے حاصل نہیں کی جاسکتی۔ کسی سے یہ اعتباری ولایت کا مقام سنبھالا گیا، اور کسی سے نہیں سنبھالا گیا۔

اور آج تو لوگوں نے خود ہی ماننا شروع کر دیا کہ دنیاوی حکومت الگ تھی اور دینی حکومت الگ تھی۔ چلو یہاں تک تو آپ آگئے، انشاءاللہ کچھ دن بعد آپ یہ بھی مان ہی لیں گے کہ یہ دین اور دنیا کا منصب اہل بیت ہی کا تھا۔ یہ تو طے ہوگیا کہ دین کے وارث بھی تھے۔ دین کے لیے قربانیاں کیوں دے رہے ہیں، کیونکہ منصب دیا اللہ

نے۔ جب منصب دیتا ہے تو اہلیت دیکھ کر دیتا ہے یہ ایسا منصب تھا ولایت کا کہ جس نے جہاں تک امانت کو سنبھالنے کا ارادہ کیا وہاں تک اسے اختیارات دیئے گئے۔ اوراس ولایت کی انتہا مولائے کائنات علی ابن ابی طالب اور ان کے بعد آنے والے گیارہ اماموں کے اختیارات ہیں۔

یہاں ایک شبہ جو پیدا ہوا کہ شیعوں نے مولائے کائناتؑ کو انبیاء سے آگے بڑھا دیا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ علیؑ کی ولایت پیغمبر ختمی مرتبتؐ کے بعد ہے۔ لیکن پیغمبر اکرمؐ کے علاوہ جتنے بھی انبیاء اور رسول گزرے ہیں ان سب کی ولایت کی حدیں محدود ہیں مگر مولا کی ولایت کا اعلان رسولؐ نے غدیر خم میں یہ کہہ کر کردیا تھا کہ جس جس کا میں مولاؐ ہوں ہر اس فرد کا علی مولاؑ ہے۔ اور یہ طے ہے کہ امام مھدیؑ کا جب ظہور ہوگا تو حضرت عیسیٰؑ جیسا اولوالعزم پیغمبر آپؑ کے پیچھے نماز پڑھے گا۔ لیکن آخری رسولؐ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔ بس یہ ہی تفریق ہے جو ہم قائم کرتے ہیں اللہ رسولؐ اور پھر علیؑ باقی سب علیؑ کے بعد۔

اگر ایسا نہ ہوتا اور علیؑ کی ولایت کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوتا...... کہ اس کا بیٹا عیسیٰ کا امام نہ بنتا...... اس کا امام بننا بتا رہا ہے کہ جو ولایت علیؑ کے بیٹے کو حاصل ہے وہ عیسیٰ کو حاصل نہیں ہے۔ یہ تو آپ نے بھی دنیا میں دستور بنا رکھا ہے کہ اعلم فالا علم اولیٰ فالا ولیٰ یعنی جو سب سے زیادہ ہو تقی میں آگے اس کو کھڑا کیا جاتا ہے۔ نماز کا طریقہ بھی یہی ہے کہ اگر چار عادل ہیں تو جو زیادہ عادل ہو امامت وہی کرے گا۔ جو افضل ہوگا مفضول نہیں۔

جس کے بیٹے کی ولایت کا یہ عالم ہو خود اس کی ولایت کی حدیں کیا ہونگی۔ اصل میں وہ یہ بتا رہا ہے کہ میرے جد علیؑ کی ولایت کیا ہے؟ تمہیں اتنی بات سمجھ میں نہیں

آتی کہ میں جب یہ اختیار رکھتا ہوں...... اور...... سب مانتے ہو یا نہیں کہ پانی پر مصلیٰ میرا بچھا ہے...... دنیا میں کتنے مقامات ایسے ہیں کہ سائنسدان ختم ہو گئے...... مگر پتہ نہیں چل سکا کہ یہاں کیا ہے۔ ہم کوئی ایک مقام معین نہیں کر سکتے جہاں مثلثِ برمودہ جیسی کیفیت نہ ہو۔ یاد رکھیے گا کہ یہ معین نہیں کیا جا سکتا کہ امام کی رہائش کہاں ہے جو ایسا کرتا ہے غلط کرتا ہے۔ لیکن کتنے مقام ایسے ہیں جو سمجھ سے بالاتر ہیں۔

ولایت کے اختیارات تو دیکھو کہاں تک ہیں، کس حد تک یہ امام اختیار رکھتا ہے۔ جب وہ آئے گا تو آسمان و زمین کی کوئی مخلوق ایسی نہیں جو اس کی آواز نہ سنے۔ وہ ایسے نہیں آئے گا جیسے ہر تھوڑے دن بعد کوئی نہ کوئی اگربتی لیکر کسی تصویر میں یا چاند پر یا حجر اسود کے خیالی خاکے بنا کر دھوکے دیے جاتے ہیں۔

آنے دو جتنے آرہے ہیں...... گھبرانے کی کوئی بات نہیں...... کیونکہ وہ جو ہمارا آنے والا آئے گا نا، وہ ایسے نہیں آئے گا کہ تم اسے نقشے بنا بنا کے دکھاؤ۔

جب وہ آئے گا سسٹم کو جام کر ہی آئے گا۔ جو سسٹم ہے اس سے بہتر سسٹم لے کر آئے گا۔ ان میزائلوں کے جواب میں وہ بھی اپنے پیٹریاٹ میزائل لے کر آئے گا۔ تم جیسے آج کل سسٹم کو جام کر دیتے ہو...... تو ہم بھی تو تم سے یہ ہی کہہ رہے ہیں...... کہ وہ پرانے تلواروں کے دور کو لے کر آئے گا۔ بات یہ ہے کہ تم صدیوں کے پروسس کے بعد یہاں تک پہنچے ہو کہ تم سب کے سسٹم جام کردو۔ اور وہ جو آئے گا...... وہ جو اللہ کا بنایا ہوا ولی ہے...... وہ جب آئے گا تو کائنات کی ہر شے اس کی ولایت کی گواہی دے گی۔ وہ تمہارے بھی سسٹم جام کر کے اپنی آمد کا اعلان کرے گا...... وہ یہ بتائے گا کہ میں آگیا ہوں...... وہ کہے گا کہ تم اپنے سسٹم لاؤ ہم اپنے سسٹم لائیں...... پھر مباہلہ ہوگا۔ ایک بار پھر سارے معجزات جمع ہوں گے، تم پہنچو گے چاند تک، وہ

اشارہ کر کے بلا لے گا۔تم تحقیق کرو گے گری کی، وہ اشارہ کر کے پلٹا دے گا۔

امام اور ولی جسے پروردگار بناتا ہے یہی اختیار کی بات ہے، جو چیز ہمارے لیے معجزہ ہے وہ امامؑ کے لیے معجزہ نہیں ہے...... بلکہ اس کا علم ہے، وہ جانتا ہے کہ کائنات کی کس رگ پر کہاں ہاتھ رکھا جائے، جیسے ڈاکٹر کا علم، آپ حیران ہو کر کیوں نہیں پوچھتے کہ تجھے کیسے پتہ چلا، ڈاکٹر نے نبض پکڑی اور بتا دیا کہ آپ کو کیا مرض ہے۔کیونکہ اس نے علم طب پڑھا ہے۔تو اب جو پوری کائنات کو خلق ہوتے دیکھتا رہا...... کائنات کی خلقت آنکھوں سے دیکھنے کے بعد میں تم سے یہ کہہ رہا ہوں کہ جہاں سے چاہتے ہو جو چاہتے ہو مجھ سے پوچھ لو...... کوئی دوسرا شخص ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کائنات میں...... پوچھو کہیں سے پوچھو! اللہ نے سب سے پہلے رسولؐ کے نور کو خلق کیا، نور کے دو ٹکڑے کیے، وہی نور یہ کہہ رہا ہے کہ جب چیزیں خلق ہو رہی تھیں میں دیکھ رہا تھا۔

ایسے خطبات جب سامنے آئیں تو بہکا مت کریں۔جب علیؑ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے اشیاء کو خلق ہوتے دیکھا تو اس میں بہکنے کی کیا بات ہے؟ یہ ہمارے مولا کی معرفت کا سمندر ہے، مولاؑ کی فضیلت ہے، اللہ ہی کی تو حمد بیان کر رہے ہیں۔علی اس اللہ کی حمد نہ پڑھے جس نے علیؑ بنا دیا...... مبادا کہیں ایسا ہو جائے...... کہ انسان محبت علیؑ میں علیؑ کے احکام کو ہی پامال کرنا شروع کر دے۔کس نے دی ہے تمہیں یہ شریعت...... اللہ نے دی ہے...... اللہ نے کہا تم سے کہ نماز پڑھو...... اللہ نے کہا کہ روزہ رکھو...... کس نے کہا؟...... تمہیں اللہ کی اس امانت کو کس نے پہنچایا۔

اس بات کی دلیل دو کہ علیؑ ہمارا مولا ہے، علیؑ ہمارا حاکم ہے، ہم اللہ کو کہاں پہچان پاتے...... علیؑ نے کہا اللہ ایک۔...... ہم نے بھی کہا اللہ ایک۔علیؑ نے رسالت کا

دفاع کیا...... تو علیؑ کی محبت کا تقاضا ہے کہ اس امانت کی حفاظت کرو۔کیسے کیسے امین دے کر گیا اس دین کے لیے، ورنہ جنت میں پہنچانے کے لیے کیا علیؑ کافی نہ تھے۔کربلا کی کیا ضرورت تھی؟ جنہوں نے ساتھ نہ دیا کربلا میں حسینؑ کا ان میں بھی بہت سے علیؑ کے ماننے والے تھے تو کیا علیؑ کی محبت انہیں جنت میں لے جائے گی؟ مگر علیؑ کی محبت کافی نہیں؟ بلکہ علیؑ کی محبت کا تقاضا یہ تھا کہ حسینؑ کے حکم پر سر تسلیم خم کر دو۔یہی علیؑ کی محبت کی دلیل تھی...... سب سے بڑی دلیل تھی...... کربلا میں حسینؑ کی نصرت...... کہ جو علیؑ کے چاہنے والے تھے حسینؑ کے پاس موجود تھے۔کربلا میں حسینؑ کی محبت کی دلیل علیؑ زین العابدینؑ کی اطاعت...... سید سجادؑ کی اطاعت حسینؑ کی اطاعت ہے...... دلیل دو دلیل...... اپنے علیؑ کے غلام ہونے کی کہ مولا ہم نے تجھے دوستی کے معنی میں مولا تھوڑی مانا...... ہم نے مولا حاکم کے معنی میں مانا ہے قیامت تک تو ہمارا مولا ہے ہمارے سر تیری بارگاہ میں جھکے رہیں گے یا علیؑ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ہم نے سنا اور دل و جان سے قبول کر لیا تیرے حکم کو۔

یہ دین کی حفاظت اس امانت کی حفاظت بتاتی ہے کہ کس کو کتنی محبت ہے علیؑ سے...... کس کو کتنی محبت ہے حسینؑ سے...... گواہی دیتے ہو نہ ہر جمعرات ہر شب جمعہ...... کیوں گواہی دیتے ہو؟ تمہاری گواہی کی کیا ضرورت ہے حسینؑ کو؟ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو نے نماز کو قائم کیا، حسینؑ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو نے زکوٰۃ دی، حسینؑ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو نے امر بالمعروف کیا، نہی المنکر کیا، کیوں دیتے ہو گواہی؟ حسینؑ کو ضرورت نہیں تمہاری گواہی کی۔

یہ اماموں کی بتائی ہوئی زیارات بار بار کیوں کچوکے لگاتی ہیں تمہیں۔تیروں کی بوچھاڑ میں صفین میں علیؑ نے مصلّیٰ بچھا دیا...... نہیں...... بلکہ کربلا کے میدان میں

اس کے جگر کے ٹکڑے نے بھی یہی کیا تھا...... آؤ دیکھو کہ ہم کون سے لوگ ہیں شب عاشور شب بیداری کی انصار حسینؑ نے...... کس انداز میں رات بسر کی......دن گزارا کس انداز میں......آپ کہتے ہیں کہ **اشھدانک قد اقمت الصلوٰۃ واتیت الزکوٰۃ**......کیا آپ نے دیکھا حسینؑ کو زکوٰۃ دیتے ہوئے......کون سی زکوٰۃ تھی...... ہاں یہ جملہ بتا رہا ہے کہ مالِ دنیا کی بات نہیں...... مالِ دنیا میں تو جو کچھ تھا وہ تو لٹا ہی چکا تھا حسینؑ......اور جو باقی بچا تھا وہ عصر عاشور کے بعد لوٹ لیا گیا تھا...... خیموں میں آگ لگا دی تھی اشقیاء نے۔

بات مالِ دنیا کی نہیں...... جب مالِ دنیا سے کچھ نہ رہا تو حسینؑ نے جگر کے ٹکڑوں کو زکوٰۃ میں دینا شروع کیا......آخر دین کو پاک کرنا ہے......زکوٰۃ پاک کرنے کا نام ہے......آخر دین کو بچانا ہے...... کیسے بچاؤں......علی اکبرؑ سے زیادہ قیمتی بیٹا کہاں سے لاؤں......دنیا میں ہے کسی کا بیٹا علی اکبرؑ سے زیادہ قیمتی...... پروردگار تیرے رسولؐ کی شبیہ ہے میرا علی اکبر......عباسؑ جیسا بھائی کہاں سے لاؤں...... پروردگار اس سے زیادہ قیمتی بھائی نہیں ہے......عونؑ و محمدؑ جیسے بھانجے کہاں سے لاؤں......قاسمؑ جیسا بھتیجا ہے کسی کے پاس...... ایسے ایسے ماہ لقا لیکر آیا تھا حسینؑ کربلا میں...... زکوٰۃ میں دینے کے لیے...... پروردگار جو کچھ تھا، سب تیرے دین کے لیے لٹا دیا......لیکن مجھے گوارا نہیں کہ میرے نانا کی شریعت کو کوئی پامال کر کے گزر جائے...... ایک راستے کو باقی رکھوں گا......قیامت تک باقی رکھوں گا۔

کس انداز میں حسینؑ نے کربلا میں قربانیاں دیں ہیں کس انداز میں آگے بڑھا ہے حسینؑ......کتنا اہتمام کیا ہے......لوگ کہتے ہیں کہ مدینے سے کربلا آئے...... اگر نہ آتے تو جنگ نہ ہوتی۔ یہ تو بتاؤ کہ کربلا کس کا گھر ہے...... یہ تو بتاؤ کربلا کس کی

زمین ہے...... یہ تو بتاؤ کربلا کس کی جاگیر ہے......آپ نے دیکھا حسینؑ کی حکمت عملی کو...... جب کربلا پہنچا تھا زہرا کا لال تو سب سے پہلے کربلا کو خرید لیا تھا، کہ میں کہیں حملہ کرنے کے لیے نہیں گیا......بلکہ تم میرے گھر میں مجھ سے لڑنے کے لیے آئے ہو......کس کی جاگیر ہے کربلا؟ یہی تو آکر پوچھا تھا حسینؑ نے کیا نام اس زمین کا کون ہے اس سرزمین کا مالک......آگئے تھے بنی اسد کے لوگ...... ان سے کہا تھا سودا کرو مجھ سے اس زمین کا...... بنی اسد نے کہا! فرزند رسولؐ یوں ہی دیتے ہیں آپ کو......لیکن مورخ کا قلم انتظار کر رہا ہے...... حسینؑ نے کہا کہ نہیں سودا کرو...... یوں ہی نہیں چاہیے......بلکہ میں خریدوں گا جو اس کی قیمت ہے وہ لگاؤ......ساٹھ ہزار درہم قیمت مقرر ہوئی یہ ساٹھ ہزار درہم تمہارے......اب یہ زمین کس کی؟ فرزند رسولؐ آپ کی...... بس حسینؑ نے اعلان کر دیا کہ کربلا میری جاگیر...... میرے بچوں کی جاگیر ہے...... یہ میری زمین ہے...... میں اپنی زمین میں دفن ہوں گا......یہ میری زمین ہے یہ میں نے خریدی ہے۔

اچھا اب یہ زمین میری ہوگئی تو اب تمہیں ہبہ کرتا ہوں، لیکن تین شرطوں کے ساتھ ہبہ کروں گا۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ابھی کچھ ہی دنوں کے بعد ہم قتل کر دیے جائیں گے اور یہ کوفی اور شامی اپنے عزیزوں کو تو دفن کر کے چلیں جائیں گے اور ہمارے لاشوں کو یوں ہی بے گور و کفن چھوڑ دیا جائے گا، تم ایسا کرنا کہ ہمارے لاشوں کو دفنا دینا۔ دوسری شرط یہ کہ دیکھو اس زمین پر زراعت نہ کرنا، کھیتی باڑی نہ کرنا، یہ زمین تمہاری ہے۔ فرزند رسولؐ جیسے آپ کا حکم......اور کہا تیسری شرط یہ ہے کہ......(حسینؑ کی محبت میں ہم قربان نہ ہو جائیں یہ محبت پہلے پیدا ہو ہی نہیں سکتی تھی، اگر حسینؑ پہلے مرحلے میں آپ کو یاد نہ رکھتا...... ہبہ کی تیسری شرط کیا ہے......عزاداروں ہم کیا محبت کرتے ہیں

حسینؑ سے...... حسینؑ اپنے چاہنے والوں سے کیسی محبت کرتا ہے) تیسری شرط یہ ہے کہ کچھ عرصے کے بعد ہمارے چاہنے والے ہماری قبروں کی زیارت کو آئیں گے...... ہماری قبروں کے نشان باقی رکھنا...... ہمارے زائرین کو تین دن تک مہمان رکھنا...... انہیں ہماری قبروں کے نشان بتانا...... اب مجھے بتاؤ حسینؑ نے قیامت تک آنے والے عزاداروں کو یاد رکھا یا نہیں...... اگر حسینؑ یاد نہ رکھتا پھر گلہ ہوتا...... لیکن پہلے حسینؑ نے اپنی محبت کا اظہار کیا میرے چاہنے والو...... میرے نام پر جانیں دینے والو...... میرے نام پر مصیبتیں اٹھانے والو...... میرے نام پر دشمنیاں لینے والو...... تمہارے حسینؑ نے کربلا میں ہر ہر قدم پر تمہیں یاد رکھا۔ کہا کہ بنی اسد کے لوگو! ہمارے چاہنے والوں کو ہماری قبر کے نشان بتانا تین روز تک انہیں مہمان رکھنا۔

بنی اسد نے ساری شرطیں قبول کیں...... پھر تاکید کی حسینؑ نے...... کہ دیکھو ہمارے لاشوں کو دفنانے سے غافل نہ ہو جانا...... تسلی نہیں ہوئی حسینؑ کی تو کہا کہ اپنی عورتوں کو بلا کر لاؤ...... بیبیاں آئیں...... حسینؑ نے کہا دیکھو اگر تمہارے مرد ڈر جائیں تو تم چادریں سر پر ڈال کر آجانا ہمارے لاشوں کو دفنا دینا...... پھر بھی تسلی نہیں ہوئی حسین کی...... بچوں کو بلا لیا چھوٹے چھوٹے بچوں کو...... اسی لیے کہتے ہیں نا بچوں کو جب مجلس میں آگے بیٹھیں تو انہیں پیچھے نہ بھیجو...... انہی میں مختار پل رہے ہیں...... انہیں میں مجاہد پل رہے ہیں...... انہیں میں نفس ذکیہ اور نفس رضیہ جیسے لوگ پل رہے ہیں...... دیکھو حسینؑ کی نظروں میں بچوں کا کیا مقام ہے...... اگر بچوں کی کوئی اہمیت نہیں تو علی اصغرؑ اور عون و محمدؑ اور قاسمؑ کو کیوں کربلا لیکر آئے...... بچوں سے فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے بڑے ابن زیاد کے خوف سے نہ آئیں تو تم تو بچے ہو کھیلتے کھیلتے آجانا...... کربلا کے میدان میں...... ہمارے بے گور و کفن لاشوں پر اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے خاک

اٹھا کر ڈال دینا...... ہمارے لاشوں کو چھپا دینا...... بچوں نے بھی وعدہ کر لیا حسین سے...... کہ فرزند رسولؐ اگر ہمارے بڑوں نے یہ کام انجام نہ دیا تو ہم یہ کام انجام دیں گے۔

واقعہ کربلا ہو گیا اور وہی ہوا جو حسینؑ نے کہا تھا...... بیبیاں اسیر بنا کر لے جائی گئیں اور حکم یہ تھا کہ انہیں گنج شہیداں سے گزارا جائے، لاشوں کے بیچ سے گزارا جائے، تاکہ یہ اپنے وارثوں کے بے گور و کفن لاشے دیکھ لیں، جب لاشوں کے درمیان سے یہ قافلہ گزر رہا تھا تو بیبیوں نے ناقوں سے اپنے آپ کو گرانا شروع کر دیا...... ہر بی بی اپنے وارث کا ماتم کرتی تھی...... روانہ ہو گیا یہ قافلہ...... کئی روز گزر گئے شہدا کے لاشے ویسے ہی پڑے رہے، عورتیں جمع ہوئیں بنی اسد کی، بنی اسد کے مردوں نے اپنی آنکھوں سے واقعہ کربلا دیکھا ہے، سہمے ہوئے بیٹھے ہیں گھروں میں، خوف کا یہ عالم ہے کہ کوئی باہر نہیں نکلتا سوائے دو چار افراد کے، جو کربلا میں شہید ہوئے تھے جناب سید الشہدا کی طرف سے۔

کسی کی ہمت نہیں ایسا واقعہ دیکھنے کے بعد...... اس لئے عورتیں گھروں سے نکلیں اور جمع ہوئیں۔ آپس میں بات کی عورتوں نے...... وظیفہ بتا گئے ہیں حسین...... بہت بڑا حصہ ہے خواتین کا واقعہ کربلا میں...... کاش کوئی بیان کر دے کہ خواتین کا کیا مقام ہے کربلا کو زندہ رکھنے میں...... خواتین جمع ہوئیں اور کہا کہ دیکھو ہمارے مردوں نے وعدہ کیا تھا...... اور دیکھو لاشے پڑے ہیں دفناتے نہیں ہیں...... مردوں کو غیرت دلائی کہ کیا ہوا تمہیں...... فرزند رسولؐ سے کیے ہوئے وعدے کو بھول گئے...... یا وعدہ نہ کرو اور اگر وعدہ کرو تو پوری تاریخ کو اپنے دل و دماغ میں رکھا کرو کہ حسینؑ سے وعدے کا کیا مطلب ہے چند لمحے گزار لینے کا نام حسینیت نہیں ہے...... حسینیت کہتی ہے

کہ غرق ہو جاؤ کربلا میں...... ڈوب جاؤ حسینیت میں...... تم نے وعدہ کیا تھا حسینؑ سے
اور لاشے بے گور و کفن پڑے ہیں، دفناتے کیوں نہیں ہو...... مردوں نے کہا! بیٹھ جاؤ
دیکھتی نہیں ہو کیا ہوا ہے ابھی...... کیا چاہتی ہو بیوہ کر دی جاؤ...... یتیم کر دیئے جائیں
تمہارے بچے...... پھر عورتیں جمع ہو گئیں بچوں کو بلا لیا...... تم نے بھی تو وعدہ کیا تھا حسین
سے...... بچے تیار ہو گئے کہ ہم نے بھی تو وعدہ کیا تھا بیلچے اور کدال ساتھ لیے اور نکلے
اپنے قبیلے سے باہر، عورتیں آگے آگے بچے پیچھے پیچھے...... ہم دفنائیں گے شہدا کے
لاشوں کو...... اب مرد جمع ہو گئے...... کہ غضب ہو گیا...... اب تو دونوں طرف موت ہے
ہماری...... دیکھو اگر ہم لاشوں کو دفناتے ہیں تو ابن زیاد ہمیں قتل کروا دے گا اور اگر
ہماری عورتوں اور بچوں نے لاشے دفنائے تو قیامت تک کے لیے ننگ و عار کا داغ
ہمارے چہروں پر لگ جائے گا، وہ ذلت کی موت زیادہ عبرت ناک ہو گی، مرد جمع ہوئے
غیرتیں جاگیں اور باہر نکلے، اپنی عورتوں کو بازوں سے پکڑا اور کہا کہ بیٹھوں گھروں میں،
ہم زندہ ہیں ہمارے زندہ ہوتے ہوئے ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ عورتیں باہر چلی جائیں۔

مردوں کی غیرت جاگ اٹھی...... جب ان کی عورتیں گھروں سے باہر
آگئیں لیکن ذرا سید سجاد کے تو دل سے پوچھو...... ثانی زہراؑ ہے کسی ناقے پر...... کسی
ناقے پر اُم کلثومؑ...... کسی ناقے پر جناب اُم ربابؑ...... کسی ناقے پر اُم لیلٰیؑ...... کسی
ناقے پر سکینہؑ...... رقیہؑ...... کیسا امتحان ہے سید سجاد کا کربلا میں۔ نکلے یہ مرد عورتوں کو
گھروں میں بٹھایا، پہنچے گنج شہیداں میں مگر دفنائیں کیسے...... کسی لاشے پر سر ہی نہیں
ہے...... ابھی حیران و پریشان کھڑے ہیں کہ کوفے کی سمت سے گرد و غبار نمودار ہوا
...... اب چونکہ غیرت جاگ چکی ہے، اب خوف دور ہو چکا ہے، جب خوف ایک بار
دلوں سے نکل جائے پھر انسان خود موت کی تلاش میں نکل پڑتا ہے۔ بہت ہو گئی اب

دیکھتے ہیں کہ موت کیسی ہوتی ہے، تلواریں نکال لیں کہ اب کچھ بھی ہو جائے لاشے
دفنانے ہیں، لیکن جب گرد و غبار ہٹا تو دیکھا لشکر نہیں ایک سوار ہے...... جب اور قریب
آیا وہ سوار تو دیکھا کہ عجیب ہی سوار ہے...... گردن میں طوقِ خاردار، ہاتھوں
میں ہتھکڑیاں، پیروں میں بیڑیاں...... اپنی سواری سے نیچے اترا...... طوق بھی گردن سے
الگ ہوا اور زنجیریں بھی الگ ہوئیں...... کہا مت گھبراؤ میں تمہاری مدد کرنے کے لیے
آیا ہوں آؤ جیسے میں بتاتا ہوں ویسے دفناتے جاؤ۔ تمام شہدا کو سید سجادؑ نے دفن کرا
دیا...... لیکر گیا علقمہ کے ساحل پر...... کہا کہ اِدھر میرا چچا عباسؑ ہے اسے دفن کرو......
قبروں پر نام لکھتا جا رہا ہے اپنی انگلی سے اور وہ حیران ہیں کہ یہ شخص ہے کون؟ اگر کسی
نے دیکھا بھی ہو گا دس محرم سے پہلے تو پہچانے کیسے سید سجادؑ کو؟ جب عاشور کے دن
قیامت حسینؑ پر گزری کہ صبح ریش مبارک سیاہ تھی شام کو سفید ہو گئی، تو سید سجادؑ کا کیا عالم
ہوا ہو گا جو ماؤں اور بہنوں کو ابھی کچھ دن پہلے لے کر گیا ہے بازاروں میں، تو وہ سید
سجادؑ کو کیسے پہچانتے سب کو دفن کرایا ایک لاشہ بچا آخر میں...... جو گھوڑوں کے ٹاپوں
تلے پامال ہو چکا ہے...... زمین سے یکساں ہے...... سب کو ہٹا دیا سید سجادؑ نے اور کہا
کوئی قریب مت آنا اس لاشے کو میں اکیلا ہی دفنا دوں گا، ایک چادر بچھائی...... اس قدر
پامال کیا گیا تھا حسینؑ کا لاشہ...... میرے امامؑ نے اپنے بابا کو کیسے سلام بھیجا ہے...... کہ
میرا سلام اس لاشے پر جس کو گھوڑوں کی ٹاپوں تلے اس طرح پامال کیا گیا تھا کہ اس کا
جوڑ جوڑ الگ ہو گیا تھا...... کس طرح سید سجادؑ نے ان ٹکڑوں کو سمیٹا، کس طرح لاشے کی
صورت دی حسینؑ کے ٹکڑوں کو...... ایک سرا پکڑا سید سجادؑ نے...... دیکھنے والوں نے
دیکھا کہ باقی سرے خود بلند ہو گئے...... سید سجادؑ کی مدد کرنے والے آ گئے...... مدد کس
کس نے کی مجھے نہیں معلوم لیکن یہ یقین رکھتا ہوں کہ ماں زہراؑ ضرور ہے سب چلے گئے

ماں کیسے چلی جاتی حسینؑ کو چھوڑ کر...... سید سجادؑ نے گلوئے بریدہ پر سر رکھ دیا اور دیر تک روتا رہا...... سید سجادؑ باہر آئے قبر بند ہوئی اپنے ہاتھ سے لکھا یہ حسینؑ کی قبر ہے...... اب سمجھ گئے بنی اسد کے لوگ اس کے بعد بھی سوال کیا...... کچھ تو ہم پہچان گئے کچھ آپ بتا دیجئے آپ کون ہیں؟ سید سجادؑ نے طوق بھی گلے میں پہنا اور زنجیریں اٹھائیں...... اور کہا میں کوئی اور نہیں اسی حسینؑ کا بیٹا ہوں...... آج تک کربلا میں یہی دستور ہے کہ جب عاشور کا سورج غروب ہونے لگتا ہے ایک شور بلند ہوتا ہے بازار کی طرف سے لوگ دوڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک قافلہ آرہا ہوتا ہے...... کیسا قافلہ...... آگے مرد پیچھے پیچھے عورتیں اور سب سے پیچھے بچے...... بنی اسد کے لوگ آج تک یاد مناتے ہیں جب عاشور کا سورج غروب ہوتا ہے...... بڑھتے ہیں حسینؑ کے حرم کی طرف آوازیں دیتے ہوئے...... اے حسینؑ کہاں ہے...... ہم تجھے دفنانے کے لیے آئے ہیں۔

✡......✡......✡

تیسری مجلس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ)

اللہ صاحبانِ ایمان کا ولی ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی تاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (البقرہ ۲۵۷)

ولایت عنوان قرار دیا ہے ہم نے ان مجالس کے سلسلہ کا۔ اسی میں ایک ذیلی عنوان آتا ہے ولایت تکوینی...... ولایت تکوینی کیا چیز ہے؟ یہ ایک بحث ہے...... اسی بحث کی وجہ سے مکتب اور فرقے بن گئے۔ حتیٰ کہ ایک مکتب فکر پیدا ہو گیا اس ولایت تکوینی کی وجہ سے، کہ معصوم کو یا امام کو یہ ولایت تکوینی حاصل ہے یا نہیں؟ یہ موضوع بحث بن گیا۔ قرآنِ کریم میں ہر طرح کی بات موجود ہے۔ قرآنِ کریم میں جتنا شرک سے ڈرایا گیا ہے اتنا کسی بھی چیز سے نہیں ڈرایا گیا۔

سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ شرک کرے، اب ہر آدمی ڈرنے لگا کہ شرک نہ ہو جائے۔ یہ شرک کی وجہ سے بہت سارے مسائل کھڑے ہو گئے، یا یوں سمجھے کہ شرک نہ

سمجھنے کی وجہ سے کہ شرک ہے کیا چیز؟ انسان نے تو یہ دیکھا نا کہ قرآن میں اتنی تاکید ہے شرک نہ کرنے کی۔ پیغمبر سے بھی کہا اے رسولؐ اگر تم بھی شرک کرتے ہم تمہارے بھی سارے اعمال کو حبط کر لیتے۔ اب مجھے بتائیے کہ کسی پیغمبر یا رسولؐ سے امکان ہے کہ وہ شرک کرے گا، پھر قرآن یہ بات کہے...... خبردار رسولؐ آپ شرک نہ کیجئے گا...... کیوں کیا رسولؐ یہ کام کر سکتا ہے...... نہیں کر سکتا...... نہیں انجام دے سکتا...... مگر بات رسولؐ سے کی جارہی ہے بتایا ہمیں جارہا ہے۔ اور کتنی ایسی مثالیں ہیں کہ ایک کو ڈانٹو تو دوسرا ہوشیار ہو جائے...... ہے یا نہیں آپ کے معاشرے میں کہ کہنا کسی کو ہوتا ہے کہا کسی کو جاتا ہے۔

یہ بتایا جارہا ہے کہ میرا محبوب معصوم ہے ورنہ رسالت ہی نہ ملتی...... ہم در مجلسوں میں یہی تو بتا رہے ہیں کہ رسالت ملنے کے لیے بھی معیار قرار دیئے نبی بنانے کے لیے بھی منزلوں سے گزارا گیا...... پیغمبر بنانے کے لیے بھی منزلوں سے گزارا گیا...... جسے اس قابل پایا اسے رسالت عطا کی...... کتنے لوگ بیٹھے تھے اہلیت تھی یا نہیں رسولؐ بنا دیا، رسولؐ کا نائب بنا دیا، گزشتہ انبیاء تھے ان میں یہ ہوتا...... تو کسی کو نبی بنایا کسی کو نہیں...... اہلیت نہیں تھی تو نبی نہیں بنایا رسولؐ نہیں بنایا...... تو پہلے ہی اہلیت دیکھ کر نبوت دی جاتی ہے اس قابل ہوگا تو نبی بنایا جائے گا تاکہ کہیں بعد میں اونچ نیچ ہوئی تو پھر لوگ کہیں گے کہ کیسے کو نبی بنا دیا تھا...... جیسے کہ لوگ کہتے تھے لوگ شک کا اظہار کرتے تھے...... خدا نہ کرے کہ کوئی رسالت میں شک کرے، اس لئے کہ پروردگار نے فرمایا کہ ایک لمحے کے لیے بھی رسولؐ کی رسالت میں شک نہ کرنا۔ جس نے ایک لمحے کے لیے بھی شک کیا...... ظاہر ہے ایمان سے خارج ہو گیا تو نبی بنایا ہی کب جاتا ہے کہ ساری منزلیں طے کر لے۔ تو شرک جیسا گناہ...... تو اس کو دیکھ کر لوگ ڈر گئے کہ

شرک نہیں کرنا اور پھر کتنی ہی آیات صبح شام سنا کرتے ہیں...... ان کی تکرار میں وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا۔

کسی کو پکارو نہیں...... کسی اور سے مدد نہ مانگو...... ایک تھوڑی کتنی ہی جگہ آیا ...... یہ رسولؐ سوائے انسان کے کچھ بھی نہیں ہے...... ایسی آیات بھی موجود ہیں "وما انا بشر مثلکم" میں تم جیسا انسان ہوں "یوحیٰ الیّ" سوائے اس کے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اس مفہوم کی بھی آیات موجود ہیں کہ خود کہہ رہا ہے رسولؐ کہ میں تم جیسا انسان ہوں...... یہ تو کہا رسولؐ نے کہ تم جیسا انسان ہوں...... مگر ساتھ میں یہ بھی کہا کہ یہ فرق ہے تمہارے اور میرے درمیان کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے...... کیوں کہ اگر انسان نہ بن کر آتا تو حجت قرار نہ پاتا...... اور تم کہتے کہ یہ اور مخلوق ہے اور ہم اور مخلوق ہیں۔ میں تمہارے جیسا ہوں...... مگر فرق یہ ہے کہ میں وحی کو تحمل کر سکتا ہوں تم نہیں کر سکتے، مجھ میں اتنی صلاحیت ہے کہ جبرائیل مجھ سے گفتگو کرے تم اس کو دیکھ لو گے تو تمہارا دم نکل جائے گا...... بھیجا اسی لیے کہ تمہاری طرح چلتا ہوں تمہاری طرح بات کرتا ہوں...... آیات قرآنی میں موجود کہ تمہاری طرح کھاتا ہوں۔

یہاں سے لوگوں نے شرک کا یہ مفہوم لینا شروع کر دیا کہ ہمارے جیسا ہی تو تھا، ہماری ہی طرح تو کھاتا پیتا تھا ہماری طرح تو بولتا تھا...... بس اللہ نے یہ کیا کہ اتنی سی ذمہ داری دے دی جو کسی کو بھی دے سکتا تھا۔ تو جبرائیل کو بھیج دیا کہ لو تم جاؤ اور ان سے کہو یہ پیغام لوگوں تک پہنچا دیں...... اس مرحلے کو طے کرنے کے لیے بھی ذرا کوئی اور انسان تو دکھاؤ، جو چالیس سال تک غار حرا میں راز و نیاز کرتا رہا ہو...... کوئی ہے ایسا انسان...... نہیں ہے...... بس یہ معلوم ہوا کہ تھوڑا سا سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں لوگ کہ ...... شرک ہے کیا؟ کہا کسے جاتا ہے شرک؟ دو چار کتابیں پڑھنے سے یا لکھنے سے کوئی

عالم نہیں بن جاتا، بڑے بڑے پڑھنے والے بھی گمراہ ہوئے کہ نہیں، کہاں ضمانت ہے کہ قرآن کو پڑھ لینے سے...... حفظ کر لینے سے...... قرآن کو رٹ لینے سے...... قرآن کو دماغ میں اتار لینے سے کوئی گمراہ نہیں ہوتا؟ کوئی ہے ضمانت دینے والا؟ فلاں نے تو پورا قرآن حفظ کیا ہوا ہے۔

تفسیر پڑھ لینے سے...... تفسیر لکھ لینے سے...... حدیث پڑھ لینے سے...... حدیث لکھ لینے سے...... کیا انسان صحیح نتائج حاصل کر سکتا ہے؟ فلسفہ پڑھ لینے سے...... فلسفہ پڑھا لینے سے...... کوئی ضمانت نہیں دے سکتا کہ ساری زندگی پڑھنے کے بعد بھی انسان راہ ثواب کو پہچان لے۔ یہ امکان موجود ہے کہ ایسا نہ ہو کہیں یہ علم ہی اسے تباہی کی طرف لے جائے۔ غرورِ علم کی جو اصطلاح استعمال ہوئی...... وہ کیوں استعمال ہوئی ہے...... جہاں بھی انسان میں یہ غرورِ علمی پیدا ہوا کہ...... میں سب جانتا ہوں...... یہ لوگ کیا جانتے ہیں؟ یاد رکھئے کہ بالکل برعکس ہے اسلام کا دیا ہوا کلیہ...... غیر اسلامی کلیہ یہ ہے کہ جتنے بیٹھے ہیں سب جاہل ہیں...... خطیب کو پہلی بات یہی سمجھائی جاتی ہے اور وہ اس پر عمل کرتا ہے۔

اکثر جگہوں پر یہ بات بتائی جاتی ہے، یہاں اساتذہ بھی موجود ہوں گے اور میری اس بات کی تائید کریں گے کہ خطابت جب سکھائی جاتی ہے، مقرر بنایا جاتا ہے تو اصول یہ دیا جاتا ہے کہ یوں سمجھ لو جتنے بیٹھیں ہیں سب احمق ہیں...... اسی لیے وہ بے چارا سب کو احمق سمجھ کر جو مرضی بولے چلے جاتا ہے...... اور لوگ بھی اُسے کچھ نہیں کہتے کہ جو مرضی کہے جائے...... ہے نا یہ کلیہ یا نہیں ہے۔ اسلام کیا کہتا ہے؟ دین کیا کہتا ہے؟ دین یہ نہیں کہتا۔ دین یہ کہتا ہے کہ تمہارا جتنا علم بڑھتا چلا جائے اپنے جہل کا اقرار کرتے چلے جاؤ...... اپنے کو عالم نہ جانو یہ سمجھو کہ یہ جو سب بیٹھے ہیں تم سے زیادہ جاننے

لے ہیں...... تو تم بات کرنے میں بھی احتیاط سے کام لو گے...... تم سوچ سمجھ کر بات رو گے...... کہ پڑھے لکھوں کا مجمع ہے...... یہ پوچھ سکتا ہے...... یہ جان سکتا ہے...... کہ بات کیا ہے؟ پتہ چلا کہ صرف پڑھ لینے سے...... کتابیں ضمانت نہیں دیتیں...... بلکہ کان موجود ہے کہ انسان غرور علمی کا شکار ہو کر ابلیس کی راہوں پر چل پڑے اور معاذ یہ فکر کر بیٹھے کہ رسولؐ نے کون سا کارنامہ انجام دیا؟ امام نے کون سا کارنامہ انجام یا؟ اللہ چاہتا تو مچھر سے بھی یہ کام لے لیتا۔ یہ کام اللہ چاہتا تو چیونٹی سے بھی لے لیتا

اللہ کا شکر کرو کہ اس نے تمھیں انسان بنا دیا...... اگر اللہ تمھیں کچھ اور بنا دیتا تو تمھارا کیا ہوتا؟ اور ان حیوانوں میں سے بنا دیتا کہ جن کا نام لینا بھی گوارا نہیں ہے تو پھر کیا ہوتا؟ آیا اس طرح سے بات کی جاتی ہے؟ اس طرح سے دلیل قائم کی جاتی ہے؟ اور پھر یہ دعویٰ کیا جائے کہ میں بڑا پڑھا لکھا ہوں...... دعویٰ یہ ہو کہ میں بڑا قابل ہوں...... یہ ہے غرورِ علمی...... جو انسان کو ابلیس کہ طرف لے جاتا ہے۔ انسان جتنا اپنے جہل کا اقرار کرتا چلا جائے گا...... قرآن کے معنی روشن ہوتے چلے جائیں گے۔ ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر خود ہی کرتی چلی جائے گی۔

اب آپ کے ذہنوں کو میں یہاں تک لے آیا...... ولایت تکوینی ہے کیا؟ اس کا مفہوم ہے کیا؟ اس کے معنی کیا ہیں؟...... ولایت تکوینی کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ "حق تصرّف" چاہے انسانوں پر...... چاہے کائنات کے کسی بھی امر پر...... یعنی کائنات کے امور میں تصرّف کا حق رکھنا...... اسے کہتے ہیں ولایت تکوینی...... یہاں ایک اعتراض ہے کہ اگر اللہ کے سوا آپ کسی کی ولایت تکوینی کے قائل ہوئے تو یہ توحید افعالی میں مداخلت ہو جائے گی...... اللہ کی توحید میں مداخلت میں ہو جائے گی......

تو آیئے پہلے آیات دیکھتے ہیں...... قرآن دیکھتے ہیں...... اس کے بعد روایات اور پھر واقعات...... ان تینوں کو لے کر چلتے ہیں...... ولایت تکوینی یعنی انسانوں کے دلوں میں بھی تصرّف...... کائنات کے امور میں بھی حق تصرّف...... کائنات کے امور...... کون سے اُمور؟ ہر امر کائنات وہ تمام امورِ کائنات جن کا نظام اللہ چلا رہا ہے۔ کیا اس نظام کو اللہ کے سوا کوئی اور چلا سکتا ہے؟ اگر کوئی اس کائنات میں دخل دینے کا حق رکھتا ہے تو اسی کو ولایت تکوینی کہا جاتا ہے۔

کوئی یہ کہتا ہے کہ نظام کائنات میں مداخلت کا حق اللہ کے سوا کوئی نہیں رکھتا...... ولایت تکوینی کسی کو حاصل نہیں اللہ کے سوا...... نہ تو کسی کو ولایت تکوینی حاصل ہے اور نہ ہی ولایت مطلقہ سوائے اللہ کے۔

آیئے اب قرآن میں دیکھتے ہیں کہ کچھ ہستیوں کو اس میں مداخلت کا حق دیا گیا ہے کہ نہیں...... اے عیسیٰ مٹی کا پرندہ بناؤ...... اور چھوڑ دو ہمارے حکم سے...... جب تم چھوڑو گے پرندہ بن جائے گا...... یہ اللہ نے جو حکم دیا عیسیٰؑ کو...... کیا عام لوگوں نے اللہ کی آواز سنی...... نہیں سنی...... جبرائیل کے ذریعے سے یہ حکم پہنچایا گیا...... عام لوگوں نے جبرائیل کو آتے جاتے نہیں دیکھا یہ تو عیسیٰؑ کیونکہ رسول ہیں، امین ہیں، امانت دار ہیں، خود فرما رہے ہیں کہ اللہ نے مجھے یہ کمال دیا ہے۔ لیکن دیکھنے والوں نے تو یہی دیکھا کہ عیسیٰ نے مٹی کا پرندہ بنا کر چھوڑا اور اس میں جان پڑ گئی...... کس کے ہاتھوں یہ امر انجام پایا؟ یہ تو عیسیٰ ہیں جو کہہ رہے ہیں...... کہ اللہ کے حکم سے اے مردے کھڑا ہو جا...... لیکن دیکھنے والے تو یہی دیکھ رہے ہیں کہ عیسیٰ نے کہا کہ مردے کھڑا ہو جا وہ کھڑا ہو گیا۔ یہ تو عیسیٰؑ کی امانت داری ہے، عیسیٰؑ امین ہیں تو کہہ رہیں ہیں کہ اللہ نے یہ ولایت مجھے دی ہے، ورنہ لوگوں کو کیا معلوم؟

اللہ کی طرف سے ولایت جن کے پاس نہیں تھی جیسے کہ سامری نے بھی تو بچھڑا بنایا...... کیا نہیں بنایا؟ تو اس کو اتنی ولایت تھی کہ وہ کرتب دکھا دے...... ساحروں کو بھی یہ علم تھا کہ رسیاں پھینکیں اور سانپ بن گئے...... ساحر رسی میں جان ڈال دیں...... کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ بتایئے توحید افعالی میں مداخلت ہوئی کہ نہیں؟ اب یہاں سارے چپ ہیں...... قرآن کہہ رہا ہے کہ ساحروں نے رسیاں پھینکیں، سانپ بن گئے...... ارے اللہ پھینکنے ہی نہیں دیتا ان کو...... کیوں پھینکنے دیں...... کیا اختیار حاصل نہیں ہوا ان ساحروں کو؟ تو جب ساحروں کو تو اتنا حق حاصل ہوا...... اب اگر میں اپنے نمائندے کو یہ ولایت اور اختیارات نہ دوں تو ساحروں کے مقابلے میں شکست ہوگی کہ نہیں؟

یہ ہے ولایت تکوینی کا مفہوم...... اب ساحروں کے مقابلے میں موسیٰ کمزور نہیں پڑیں گے کیونکہ موسیٰ ہے حجت خدا...... کس چیز پر حجت ہے...... صرف بنی اسرائیل یا اپنے قوم قبیلے پر نہیں...... بلکہ کائنات کی ہر شے پر موسیٰ حجت ہے۔ جب اپنی ولایت ثابت کرنے کا وقت آئیگا تو ہر شے پر خدا کا رسول حجت ہے لہٰذا ساحر رسیاں پھینکیں سانپ بن جائیں...... اور اللہ کے رسولؑ کو اتنی بھی ولایت حاصل نہ ہو کہ وہ اس کا جواب دیدے! انہیں اللہ کے حکم سے...... اللہ نے حکم دیا...... موسیٰ مت گھبراؤ پھینک دو عصا کو...... تم کو ہم نے ولایت دی ہے، تم ہمارے ولی ہو، تم بھی اپنا عصا پھینک دو...... کیا لوگوں نے اللہ کی یہ آواز سنی کہ اللہ نے موسیٰ سے کیا کہا......؟ لوگوں نے جبرائیل کو دیکھا؟ کیا جبرائیل نظر آئے کہ یہ کرو؟ نہیں...... لوگوں نے تو یہ دیکھا کہ ساحروں نے رسیاں پھینکیں اور موسیٰ نے عصا پھینکا...... اِدھر موسیٰ نے عصا پھینکا اژدھا بن گیا اور سانپوں کو کھا گیا...... اُدھر ساحر سجدے میں چلے گئے۔

کس کے سامنے سجدے میں گیے؟ موسیٰ کے سامنے......کیا کہا ساحروں نے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔ کیونکہ جو ہم نے کیا وہ جادو تھا اور جو موسیٰ نے کیا وہ اللہ کی دی ہوئی ولایت ہے۔ کیسا ستم ہے......ساحروں کے لیے تو ولایت کے قائل ہو جاؤ......فرعون کے لیے تو طاقت کے قائل ہو جاؤ......نمرود کے لیے تو قدرت کے قائل ہو جاؤ...... کہ وہ چاند بھی بنا ڈالے اور سورج بھی بنا ڈالے، اس زمانے میں خلائی جہاز تیار کر کے اللہ سے لڑنے پہنچ جائے......وہ جو اس نے غباروں کا سسٹم بنایا...... آج سے ہزاروں سال پہلے...... آپ نے آج بنایا تو کیا کمال کیا......
نمرود نے کہا کہ اللہ کہاں ہے؟ میں لڑوں گا اس سے...... گیا لڑنے یا نہیں......گیا تو اس کو اتنا اختیار اور جسے اس کے مقابلے کے لیے بھیجے اسے کوئی اختیار نہ دے! کیسی بے عقلی کی بات ہے یہ......نمرود کے مقابلے میں بھیجے ابراہیم کو...... اور جب نمرود آگ جلائے تو کہے کہ میں دیکھوں اب تمھیں کون بچائے گا۔ ابراہیم فرماتے ہیں تو مجھے آگ میں کیوں پھینک رہا ہے؟ میں تجھے اچھی باتیں بتانے آیا ہوں ...... کیا جناب ابراہیم نے یہ کہا کہ میں اختیار نہیں رکھتا، ان چیزوں پر جن چیزوں پر تیرا اختیار ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو کس کے پاس زیادہ قوت ہوتی...... نمرود کے پاس...... یا اللہ کے نمائندے کے پاس......نمرودِ خلائی جہاز بنا کر پہنچ جائے اللہ سے لڑنے کے لیے...... وہ اتنی طاقت رکھے اور جس کو اللہ اُس کے مقابلے پر بھیجے؟ درست ہے کہ حکم اللہ کا ہے، لیکن جب آگ ٹھنڈی ہو گئی اور گلزار بن گئی اللہ کے حکم سے...... یہ تو قرآن نے کہا نا کہ یا نا رو کونی بر داً و سلاماً علی ابراھیم یہ تو قرآن نے کہا...... اور آپ نے پڑھا...... کیا نمرود نے سنی اللہ کی یہ آواز؟ جبرائیل کو آتے دیکھا نمرود نے؟ یا اُس کے ساتھیوں میں سے کسی نے دیکھا؟ یہ تو ابراہیمؑ کی امانت داری ہے کہ کہہ رہے ہیں کہ یہ اللہ کی دی

ہوئی ولایت ہے...... ورنہ لوگوں نے تو یہی دیکھا کہ ابراہیم کو آگ میں پھینکا گیا اور آگ گلزار بن گئی انہوں نے تو یہی دیکھا کہ یہ ابراہیمؑ کا کمال ہے کہ آگ نے جلایا نہیں......ورنہ اللہ کی آواز کس نے سنی؟ کس نے آتے جاتے دیکھا فرشتے کو۔

تو یہ وہ ولایت ہے جو قرآن بتا رہا ہے، ان کی ولایت کے تو تم قائل ہو گئے...... کہ ان انبیاء کو اتنا اختیار مل گیا......لیکن ان پر اعتراض کہ جن کی ولایت کی گواہی جناب موسیٰؑ جیسے اولوالعزم پیغمبر پر بھی دینا واجب ہے۔ جب جناب موسیٰؑ نے گمان کیا کہ میں تو روئے زمین پر اللہ کی حجت ہوں......تو اللہ نے کہا کہ جاؤ میرے ایک اور بندے خضرؑ سے کچھ سیکھو......تو سیکھا کس سے جاتا ہے......استاد سے سیکھا جاتا ہے...... جاؤ اور سیکھو میرے اس بندے سے......جس کے لیے قرآن نے یہ نہیں کہا کہ نبی ہے کہ رسولؐ...... پتہ نہیں کیا ہے...... اللہ کا بندہ ہے...... جاؤ ڈھونڈ اور سیکھو...... اس سے بہت ساری باتیں جو تمہیں نہیں معلوم۔ موسیٰؑ الوالعزم پیغمبر ......اور سیکھنے گئے خضرؑ سے...... اور خضرؑ نے کیسا سکھایا...... کہا کہ آپ سے صبر نہیں ہو سکتا...... یہ کام ہے صابروں کا...... اگر ولایت کے اس مقام پر پہنچنا ہے تو میرے ساتھ صبر کرنا پڑے گا۔ موسیٰؑ نے کہا کہ ہاں کریں گے صبر...... موسیٰؑ کو کیا معلوم کہ صبر کی منزلیں کیا کیا ہیں...... یہ قرآن ہے نا پھر میں آپ کے سامنے واقعات پڑھ رہا ہوں۔ موسیٰ کو کیا معلوم صبر کی منزلوں کا...... اس لیے کہ اگر معلوم ہوتا تو اللہ خضر کی شاگردی میں کیوں دیتا۔ اور پہلا مرحلہ طے ہوا کشتی میں سوراخ ہوا...... اب موسیٰؑ جیسا پیغمبر ...... یہ تو عدالت نہیں ہوئی یہ تو زیادتی ہوئی...... اس بیچارے نے کشتی میں دریا پار کرایا اور آپ نے کشتی میں سوراخ کر ڈالا! خضرؑ نے کہا کہ دیکھیں موسیٰؑ میں نے کہا تھا کہ آپ سے صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰ فرماتے ہیں اچھا اب نہیں پوچھوں گا جو مرضی کرو...... میرے کسی کام میں دخل مت

دینا۔ یہ فعل جناب خضرؑ کر رہے ہیں...... آپ اور ہم کرنا نہ شروع کر دیں لوگوں کے ساتھ...... یہ جناب خضرؑ کا معاملہ ہے...... جناب خضرؑ نے قتل کر دیا بچے کو موسیٰؑ کے سامنے اگر عام آدمی کے سامنے یہ فعل انجام دیا جائے تو وہ خاموش رہے گا...... پھر موسیٰؑ تو الوالعزم پیغمبر ہیں فرماتے ہیں یہ کیا کیا آپ نے؟ خواہ مخواہ میں قتل کر دیا...... ظلم ہوا ناعدالت تو نہیں ہوئی...... ایک بے گناہ شخص مار دیا جائے...... آپ مجھے یہ بات بتایئے کہ جن کا بچہ قتل کر دیا گیا ہوگا وہ ساری زندگی جب تک زندہ رہے ہوں گے اس قاتل کو کیا کہتے رہے ہوں گے...... انہیں تو نہیں معلوم مار دیا...... اکلوتا بیٹا مار دیا...... ان کے ہاں کوئی بیٹا ہی نہیں ہوا...... بیٹیاں ہی ہوئیں...... ایک بیٹا تھا ختم ہو گیا۔ یہ کیا کیا؟ جناب خضرؑ نے کہا کہ دیکھئے آپ سے کہا تھا بولنا نہیں ہے...... موسیٰؑ فرماتے ہیں !اچھا اب نہیں بولوں گا۔ جناب خضرؑ نے کہا بولے تو راستہ الگ...... اب کے بولے تو راستہ الگ...... اولوالعزم پیغمبر کو دھمکی دے رہے ہیں جناب خضرؑ...... کہ اب بولے تو راستہ الگ...... اچھا نہیں بولوں گا، الگ نہ کیجئے مجھے۔ ابھی دو ہی مرحلے طے ہوئے ہیں سمجھ میں کچھ نہیں آیا، اگلے مرحلے میں ایک ایسی بستی میں گئے کہ کبھی کبھی ہمارا بھی ایسی بستیوں سے گزر ہو جاتا ہے کہ وہاں کے لوگوں نے پانی کو بھی نہیں پوچھا، چائے کو بھی نہیں پوچھا، کھانے کو بھی نہیں پوچھا...... جناب موسیٰؑ کو بھی ایسی بستی ملی کہ پوچھا ہی نہیں...... آپ بھی اس نام پر کوئی بستی نہیں رکھیے گا، ناصریہ نام ہے اس بستی کا...... وہاں کسی نے پوچھا ہی نہیں نہ کھانے کا نہ پینے کا نہ مہمان بنایا...... سب سلام دعا کرتے رہے، اللہ کا نبی ہے جانے دو آگے...... شام ہوئی تو ایک دیوار کمزور سی دیکھی، خضرؑ نے گارے پہ لگا دیا جناب موسیٰؑ کو...... چلو مزدوری کرو...... موسیٰؑ خوش ہیں اب تو مل جائے گا کچھ کھانے کو...... کام کر رہے مزدوری کر رہے ہیں...... جب کام کر لیا کہا چلئے

آگے...... ارے بھئی مزدوری تو لے لو ان سے، ان کی دیوار بنائی ہے، بچوں کا مکان بنایا ہے، کچھ تو پیسے لے لو ان سے، کچھ کھانے پینے کے لیے۔

اب جناب موسیٰؑ کے صبر کی حد بھی ختم ہو گئی کہتے ہیں مجھے بھی نہیں چلنا آپ کے ساتھ، لیکن بتاؤ یہ ہوا کیا، الگ ہو جائیں لیکن بتا کے جائیں، میں بھی چل نہیں سکتا آپ کے ساتھ، ذہن الجھ گیا، خدا کے نبی کا، کہ کیا مسئلہ ہے؟ ہر کام الٹے کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ چپ رہو...... میں کیسے چپ رہوں، مجھے نہیں چلنا لیکن علتیں بتا کے جائیں...... جناب خضرؑ نے فرمایا! اس لیے کشتی میں یہ سوراخ کیا تھا کہ اس ملک کا بادشاہ آرہا تھا، سب کچھ چھین چھان کر لے جاتا جیسے آج ہوتا ہے، جب حکومت کو ضرورت ہوتی ہے گاڑیاں چھیننا شروع کر دیتی ہے، ایسی صورت میں فائدے میں کون رہے گا...... فائدے میں وہی رہے گا جس کی گاڑیاں ورکشاپ میں کھڑی ہونگیں۔ یہ گاڑیاں چھیننے کا سلسلہ جب سے ہی چلا آرہا ہے...... یہ سلسلہ ایسا ہی ہے...... ہر بادشاہ یہی کہتا ہے پکڑ لو اس غریب کی گاڑی...... بیچارے کی مزدوری ماری جاتی ہے...... اب وہ تو برا بھلا کہہ رہا ہوگا دریا پار کر آیا، کشتی میں بھی چھید کر گئے...... اب آپ خود سوچیئے اگر چھید نہ ہوتا تو پوری کشتی چھن جاتی...... ظالم لے جاتے اور لگا دیتے اپنے کاموں میں...... اب تو بچ گیا...... کل سے پھر لگ جائے گا اپنے کام میں۔

تو حکمت تھی، اسی طرح ہر کام کی حکمت بتاتے چلے گئے لڑکے کو اس لیے مارا کہ اب جو بیٹی ہوگی پروردگار اس بیٹی سے ستر نبی دے گا۔ اس بیٹی سے جس کو تم نے یہ سمجھا کہ اولادِ نرینہ نہیں ہے...... تو ایسی مثالیں رکھیں یا نہیں کہ رسولؐ جو تجھ کو ابتر کہتے ہیں ان کی نسلیں ختم ہو جائیں گی، تجھے ایسی بیٹی دوں گا کہ قیامت تک ہر معزز سے، معزز تر ہوں گی۔ رسولؐ کے کتنے بیٹے؟ آپ دعائیں کرتے ہیں ذرا سوچیے تو صحیح جس

رسولؐ کا واسطہ دے کر اولاد کی دعا کرتے ہیں اس کے کتنے بیٹے تھے؟ بھئی اگر ایک بھی
بیٹا ہوتا تو لوگ پتہ نہیں کتنے بیٹے لے آتے...... نہیں لاتے...... لاتے نا...... جب ایک
بیٹی برداشت نہ ہوئی لوگوں سے اور دوسری بیٹیاں بھی بنا کہ سامنے رکھ دیں تو بیٹا ہوتا
تو کیا کرتے؟ آپ جس کو وسیلہ بنا کر اولاد مانگتے ہیں اس کا بیٹا تھا؟ کوئی نہیں تھا......
ہوئے لیکن انتقال کر گئے۔ طیب' طاہر' قاسم ،ابراہیم تین یا چار بیٹوں کا ذکر ہوا اور مذاق
اڑانے والوں نے مذاق بھی اڑایا کہ ابتر ہے معاذ اللہ۔

اب دیکھو آگے کیا ہوتا ہے کون ابتر؟ جو کہنے والے تھے اگر کوئی کہیں ڈھکا
چھپا ان کی نسل کا باقی بھی ہے پھر بھی چھپاتا ہے اپنے آپ کو، یہ اور بات ہے کہ ان کا
عمل بتا دیتا ہے کہ کس کی نسل سے ہیں۔ مگر وہ کبھی نہیں کہے گا کہ میں فلاں فلاں کی نسل
میں سے ہوں۔ تو کیسا اعجاز دیا پروردگار نے کہ ظاہری مشکل اور مصیبت کو مت دیکھنا
بلکہ اللہ کے ہر فعل میں حکمت ہے۔ تمہاری سمجھ میں نہیں آتی...... اگر تمہاری سمجھ میں آجاتا
تو اللہ محدود ہو جاتا...... اللہ کی قدرت بھی محدود ہو جاتی...... وہ جبھی تو اللہ ہے...... کہ
تمہاری عقلوں سے ماورا ہے۔

تو یہ ولایت کے مقامات ہوئے، درجے ہوئے کہ موسیٰؑ کو بھی سیکھنے جانا پڑا
کہ سیکھئے...... اب تیسرا مرحلہ...... ولایت کے لیے پہلی شرط تھی امانت، دوسری تھی خوف کا
نہ ہونا اور تیسری چیز کیا ہوئی صبر...... امانت دینے کے لیے...... جتنی امانت دی جاتی ہے
صبر بھی اتنا ہی ہونا چاہئے، صبر کی منزلیں جتنی بڑھیں گی ولایت کی منزلیں بھی بڑھتی چلی
جائیں گی۔ یہ ہے قرآنی آیات جو بتا رہی ہیں کہ ہم نے سب کو ولایت دی...... ولایت
تکوینی بھی دی...... کیا یہ ولایت نہیں ہے کہ ابھی یوسفؑ پہنچے نہیں یعقوب تک کہ یعقوب
کو خوشبو محسوس ہونے لگی...... میں یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں...... یوسفؑ نے

بھائیوں سے کہا کہ میرا کرتا لے جاؤ میری بابا کی آنکھوں میں لگا دو اس کی بینائی واپس
آجائے گی...... معاذ اللہ معاذ اللہ رسولؐ ہو کے کیسی بات کرتے ہیں......کیا اللہ کافی نہ تھا
یعقوبؑ کی بینائی واپس لانے کے لیے...... یا یوسفؑ مستجاب الدعا نہ تھے...... اگر دعا
کرتے تو کیا دعا قبول نہ ہوتی...... یوسفؑ اپنی ولایت کا حق دکھا رہے ہیں، جاؤ تمہیں
بھی معلوم ہو جائے گا کہ میرے اختیارات کہاں تک ہیں۔ یہ قرآن کہہ رہا ہے......
کیوں نہیں ٹوکا اللہ نے یوسفؑ کو؟...... قید خانے میں اتنی سی بات ہوئی تھی کہ رہا ہونے
والے سے کہہ دیا تھا کہ یاد دلانا بادشاہ کو کہ میں بھی یہاں ہوں...... ناراضگی ہو گئی......
کیوں کہا اس سے؟ ہم نہیں ہیں تمہاری خبر گیری کرنے والے، اور یہاں پہ یہ حالت کہ
یوسفؑ کہہ رہے ہیں کہ پیراھن آنکھوں سے مل دینا بینائی واپس آجائے گی۔

تو یوسفؑ اختیار بتا رہے ہیں اپنا...... ادھر سے یوسفؑ چلے...... اُدھر سے
یعقوب اپنا اختیار بتا رہے ہیں پہنچنے سے پہلے بتا رہے ہیں کہ میں یوسفؑ کی خوشبو
محسوس کر رہا ہوں...... بتا رہا ہوں کہ وہ آنے والا ہے۔ تو مخالفوں کو اپنے دشمنوں کو
اللہ نے اتنے اختیارات دیئے اسی لئے قرآن یہی تو بتا رہا ہے کہ میں جنہیں اپنا
نائب بنا کر بھیجتا ہوں انھیں کتنے اختیارات دے کر بھیجتا ہوں۔ کیوں کہ بے شمار
واقعات آتے چلے جائیں گے قرآن میں، سب کی ولایت کا تذکرہ ہے...... جناب
سلیمانؑ کو ولایت ملی کہ نہیں...... جناب داؤدؑ کو ولایت ملی کہ نہیں۔ جناب سلیمانؑ کی
حکومت کتنی ہے؟ کسی نبی کی اتنی بڑی حکومت ہے تو بتائیے...... نہیں ہے...... جو
سلطنت جناب سلیمانؑ کو ملی وہ کسی کو نہ ملی۔ یہ کیا ہے؟ ولایت ظاہری بھی باطنی بھی
حکومت ظاہری بھی حکومت باطنی بھی جمع کر کے بتایا، کہ جب میں اپنے اس نبی کو
سارے اختیارات دے رہا ہوں ولایت تکوینی بھی دے رہا ہوں ولایت تشریعی بھی

دے رہا ہوں یعنی شریعت بھی اس کی اور اس کون و مکاں میں جب چاہے گا مداخلت بھی کرے گا۔

پرندوں سے باتیں کرے سلیمانؑ، انسانوں پر حکومت کرے سلیمانؑ، جنوں پر حکومت کرے سلیمانؑ، اور آخری رسولؐ کا کوئی اختیار نہ ہو...... پھر لوگ شک کریں ...... سلیمانؑ کا تو اتنا رعب ہو کہ جب ملک الموت آیا تو کہتے ہیں پروردگار سے کہ میں ہٹ گیا تو یہ سارے کام کرنا چھوڑ دیں گے۔ یہ تو رسولؐ بھی جانتا ہے کہ یہ جو میرے سامنے ہیں میرے بعد کیا کریں گے...... تو یہ کب ضروری ہو گیا کہ جو رسولؐ کے ساتھ رہے...... وہ ہدایت بھی پا گیا۔ یہ کب لازم ہوا ...... یہ کب ضروری ہوا...... کس دور میں ہوا...... سلیمانؑ کے دور میں بھی نہیں ہوا، یہی بتایا سلیمانؑ نے...... پروردگار تو جانتا ہے کہ میں ہٹا نہیں کہ یہ بھی ہٹے۔ جب تک میں سامنے ہوں کہتے رہیں گے جی حضور، جی حضور، میں جب تک یہاں بیٹھا ہوں یہ بھی کہنا مانتے رہیں گے اور جیسے ہی میں ہٹا دنیا کی ساری برائیاں میرے سر آ جائیں گیں۔ افسوس ناک مقام نہیں ہے کہ ہم لوگ اپنے گمانِ باطل میں بہت اچھی زندگی گزار رہے ہیں، مشکلات اور مصائب سے خالی زندگی...... مذہبی جماعتوں کو چھوڑ دیجئے یہ تو وہ اسلام نا آشنا ملاّ ہیں جنھوں نے اسلام کو جتنا نقصان پہنچایا ہے، چودہ سو سال میں اتنا کسی نے نہیں پہنچایا...... جتنا اقتدار کے بھوکے ان ملاؤں نے اسلام کو نقصان پہنچایا...... اور مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کیا...... آپ اسی لیے تو مذہبی جماعتوں سے بدظن ہیں نا...... حق ہے آپ کا ہونا بھی چاہیے...... لیکن میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں آپ سے...... سیاسی جماعتوں میں کتنے لوگ ہیں ہمارے؟ اور اسی بہانے کے ساتھ ہیں کہ وہ قوم کے ساتھ ہیں۔

میں تمہارے ضمیروں کو ایک بار جھنجھوڑنا چاہتا ہوں...... کیا تمہارا اپنی

...وں میں اتنا بھی اثر نہ تھا...... کہ اتنے بے گناہ لوگ شہید ہوئے...... آج تیسرا دن بھکر کے سانحے کو (بھکر میں ایک مجلس عزا میں بم کے دھماکے میں متعدد خواتین شہید ہوگئیں تھیں اسی سانحے کی طرف اشارہ ہے) کسی سیاستدان نے ان مظلوموں کے لیے ...ریتی بیان دیا؟ میں ہمت رکھتا ہوں کہنے کی...... میں اس شہر سے آیا ہوں جہاں آگ ...تی ہے...... زبان سے بھی اور ویسے بھی...... مجھے اس کی پروا نہیں کہ تم میں کتنا سننے کا ...صلہ ہے اور کتنا نہیں ہے...... میں اپنے ضمیر کا قیدی ہوں...... میں کیا کروں اگر نہ کہو ...... کسی میں جرأت نہیں اپنے اقتدار کے لیے یہ سارے ڈھونگ رچانے والے ...یاستدان، جب ان کا مال چھنے، جب ان کا اقتدار چھنے تو وہ کیسے بلبلا رہے ہیں، کہ ...یں کرسی نہیں ملی، کتنا درد ہو رہا ہے ان کو، میں کسی کی حمایت یا مخالفت نہیں کر ...ہا...... آمر آمر ہے کسی کی بھی شکل میں بیٹھا ہو...... میں ہمت رکھتا ہوں کہنے کی ...... سنانے کی بھی ہمت رکھتا ہوں...... نتائج جھیلنے کی بھی ہمت رکھتا ہوں...... لیکن آپ ...کے کان بھی عادی ہو جائیں عمل نہ سہی سننے کے تو عادی بن جاؤ گئے۔

کسی بدبخت سیاست دان نے...... یہ بے گناہ بچے اور عورتیں قتل کر دیئے ...گئے...... آج تیسرا چوتھا دن کسی نے مذمت کا بیان، تعزیت کا بیان دیا؟ اور تم اس گمانِ ...باطل میں ہو کہ ان کا ساتھ دیں گے تو قوم کا فائدہ ہے۔ کیوں جھوٹی تسلیاں دیتے ہ... اپنے آپ کو...... یہ کہو کہ تمہارا کوئی اپنا مفاد ہے، تمہاری لیڈری چمک جائے، تمہیں کوئ... ٹکٹ مل جائے، یہ قومی حمیت کا سوال ہے، یہ قومی غیرت کا سوال ہے۔ آج آپ کے ...منہ کا ذائقہ بدلنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

اب آتے ہیں وہیں...... سلیمانؑ کھڑے ہیں عصا لئے...... پروردگار وقت... آ گیا مگر میں ہٹا نہیں اور یہ چھوڑ دیں گے مجھے...... کہا اچھا کھڑے رہو ایسے ہی

ملک الموت سے کہا روح قبض کرلو اسی حالت میں...... سلیمانؑ کھڑے رہے روح قبض ہوگئی، وہ کام کرتے رہے جب کام ختم ہوگیا تو وہ بولے کام ختم ہوگیا۔ اب سلیمانؑ کچھ بول ہی نہیں رہے...... آواز ہی نہیں آرہی...... تو عصاء کو ہلایا وہ تو برادہ بن چکا تھا، دِنّوں نے کہا یہ کیا ہوا؟ اب وہ رو رہے ہیں، ہم تو بے وقوف بن گئے۔ یہ کیا ہوا سلیمان کو اتنا اختیار دیا کہ بتا دیا کہ اتنی حکومت ہے سلیمان کی؟ اتنے اختیارات ہیں سلیمان کے کہ جن وانس لگے ہوئے ہیں خدمت میں جنابِ سلیمانؑ کی۔ یعنی حکم کی اطاعت کر رہے ہیں، یہ بھی بتا دیا کہ جو سلیمانؑ کے ساتھ تھے وہ بھی ساتھ چھوڑ کے چلے جائیں گے۔ تو مجھے بتائیے کہ جب پروردگار اس مرتبے کے ساتھ کسی نبی کو بھیجے کہ جتنے نبی گزر گئے ان کے کمالات کا مجموعہ بنا دے اس پیغمبرؐ...... کو اب بات سمجھ میں آئی کہ ولایت تکوینی کے کس مقام پر ہے آخری رسولؐ...... وہ جن کی بات سمجھ میں نہیں آتی کہتے ہیں لے لیتا کام چونٹی سے...... ہم بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ تمہیں اللہ نے فلاں حیوان کیوں نہیں بنا دیا، تمہیں انسان ہی کیوں بنا دیا، ہماری مصیبت کھڑی کرنے کے لیے، اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آئی...... اتنا پڑھ لکھ رہے ہیں مسلسل...... کتنوں کو روتے ہیں، تم کو بھی رو لیتے...... ہماری صف میں رہ کر ہماری ہی پشت میں خنجر کیوں گھونپے جا رہے ہو۔ اتنی سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب ان انبیاء کو ولایت کا یہ اختیار دیا تو اپنے آخری رسولؐ کو کتنا اختیار دیا ہوگا۔ اس کے اختیارات کی حد کیا ہوگی۔

کتنے واضح طور پر قرآن کہہ رہا ہے کہ میں رب العالمین ہوں یہ رحمت اللعالمینؐ ہے، اگر اس کائنات پر رحمتیں ہے تو رسولؐ کی وجہ سے۔ یہ رسولؐ ہے جو رحمت ہے سارے عالمین کے لئے، ایک عالم کے لئے نہیں، یہ جو دیکھ رہے ہیں یہ ایک عالم ہے، یہ پوری کائنات ایک عالم ہے، عالمین کب سے ہیں کب تک کچھ پتا ہے؟ کسی کو حدود معلوم ہیں؟ نہیں معلوم...... میں وہاں وہاں تک رب ہوں جہاں تک عالمین ہیں اور جہاں جہاں تک بھی رب ہوں وہاں وہاں تک یہ میرا رسول رحمت ہے۔

اب آیئے جن روایات پہ شک کرتے ہیں لوگ...... اب معصومین خود بتاتے ہیں اپنا اختیار...... امام کا علم کیا ہے؟ معصوم کا علم کیا ہے؟ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں اپنے صحابی سے کہ سنو! (جب اس نے علم کی بات کی) امام سوال کا جواب دیتے ہیں...... آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے میں اس کا علم رکھتا ہوں، میں جنت اور دوزخ کا علم رکھتا ہوں، جو کچھ گزر چکا جو کچھ آنے والا ہے ہر اس شے کا علم رکھتا ہوں، اور جو کچھ باقی ہے جو کچھ گزر چکا اور جو کچھ ابھی مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنَ کی منزل پر ہے ہر اس شے کا علم میرے سینے میں موجود ہے۔ کیوں؟ اس لئے موجود ہے کہ قرآن میرے سینے میں موجود ہے اور تم نے پڑھا نہیں کہ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرانَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْء ہم نے اے رسولؐ آپ پر قرآن نازل کیا، جس میں ہر شے کا بیان کر دیا گیا تو عزیزو! اب دیکھو قرآن کا اعجاز کیا ہے۔ جتنا قرآن جو سمجھتا جائے گا اتنے مطالب حل کرتا جائے گا۔ جتنی منزلیں طے کرتا چلا جائے گا ولایت اعتباری کی...... ولایت اعتباری کیا؟ یہ جنہیں آپ اولیاء اللہ کہتے ہیں...... جعلی اولیاء اللہ کی بات نہیں کر رہا...... اصلی اولیاء اللہ کی بات کر رہا ہوں۔ اصلی اولیاء اللہ انسانیت کی خدمت کرتے ہوئے جاتے ہیں...... جعلی اولیاء اللہ انسانوں سے اپنی خدمت کراتے ہیں...... یہ فرق ہوتا ہے، یہ پہچان یاد رکھئے گا۔ تو اولیاء اللہ کا مرتبہ بھی کیسے بڑھتا ہے...... جس کا جتنا علم بڑھا اس کا اتنا مرتبہ بڑھتا چلا گیا۔ جتنے بھی اس میخانے کے رند ہیں ان سب کا میں سردار ہوں، پہلے یہ بتا دیا ہے کہ یہ میخانہ محبت اہل بیت ہے...... اس کا میں سردار ہوں، پیشوائے تمام رندانم...... اس میخانے کے جتنے بھی مدہوش ہیں...... جتنے بھی مست ہیں...... مجھ سے زیادہ کوئی

مست مئے حب علی نہیں ہے...... یہ کون کہہ رہا ہے وہ جو خود ولایت کے درجے پر ہے ......وہ کہتا ہے پہلے میرا مرتبہ سمجھو میں علیؑ کی گلی کا کتا ہوں۔اس کے بعد تمھیں ولایت علیؑ کا ادراک ہونے کی امید ہے۔ جتنا بھی اولیاء کا سلسلہ کہیں بھی چلا جائے، مانیں یا نہ مانیں مگر علیؑ کے در کے بغیر ولایت نہیں ملتی،اگرچہ دنیا کی حکومت کی خاطر کچھ لوگوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ دنیا کی حکومت ادھر اور دین کی حکومت علیؑ کے پاس۔اصل اولیاء اللہ تو یہ کہتے بھی نہیں کہ ہم ولی ہیں اللہ کے وہ تو کہتے ہیں ہم غلام ہیں، وہ تو کہتے ہیں ہم معصیت کار ہیں، وہ تو کہتے ہیں ہم گناہگار ہیں، اور وہ جو جعلی ہوتے ہیں وہ پروپیگنڈے کراتے ہیں تا کہ مشہور ہو جائیں،دو چار کہانیاں ہماری کرامات کی وہ مجزے مشہور کیا کرتے ہیں۔

یہ سب کچھ اس دنیا میں ہوتا ہے آپ مانیں یا نہ مانیں ہوتا ایسا ہی ہے ذرا مشہور ہو جائیں گے،لوگ آئیں گے،بیس میں سے دو کی مراد تو پوری ہو جائے گی...... کہ کہیں گے دیکھو کیسا صاحب کمال پیر ہے......اس دنیا سے باہر نکلو اور حقیقت کی دنیا میں آجاؤ...... یہ ولایت حاصل ہے معصومین کو......اس کی دلیل یہ کہ اگر کوئی اس در سے وابستہ ہے تو اُسے کچھ ملے گا تو اُس کا اظہار نہیں کرتا...... کہیں میرا مولا ناراض نہ ہو جائے مجھ سے......منع کردے گا کہ بتانا مت کسی کو جو تو نے دیکھ لیا...... میرا مولا کہیں مجھ سے ناراض مت ہو جائے، اس کا کام یہ ہے، اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ دُکھی انسانیت کی خدمت کرتا ہے۔ وہ لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے، وہ مظلوموں کا ساتھی ہوتا ہے۔ وہ ظلم کے خلاف ہوتا ہے اس کا کاروبار نہیں ہوتا کہ چمکائے اور چلا جائے......اس کی دکانداری نہیں ہوتی کہ دکان چمکائے اور چلا جائے......اس کا شوروم نہیں ہوتا کہ مال کو چمکا چمکا کے نیا کرتا رہے اور قیمت زیادہ لیتا رہے۔

نہیں عزیزو! مسئلہ یہ نہیں ہے......علیؑ والوں کی یہ پہچان رہی ہے، اگر علیؑ کا ہنے والا ہے تو مفت خور نہیں ہوگا، اگر علیؑ کا چاہنے والا ہے تو جانتا ہے علیؑ انسانوں کے لیے کیسا تڑپتا تھا،مومنین کے لیے کیسا درد رکھتا تھا،مظلوموں کی آہیں علی کو بے چین رتی تھیں......اور جب علیؑ کے غلاموں کے علم کا یہ حال تو ابھی ہم علم معصوم تک تو چے ہی نہیں......ابھی تو ہم نے دو تین دلیلیں دیں......کہ جب ان کا یہ مرتبہ......انبیاء یہ مرتبہ......تو ذرا تصور تو کرو معصومینؑ کے اختیارات کہاں تک پہنچے شک کرتے ہو صوم کی ولایت پر......ان کو کہانی قصے سمجھتے ہو......اسی لیے کہ تم نے سمجھا نہیں قرآن ......قرآن کیا ہے؟ یہی وہ لوگ جو شرک کو نہ سمجھ سکے، جب شرک کو نہ سمجھ سکے تو امام ں ولایت کو کہاں سے سمجھیں گے۔عزیزو! یہ سمجھ لو کہ شرک ہے کیا؟ آپ نے اذان ں،اقامت دی، نماز پڑھی، روزہ رکھا، حج کیا...... میں آپ سے گذارش کرتا ہو کہ ں اذان دیجئے ایسی اقامت دیجئے ایسی نماز پڑھئے ایسا روزہ رکھئے ایسا حج کیجئے کہ ذکے سوا کوئی عبادت میں آنا نہیں چاہئے......نماز کیسی عبادت جو خضوع وخشوع کے تھ پڑھنا ہے......کسی غیر کا وجود نہ ہو نماز میں...... حج کیسی عبادت...... لبیک لھم لبیک...... لبیک لاشریک لک لبیک...... کوئی عبادت ایسی نہیں س تو اللہ کے لیے نکالتے ہو...... دیتے کس کو ہو...... زکوٰۃ اللہ کے لیے نکلتی ہے ......جاتی کہاں ہے......کوئی عبادت ایسی نہیں...... ہر عبادت کو اللہ کہہ رہا ہے کہ میری عبادت......لیکن جب تک کوئی دوسرا شریک نہ ہو کوئی عبادت مکمل نہیں ہوتی......ایسی عبادت کروں تو کیسے کروں......ایک عبادت لے آیئے جس میں اللہ کا غیر شریک نہ ہوا ہو۔ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو کسی کو شریک نہیں کرتے...... کہتے ہیں یہ عبادت اکیلے ی کرنی ہے......ہمیں اس میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرنا......تو عزیزو! یہ سمجھ لیجئے

کہ کوئی عبادت ایسی نہیں جس میں اللہ نے کسی نہ کسی انداز میں اپنے محبوب بندوں کی شامل نہ کیا ہو۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے صرف محمد عربی کو ہی کیوں اذان، اقامت اور کلمے میں شریک کیا...... درود میں محمد اور اس کی آل کو کیوں شریک کیا...... دوسرے کیوں نہیں...... یہی تو پروردگار بتا رہا ہے کیا تمہیں نہیں سمجھ میں آ رہا کہ شریک کیا ہے؟ تو ہر عبادت کو دیکھ لو جو کچھ بھی میری مرضی سے عبادت میں آئے گا وہ میری عبادت بنے گا...... جس کا ذکر بھی میرے حکم سے آئے گا وہ میرا ہی ذکر بنتا چلا جائے اور اگر میرے حکم کے بغیر میری مرضی کے بغیر صرف مجھے بھی سجدہ کرتے رہے تو ابلیس کی صف میں شامل ہو جاؤ گے۔

اللہ کو بھی اگر اللہ کی مرضی کے بغیر جیسے کہ اللہ نے نہیں چاہا...... اگر اللہ کو پکارا تو ساری عبادت ضائع ہو جائے گی...... بات سمجھ میں آ گئی... ان ہستیوں کا ذکر میرا ذکر ہے... کبھی گمان بھی نہ کرنا کہ ان کے ذکر سے شرک ہو جاتا ہے...... کہ یہ وہ تصویریں ہیں کہ اگر کوئی مصور کی تعریف نہ بھی کرے تصویروں کی تعریفیں کرتا چلا جائے تو مصور خود بہ خود خوش ہوتا ہے... کہ تو میرا نام لے یا نہ لے انہیں اتنے حسین پیکروں میں تو میں نے ہی تو ڈھالا ہے... کبھی گمان بھی نہ کرنا کہ اہل بیت کا ذکر زیادہ ہو جائے تو اللہ کا ذکر کم ہو جاتا ہے خدا کے بندو اس ذکر سے تو اللہ کا ذکر باقی ہے... آج تک یہ راہیں اسی لیے تو کھلی ہیں...... کہ بس ذکر اس انداز میں کیا جائے کہ لوگ اللہ کے قریب آتے جائیں... ذکر بھونڈے انداز میں نہ ہو...... مجالس اور محافل سے تہذیب کا پتہ چلتا ہے۔

آپ کی مجالس آپ کی محافل اس بات کی دلیل ہوتی ہیں دوسروں کے لیے

کہ یہ قوم کتنی تہذیب یافتہ ہے۔ آپ کو اپنا تعارف کرانا چاہئے تو کیسے انداز میں؟ بھونڈے انداز میں...... نہیں آپ کا تعارف ایسا ہونا چاہئے کہ دنیا جان لے کہ آپ ایک مہذب اور پڑھی لکھی قوم ہیں۔ آپ کی مجالس میں آنے والا یہ جان لے کہ یہاں پڑھے لکھوں کا مجمع بیٹھا ہے۔

تیسری منزل کون سی تھی؟ صبر کی منزل تھی...... ولایت کو آگے بڑھاتا ہے...... پروردگار ہی تو بتا رہا ہے کہ دیکھو وہاں وہاں تک جہاں جہاں تک تمہاری حد ہے...... امانت دی گئی، خوف کی حد، دلیری کی حد، صبر کی حد، بتا دیا موسیٰؑ کو کہ کل گلہ نہ کرنا...... اگر کسی اور کو تم سے بڑا مرتبہ مل جائے ولایت کے میدان میں تو گلہ مت کرنا...... کیوں؟ اس مرتبے کو حاصل کرنے کے لیے صبر بھی ویسا ہی ہونا چاہئے...... ایوبؑ کو ولایت ملی...... مگر صبر کی ایک حد تھی...... وہاں تک جہاں تک ایوبؑ نے اس بات کا اظہار کر دیا کہ پروردگار بس اب میرے صبر کی حد تمام ہو گئی... اب اس سے زیادہ میں صبر نہیں کر سکتا...... اللہ نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے ایوب ہاں اس سے زیادہ صبر نہیں کر سکتے...... آپ کے امتحان کو ہم نے ختم کر دیا... آپ ہمارے صالح بندے ہیں...... اس سے زیادہ آپ صبر کر بھی نہیں سکتے تھے...... اب اس سے زیادہ ولایت طلب بھی نہیں ہونی چاہیے...... جہاں جہاں تک جس کی حد وہاں وہاں تک ولایت اس کو دی گئی۔

ایک صبر کی حد کون سی آئی رسولؐ کے لیے...... علیؑ کے لیے...... دختر رسولؐ کے لیے...... جس طرح سے سارے انبیاء کے کمالات آخری رسولؐ میں جمع کیے گئے تو رسولؐ نے یہی تو کہا کہ سارے انبیاء کی مصیبتیں بھی مجھ میں جمع کی گئیں...... مصائب کہاں ہیں رسولؐ کے اتنے...... مجھ کو بتائیے 23 سالہ زندگی میں...... مجھے بتائیے جیسا ایوب کا امتحان لیا گیا، جیسی بیماریاں جس طرح سے مصیبتیں مسلط کی گئیں، بتائیے...... کہنے کی

بات ہے کہ رسولؐ نے کہا اس لیے سچ ہے...... رسولؐ نے کہا تو ماننا ہے......لیکن دوسرا سوال کر رہا ہے اب آپ سے دوسرا شخص...... کہ سارے انبیاء کے مصائب، ساڑھے نوسو سال نوحؑ نے مصیبتیں جھلیں..... آخری رسولؐ نے تو اتنے عرصے مصائب نہیں جھیلے۔

ایک روایت ملتی ہے...... اَنَ اَوَّلَنَا مُحَمَّدٌانا **اوسطنا محمد ان آخرنا محمد و انا کلنا محمد** ...... ایک ایک روایت دلیل بنتی چلی جاتی ہے، علیؑ پر پڑنے والی مصیبت رسولؐ کی مصیبت ہے......اور فرمایا! جس نے میری بیٹی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی...... جس نے میری بیٹی کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا...... جس نے مجھے غضبناک کیا اس نے اللہ کو غضبناک کیا...... علیؑ پر پڑنے والی مصیبتیں، دختر رسولؐ پر پڑنے والی مصیبتیں رسولؐ کی، حسنؑ پر پڑنے والی مصیبتیں رسولؐ کی اور حسینؑ پر پڑنے والے مصائب کس کے؟ جس طرح آخری رسولؐ تمام انبیاء کے کمالات کا مجموعہ ہیں...... نبوت ختم ہوگئی محمد عربیؐ پر...... اسی طرح سارے کمالات کا مظہر علیؑ کو بنا دیا رسولؐ نے...... یہ سارے کمالات رسولؐ میں جمع ہوئے اور رسولؐ سے علیؑ کی طرف منتقل ہوئے...... اب علیؑ جو کمال دکھائے گا وہ میرا کمال ہوگا...... جس طرح سارے کمالات کا میں مجموعہ رہا...... اسی طرح سارے مصائب بھی مجھ میں جمع ہوگئے۔

لہٰذا ہر معصوم ہر امام کی مصیبت میں رسولؐ شریک ہیں۔ رسولؐ وہ ہے کہ جس نے واقعہ کربلا سے پہلے حسینؑ کا غم منایا ہے۔ جب دختر رسولؐ شریک ہے حسینؑ کی مصیبت میں...... ہر ہر قدم پر ماں اپنے بچوں کے ساتھ ہے یا نہیں...... تو پھر رسولؐ شریک ہوا یا نہیں...... یہی بات کہہ رہا ہے رسولؐ کہ سارے انبیاء کی مصیبتیں ایک طرف میری مصیبتیں ایک طرف، کیونکہ حسینؑ پر پڑنے والی مصیبت بھی میری مصیبت

ہے......میری شریعت کے لیے...... میرے نام کو باقی رکھنے کے لیے...... حسینؑ یہ سارے مصائب اٹھائے گا......عزاداران حسینؑ یہی وجہ ہے کہ جب بھی اسلام کی بقا کی بات آئیگی کربلا سامنے آجائے گی...... آج بھی کربلائے عصر اپنے جانثاروں کو آواز دے رہی ہے کہ کون ہے جو یزیدیت کے مقابلے میں میری نصرت کرے......اب یہ فیصلہ ہمیں کرنا ہے کہ ہم لبیک یاحسینؑ کہتے ہیں یا جان و مال ہمارے پیروں کی زنجیر بن جاتے ہیں۔

چوتھی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ)

اللہ صاحبان ایمان کا ولی ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی تاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (البقرہ ۲۵۷)

اب بات آتی ہے آئمہ طاہرین کی ولایت تکوینی کی...... اب آتی ہے روایات کی بات...... پہلے ہم نے کچھ آیات کے حوالے سے بات کی...... قرآن کے حوالوں سے بات کی...... کس کے کہاں کہاں تک اختیارات...... کس کو کہاں کہاں تک ولایت...... ائمہ طاہرین کو یہ ولایت حاصل ہے یا نہیں...... رسولؐ کو تو حاصل ہے کیونکہ تمام انبیاء کو حاصل ہے لیکن ائمہ طاہرین کی ولایت ہے کہ نہیں...... اور اگر ولایت ہے تو کہاں تک؟ سارا جھگڑا اسی بات کا ہے، یہ جو ہمارے ہاں خواہ مخواہ ایک بحث چھڑ گئی ہے معصومؑ کی ولایت کی، اس کی جڑ یہاں پر ہے کہ ولایت کا وہ حق جو رسولؐ کو ہے آئمہؑ کو ہے یا نہیں۔

آئمہ طاہرینؑ کی ولایت تکوینی کیا ہے؟ ایک شک پیدا کر دیتے ہیں نام نہاد دانش ور، نام نہاد پڑھے لکھے، نام نہاد علم رکھنے والے، شک پیدا کر دیتے ہیں کہ یہ تو محض روایت ہے...... درایت ہونی چاہیے اس کے ساتھ...... ٹھیک ہے روایت بھی پھر درایت بھی، جب دونوں دلیلیں مل جائیں پھر تو مان لیں گے آپ...... روایت اور درایت کے لیے صرف اتنا سا عرض کرتا چلا جاؤں کہ شیخ طوسی جب قاضی القضاۃ، جو بغداد کا سب سے بڑا قاضی تھا۔ جب اس کے دربار میں پہنچے اور اس نے بڑی شہرت سنی تھی شیخ طوسی کی...... یہ اس کی محفل میں گئے خاموشی سے بیٹھے رہے، قاضی نے کہا! آپ بھی کچھ سوال کریں۔ شیخ طوسی سے پوچھا سوال کریں...... قاضی جنگ جمل پر تقریر کر رہا تھا، شیخ طوسی نے سوال کر لیا ان سے کہا کہ یہ بتایئے کہ غدیر خم میں علیؑ کی ولایت کا اعلان ہوا تھا یا نہیں...... انکار تو نہیں کر سکتے تھے...... کہا ہاں کیا تھا ولایت کا اعلان...... پھر ان کو تو نہیں ملی ولایت۔ قاضی نے کہا! غدیر خم روایت ہے...... اور حکومت کا کہیں اور چلا جانا یہ درایت ہے، یہ واقعیت ہے اور درایت پر روایت کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

یہ مغالطہ ہے جس کو منطق کی زبان میں کہتے ہیں مغالطہ...... ہمارے بھی بہت سے افراد انہی مغالطوں میں ڈال دیتے ہیں۔ ایک اور ایک گیارہ بنا دیتے ہیں...... کیونکہ تمام اختیار ہے علیؑ کا...... یہ اختیار ہے حسینؑ کا...... تو بس پھر اللہ کے پاس رہا کیا؟ معاذ اللہ...... معاذ اللہ وہ تو بے دخل ہو گیا...... تو یہ کیا ہوا؟ مغالطہ۔

یہاں سے کوئی جائے اپنا نائب بنا کر کسی کو چلا جائے، کیونکہ تم امین ہو تم میری امانت کی حفاظت کر دو گے...... امین کی صفت دیکھی تو آپ نے اس کو امین بنایا...... آپ گئے اور اس نے گیٹ بند کر دیا...... جاؤ تمہارا کیا رہا سب کچھ تو میرا ہو گیا...... کیا کہیں گے آپ اس کو؟ انہیں مغالطوں میں ہماری قوم کو ڈالا جاتا ہے خدا کے

بندو! اللہ اپنی جگہ...... تم تو اہل بیتؑ کی امانت داری پر اعتراض کر رہے ہو، یہ کیا مسئلہ ہے ایک کو امین بنایا، اس جگہ کا...... تم میں امانت کی صفت دیکھی ہے اس لئے میں آگے کے کام سنبھالتا ہوں...... تم یہ کام سنبھالو، مگر اس نے گیٹ میں تالا ڈال دیا، جاؤ اب تو تم بے اختیار ہو گئے تمہارے پاس رہا کیا؟ سب کچھ تو میرا...... تو بتایئے میں امین کہلانے کے لائق ہوا...... نہیں ہوا...... کیا بات کرتے ہو پروردگار نے ساری کائنات میں اس امانت کا اہل علیؑ اور اولادِ علیؑ کو پایا...... یہ امین ہیں، جیسی امانت ان کو دوں گا ویسی ہی لوٹا دیں گے۔ میں نے اشارہ کیا ہے ایک اہم مسئلے کی طرف...... کہ پسماندہ علاقوں میں سیدھے سادھے لوگوں کے عقائد سے کھیلتے ہیں کچھ لوگ۔ تم سمجھتے ہو تم باطل بات کرو اور کوئی تمہیں نہ روکے...... میں حق بات کرتے ہوئے ڈروں...... اس بات سے کہ کہیں تم کوئی الزام نہ لگا دو۔ ایسا کوئی سودا کبھی نہیں کیا ہم نے دین کا، نہ کبھی اس کی پروا کی کہ تم کیا پراپیگنڈہ کرتے ہو۔ یہ امین ہیں، امانتدار ہیں، اللہ نے ان کو امانت کے اہل پایا تو ان کو یہ امانت دی۔

قَسِیمِ النَّارِ وَالْجَنَّة کیوں بنایا؟ اس لئے بنایا کہ جب عدالت قائم کرنے کا وقت آئے گا تو علیؑ حکم خدا جاری کرنے میں اپنے اور غیر میں فرق نہیں کرے گا...... نہیں پہنچے آپ...... اس مقدمے تک...... جس میں چاہنے والا پکڑا گیا تھا لوگوں نے کہا تھا مولا چھوڑ دیجئے اپنا ہے...... (آج بھی تو یہی ہوتا ہے، اپنا ہے جو بھی کر لے چھوڑ دو جانے دو سفارشی ہے)۔ آپ نے کیا سمجھا ہے معصومینؑ کو...... عدالت کسی کے اصولِ دین میں نہیں صرف ہمارے اصولِ دین میں ہے۔ عدالت کا مطلب کیا ہے؟ جب اپنا چاہنے والا آیا علیؑ نے کہا حق جاری کرو...... کاٹو اس کی انگلیاں...... مولا اپنا ہے...... ہوا کرے جرم کیا ہے یا نہیں...... اللہ نے اس لیے امانت دی علیؑ کو...... علیؑ جانتا ہے کہ

امانت کو کیسے استعمال کرتا ہے...... اور وہ جس پر حد جاری ہوئی...... وہ نتیجے تک پہنچ گیا...... اس کے ہاتھ کی انگلیاں اڑا دیں مولا نے...... اور وہ ہاتھ پر کپڑا باندھ کر بازارِ کوفہ میں پہنچ گیا، چوک پہ جمع کرتا ہے لوگوں کو، آؤ لوگو! لوگ جمع ہو رہے ہیں، خوش ہو کر منافقین جمع ہو رہیں ہیں، آج معاذ اللہ ایک دوست کی زبان سے علیؑ کی برائی سنیں گے...... آج انگلیاں کٹ گئیں...... چلو اب اس کے منہ سے سنیں گے، جب مجمع جمع ہوا تو اس نے علیؑ کا قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا، کیوں؟ بلایا علیؑ نے اور پوچھا یہ کیا کیا؟ میں نے تجھے سزا دی اور تو میری تعریف کرتا ہے...... وہ کہتا ہے کہ اسی لئے تو تعریف کرتا ہوں کہ جب عدالت قائم کرنے کی بات آئی تو آپ اپنے اور غیر میں تمیز نہیں کی...... یہ ہے عدلِ علیؑ...... کہاں ہو...... کس دنیا میں ہو...... اس لئے اللہ نے ولایت کی یہ امانت سونپی علیؑ کو...... اس لئے یہ تاجِ انما علیؑ کے سر پر رکھا...... علیؑ کو خلق کیا اللہ نے...... کیوں میری اور رسولؐ کی امانت کا دفاع اور کوئی کر نہیں سکتا تھا...... خدارا مت بھٹکو...... مت ایسی راہوں پر چلے جاؤ کہ واپسی کے راستے نہ ہوں زبان کے چٹخارے کہیں نہیں لیجا سکتے سوائے اس کے کہ ہماری نئی آنے والی نسل اس سے بھی زیادہ بے کار ہو جائے۔

اپنی فکروں کو ذکرِ علیؑ سے روشن رکھو، ہو ہی نہیں سکتا کہ تم خلوص سے علیؑ کا تذکرہ کرو اور علیؑ تمہاری ہدایت نہ کرے، اپنے دل میں خلوص کی وہ شمع تو جلاؤ، پکارو تو علیؑ کو...... کہ مولا مجھے ہدایت دے...... ہو نہیں سکتا علیؑ تمہیں حق اور باطل کی تمیز نہ سکھائے، لیکن بات اس زمین کو زرخیز کرنے کی ہے...... قاضی نے شیخ طوسی کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ وہ روایت یہ درایت، بات آگے بڑھی شیخ طوسی نے کہا کہ یہ بتایئے جنگ جمل میں کون حق پر تھا؟ قاضی نے کہا علیؑ...... شیخ نے کہا اور...... وہ...... قاضی نے

کہا انہوں نے توبہ کر لی تھی...... شیخ طوسی نے فوراً کہا جنگ کرنا درایت ہے اور توبہ کرنا روایت...... حضور اب کیا کیا جائے روایت کو مقدم کیا جائے یا درایت کو......تو یہ علماء تھے ہمارے ایک ایک جملے میں عقیدوں کی جنگ جیتا کرتے تھے...... ایسے افراد لاؤ کتنا مہذبانہ دو جملوں کا مناظرہ...... بات ختم ہو گئی...... پتہ چل گیا کہ شیخ طوسی علم کی کس منزل پر ہیں، یقین رکھو اہل بیتؑ کی عظمت پر، کہ اللہ نے سارے اختیارات ان کو دیئے ہیں، اس لئے کہ یہ امین ہیں۔

جابر جعفی امام محمد باقرؑ کا صحابی دو تین روایتیں پھر دو آیتوں پہ آتے ہیں......

پہلے روایتیں سن لیجیے......جن کے بارے میں لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو روایت ہے کیا پتہ صحیح ہے کہ غلط......لیکن پھر بھی روایتیں پہلے سن لیجیے آپ...... جابر حافی کہتا ہے میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا میرا ہاتھ بہت ہی تنگ تھا میں نے مولا سے اپنی پریشاں حالی بیان کی اور مولاؑ نے بھی اپنی تنگ دستی کا اظہار کر دیا اور دو چار درہم دے دیئے پھر وہ خاموشی سے بیٹھ گئے...... اتنے میں ایک اور شخص آ گیا وہاں کمیت ازدی ایک بہت بڑا شاعر......فرزدق کی ٹکر کا......دعبل کی ٹکر کا...... امام کا قصیدہ خواں، وہ آ کر بیٹھا اور اس نے امامؑ کی شان میں، مولاؑ کی شان میں کہا ہوا قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا، مولائے کائنات کی شان بیان کرنا شروع کر دی، شاعر تھا ایک قصیدہ پڑھا، دوسرا پڑھا، تیسرا پڑھا اور امامؑ خوب داد دیتے رہے جب وہ دو تین قصیدے پڑھ چکا تو غلام سے کہا جاؤ ہدیہ لا کر اس کو دے دو کچھ...... وہ زر و جواہر کی تھیلی لے آیا حجرے سے......اور لا کر دے دی......اب خود سوچیں کہ جابر حافی کے دل میں بات رہ گئی نا کہ مولاؑ نے مجھے تو دو چار درہم پہ ٹرخا دیا اور یہ جو آیا اسے اتنا دے دیا اب امامؑ تو امامؑ ہیں نا مسکرا کے دیکھا جابر کو...... جابر آؤ میرے پاس...... اب اُس حجرے میں لے کر گئے جس کے بارے میں شک تھا جابر کو کہ اتنا مال تو اندر ہے مجھے اپنی جیب سے چار درہم دے دیئے...... حجرے میں گئے تو حجرے میں کچھ بھی نہیں ہے، کہا دیکھو جابر کچھ بھی نہیں، ٹھوکر ماری زمین پر جب ٹھوکر ماری تو جابر کہتا ہے کہ اونٹ کی گردن کے برابر میں نے دیکھا کہ زر و جواہر اور سونا زمین پھٹی پڑ رہی ہے اور نکلنے کے لیے بے چین ہو رہا ہے...... امامؑ نے مجھ سے کہا کہ جابر جتنا تم دیکھتے ہو، جتنا علم ہم نے ظاہر کیا ہے، تم لوگوں پر آشکار ہوا، ہم اس سے کہیں زیادہ علم کے حامل ہیں، جو تم سے پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں......اور وجہ بتائی کہا کہ جابر اگر ہم نے اپنے سارے علوم آشکار کر دیئے تو لوگوں کی گمراہی کا احتمال موجود ہے۔

علیؑ نے تھوڑے سے علم کو ظاہر کیا تھا لوگ انہیں خدا بنا بیٹھے۔امامؑ یہ بتا رہا ہے کہ جتنا تم جانتے ہو کچھ بھی نہیں جتنے اعجاز تم نے ہم سے دیکھے، جتنے معجزے تم نے ہم سے دیکھے ہیں یہ کچھ بھی نہیں......اس سے زیادہ پوشیدہ ہے ہمارا علم......لیکن کیوں ظاہر نہیں کرتے۔اللہ نے جو علوم ہمیں دیئے ہیں اگر ہم نے وہ ظاہر کر دیئے تو لوگوں کی گمراہی کا خدشہ موجود ہے۔ جب پانچواں امامؑ یہ کہہ رہا ہے کہ سارے علوم ہم ظاہر نہیں کرتے تم پر اگر سارے علوم ظاہر کریں گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے...... کیا گمراہ ہو جاؤ گے؟ یعنی ہمیں خدا سمجھنے لگو گے...... کیونکہ ہم مظہر کمالاتِ الٰہی ہیں...... جب پروردگار چاہتا ہے کہ اپنی شان کا اظہار کرے ......اپنی قدرت کا اظہار کرے ......تو ہمارے ذریعے سے اس قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔

دوسری روایت سلمان نام کا صحابی چھٹے امام کے ساتھ ہے حج کے موقع پر......

اور اس نے سوال کیا یہ جتنے حج کر رہے ہیں فرزند رسولؐ ان کا مرتبہ کیا ہے؟ ان کا مقام کیا ہے؟ اور فرزند رسولؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ مشرکین کی کبھی بھی مغفرت نہ کرے

گا...... یہ حیران ہو کر کہتا ہے کہ مولاؑ میں سوال کر رہا ہوں حاجیوں کے بارے...... میں یہاں مشرکین کا کیا کام...... کعبے میں مشرک کہاں سے آیا...... ہر آدمی کہہ رہا ہے کہ **اللھمّ لبّیک**...... یہاں کہاں سے مشرک آ گیا...... امامؑ فرما رہے ہیں ہاں میں نے یہ ہی کہا تم سے کہ پروردگار مشرکین کے اعمال کو قبول نہیں کرے گا...... فرزند رسولؐ کون ہے مشرک کہا کہ سنو مشرک کی تعریف...... جس نے بھی میرے جد علیؑ ابن طالب کی ولایت کا انکار کیا وہ مشرک شمار ہوگا...... تو سنو علیؑ علیؑ پکارنا شرک نہیں بلکہ علیؑ سے دوری اختیار کرنا شرک ہے...... یہ ہیں روایات...... اب دیکھئے امامؑ کیا کہہ رہے ہیں۔

کیا امامؑ کسی کو اپنی مرضی سے امام بنا سکتا ہے؟ نہیں...... کیا علی ابن ابی طالب نے اپنی مرضی سے امام حسنؑ کو امام بنایا...... یا امام حسنؑ چاہتے تو اپنے بیٹے کو امام بنا دیتے...... لیکن بھائی کو بنا دیا...... امامؑ اپنی مرضی سے امام بنا سکتا ہے؟ نہیں...... امام کا اختیار ہی نہیں ہے خود امام کہہ رہا ہے کہ تم کیا سمجھ رہے ہو یہ امامت ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم جس کو چاہیں دے دیں...... پہلے روایت سن لیجئے پھر درایت لے کر آئیں گے۔ یہ اللہ کی امانت ہے رسولؐ کے پاس رسولؐ نے اس امانت کو علیؑ تک منتقل کیا، علیؑ نے اس امانت کو حسینؑ تک منتقل کیا اور اسی طرح یہ امانت...... جو اہل ہیں اس امانت کے...... ان تک منتقل ہوتی چلی جائے گی، یعنی میں اپنی مرضی سے امام نہیں بنا سکتا۔ مجھے بتایئے کہ رسولؐ نے اپنی مرضی سے علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تھا؟ مرضی الگ ہوتی ہے، دل چاہنا الگ، محبت کرنا الگ، لیکن رسولؐ یہ ہی تو بتانا چاہ رہا ہے کہ میں غدیر خم میں جو فعل انجام دے رہا ہوں تو وہ حکم خدا ہے...... یہی چھٹا امام بھی بتا رہا ہے کہ یہ ایسا نہیں ہے کہ کسی نے کسی کو امام بنا دیا کسی نے کسی کو خلیفہ بنا دیا، جب کوئی انسان کسی کو امام بناتا ہے...... تو جو بناتا ہے تو وہ اس کا صفایا بھی کر دیتا ہے...... کیونکہ بنایا میں نے تھا

میرے ہی سامنے کھڑا ہو گیا...... یہ بھی حشر ہوا ہے کچھ اماموں کا...... جن کو بڑا امام بنایا انہیں کی کھالیں بھی کھنچوا دیں بعد میں...... دیکھو ہم نے بنایا ہمارے ہی سامنے کھڑا ہو گیا...... جس نے کسی کو حاکم بنایا خلیفہ بنایا حکمران بنایا تو گلا دبا کے ختم بھی کر دیا۔ بنایا بھی تو ہم نے تھا ہٹانے والے بھی ہم بیٹھے ہیں...... تو جو بنائے جاتے ہیں ان کا انجام یہ ہوتا ہے...... جن کو انسان بناتا ہے، جن کو انسان حاکم بناتا ہے، جن کو انسان خلیفہ بناتا ہے انہیں دوسرا انسان ہٹا بھی دیتا ہے۔

حکومت کیا ہے بیٹا بھی آ جائے اُڑا دو، بھائی بھی آ جائے اُڑا دو، دوست بھی آ جائے اُڑا دو، جس کو خود بنایا یہ سوچ کر بنایا تھا کہ جلد ہی ہمارا نمبر آ جائے گا، اور اگر ایسا نہ ہو تو گلہ دبا دو۔ کیونکہ بنایا ہم نے تھا مار بھی ہم سکتے ہیں...... امام نے کہا کہ ہم اپنی مرضی سے اس امانت کو منتقل نہیں کرتے، یہ امانت منتقل کرنا ہماری مرضی نہیں، بلکہ اشارہ ہے غدیر خم میں کہ اللہ کا حکم آیا...... رسولؐ کے پاس...... کہ رسولؐ اب اس ولایت کی امانت کو منتقل کر دیجئے...... رسالت نہیں کہا...... نبوت نہیں کہا...... حتیٰ امام کا لفظ بھی استعمال نہیں کیا...... کیونکہ امام بھی بن جائیں گے لوگ...... ولی بننے کے لیے تو علی کے در پر ہی آنا پڑے گا...... بن جائے گا امام بھی...... لیکن جہاں بھی ولایت کی بات آئے گی جب تک علیؑ کو مولاؑ نہیں مانو گے ولی کا ادنیٰ ترین درجہ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

تو رسالت نے جو ولایت منتقل کی وہ جو امانت منتقل کی علیؑ تک...... اللہ نے جو امانت دی وہ کیسی امانت تھی وہ ایسی حکومت تھی وہ ایسی ولایت تھی کہ ظاہری مسند پر یہ امام ہو یا نہ ہو، قیامت تک اس کی ولایت کا حکم رائج رہے گا...... اس کا حکم منسوخ نہیں ہوگا...... یہ اسی طرح شریعت میں حق تصرف رکھے گا جو حق رسولؐ کو حاصل ہے۔ شریعت میں حق تصرف کیا ہے؟ ابھی میں نے تکوین میں حق تصرف کی بات کہی تھی...... ولایت

تکوینی کیا ہوئی کہ یہ سارے علوم ہمارے (معصومینؑ کے) اختیار میں ہیں مگر ہمیں اللہ مت سمجھنا......ہم امین ہیں......اللہ نے ہمیں امین بنایا ہے......روئے زمین پر وہ خلیفہ نہیں جو تم بناتے رہتے ہو......ہمیں اللہ نے بنایا ہے......میں نے جس شے کو یہ امانت سونپنی چاہی ہر شے نے اس امانت کو اٹھانے سے انکار کیا ہے......میں نے یعنی اللہ نے امانت دی......اور یہ بتا رہے ہیں کہ امانت کی حفاظت کیسے کرنا ہے......امانت کا کس طرح دفاع کرتے ہیں......اختیارات بھی بتائے کہ ولایت تکوینی ہمیں ایسی حاصل ہے کہ ہم انسانوں کے امام نہیں، بلکہ ہم جنوں کے بھی امام ہیں......ملائکہ کے بھی امام ہیں......ملائکہ سے افضل ہیں......اشرف المخلوقات جن لوگوں کو بنایا گیا ان میں بھی افضل ترین قرآن نے کہا کہ تمہارے جیسا بشر......مگر دھوکا مت کھانا خدا کی طرف سے کتاب بھی آئی ہے......نور بھی آیا......میں وہ نورِ اوّل ہوں اللہ کے بعد کہ سب سے پہلے پروردگار نے میرے نور کو خلق کیا......یہ نور ہے جو صلب آدمؑ میں منتقل ہوا......یہ نور ہے جس کو ابراہیمؑ کے صلب مبارک میں رکھا گیا زیارتِ وارثہ میں سب کچھ پڑھتے ہیں آپ۔

یہی تو دلیل ہے کہ یہ زیارتیں بھی عام انسانوں کی بنائی ہوئیں نہیں ہیں، تو یہ وہ نور جو منتقل ہوتا رہا......اللہ نے یہ اختیار دیا، لہٰذا ہم ہر شے کے امام ہیں......کائنات کی ہر شے کے امام ہیں......کیونکہ ہر شے کا احاطہ کیا ہے قرآن نے......ہر شے کا بیان کیا ہے جو شے قرآن میں موجود ہے......ہم ہر اس شے کے امام ہیں۔ لہٰذا سورج پلٹائے تو کیوں شک کرتے ہو کہ پلٹا ہوگا کہ نہیں......چاند کے ٹکڑے ہو جائیں تو کیوں شک کرتے ہو کہ ٹکڑے ہوئے ہوں گے یا نہیں......کیا آیات الٰہی میں نہیں بتایا......پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے کر گئی راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

......اگر رسولؐ کہتے کہ نہیں میں خود ہی چلا گیا تھا تو کون تصدیق کرنے والا تھا مگر امانت کی بات ہوئی کہ نہیں......کس نے رسولؐ کو معراج پر جاتے دیکھا......کس نے آتے دیکھا......کس نے جبرائیل کو دیکھا......اور کس نے اللہ کا حکم سنا......لیکن جانتے ہیں کہ کہنے والا صادق اور امین ہے......اگر یہ کہہ رہا ہے کہ میں معراج سے ہو کر آیا ہوں اور اللہ سے گفتگو کر کے آیا ہوں تو یہ بالکل سچ ہے۔ ایک طرف تو یہ بتا رہا ہے کہ میں چاہتا تو آسمان کے حالات کو یہ کہہ کر بھی بتا سکتا تھا کہ دیکھو یہ میرا اختیار ہے......لیکن جو امانت تھی رسولؐ نے ویسی کی ویسی پہنچا دی......چھپایا نہیں......یہی بتایا آ کر کہ جب لوگوں نے سوال کیا کہ لہجہ کس کا تھا؟ ارے لہجے کی بات پر بہکتے کیوں؟ ہو علیؑ کی فضیلتیں بیان ہو رہی ہیں بہک کیوں رہے ہو؟ بھکومت......یہ علیؑ کا مقام ہے......یہ منصب ہے......رسولؐ کو گوارا ہی نہ تھا کہ کوئی ایسا مقام بھی کہ جہاں علیؑ میرے ساتھ نہ ہو......رسولؐ کے نور سے ہی تو علیؑ کے نور کو خلق کیا تھا......تو پروردگار سے زیادہ کون جانتا ہے اپنے حبیب کی خواہش کو......گفتگو کس لہجے میں کروں......بہکنے کی بات نہیں کسی نہ کسی لہجے میں تو بولنا تھا اللہ کو......موسیٰؑ سے بھی تو گفتگو کی آخر موسیٰ سے بھی تو کسی لہجے میں گفتگو کی......اے میرے حبیب جو دنیا میں تجھے عزیز جو آخرت میں تجھے عزیز ہے، جو تیرا گوشت ہے، جو تیرا خون ہے، جو تیرا نفس ہے، جس کا نور تیرے نور سے جدا نہیں، اُسی کے لہجے میں تجھ سے گفتگو بھی کی جائے گی......تو اس میں بہکنے کی کون سی بات ہے......اس میں بھٹکنے کی کون سی بات ہے......یہ تو مولاؑ کی فضیلت ہے جو رسولؐ خود بیان کر رہا ہے کہ دیکھو علیؑ کے مقام کو فراموش نہ کرنا کہ علیؑ مجھے کتنا عزیز تھا۔

تو یہ سارے اختیارات ایسے......شریعت میں حق تصرف کتنا ہے ان کا؟ حلال کو حرام کر دیں حرام کو حلال کر دیں......کس کو یہ حق حاصل ہے......میں نماز پڑھ رہا

ہوں امام آواز دے دے آجاؤ......نصرت کے لیے......کیا نماز نہیں توڑی جا سکتی......
واجب ہے نا وہ......اور پھر رمضان کا روزہ بھلا کیسے توڑا جا سکتا ہے...... ایسے ایسے
مسلمان تھے جو رسول سے زیادہ اسلام جانتے تھے، فتح مکہ کے لئے مدینہ سے لشکر چلا
......رمضان کا مہینہ ہے...... مسلمان روزے سے ہیں......ایک مقام پر پہنچ کر رسول
نے کہا روزہ افطار کر لو......لیکن مسلمان کہتے ہیں یہ کیسے ہوگا کہ ہم روزہ توڑ لیں......تو
رسولؐ سے زیادہ سمجھ گئے نا دین کو......اس زمانے میں بھی اتنی ترقی کر لی تھی لوگوں نے
کہ رسولؐ سے آگے آگے چلتے تھے۔ جتنا رسول نے کہا اس سے آگے چلا کرتے تھے
......اتنی ترقی کر لی تھی تو آج کہاں تک پہنچے ہوں گے......یہ تو ایک مطلب تھا جو
روزے اور نماز میں رسولؐ سے آگے بڑھ گئے وہ جہاد میں کتنا آگے بڑھے ہوں گے
......وہ زکوٰۃ میں کتنا آگے بڑھے ہوں گے......وہ خمس میں کتنا آگے بڑھے ہوں گے
......وہ تبلیغ میں کتنا آگے بڑھے ہوں گے......جو رسولؐ نے اور اصحاب رسولؐ نے حلیہ
نہیں بنایا تھا وہ آج انہوں نے بنا کے بتا دیا......کہ ایسا ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے تو
بچے دیکھ کر دہشت زدہ ہو جائیں ان کو...... یہ وہ حقائق ہیں کہ مسلمان اسلام سے دور
بھاگ گئے ہیں......دوسروں کا اسلام قبول کرنا تو دور کی بات ہے......اپنا بھی بھاگ گیا
......کہ اس اسلام کو دور سے ہمارا اسلام...... یہ نوبت پہنچا دی انہوں نے۔

کبھی کبھی بڑے شوق میں جاتے تھے کہ پتہ ہے، رسول کے ساتھ جیت کر
آئیں گے......اور شاید میرا خیال تو یہ ہے کہ علیؑ کی موجودگی میں رسول کو جنگ لڑنے
کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی ہوگی...... دونوں حالتوں میں فائدہ ہی ہے، چاہے فتح ہو،
چاہے شکست...... اسی وجہ سے لوگ خندق کے معرکے میں بھی خوش تھے کہ دونوں
حالتوں میں فائدہ......جیت گئے تو بھی......اگر علیؑ ہار گئے تو بھی......اپنا تو فائدہ وہ ہر

چیز میں دیکھ لیا کرتے تھے......علیؑ ہیں جنگ میں پروا نہیں اور پیچھے پشت پناہ پہ پہاڑ
رکھتے تھے......کہ کہاں جانا ہے پہلے سے راستے دیکھ کے رکھتے تھے......تو بس آپ اس
میں پریشان کیوں ہیں بھئی......جس کی جو سنت ہے اسی پر ہی تو چلے گا......آپ کیوں
گھبرا رہے ہیں...... بے فکر رہو ہم تو صدیوں کی لڑائیاں لڑتے ہیں......ہم کھینچتے ہیں
......لعنت کا طوق ایسا گلے میں ڈالتے ہیں کہ نکالے نہیں نکلتا......تمہارے بھی وہ طوق
گلے میں ڈالیں گے کہ صدیوں تک تمہاری آنے والی نسلیں اس لعنت سے پیچھا چھڑانا
چاہیں گی نہیں چھڑا پائیں گی۔ اللہ نے کتنی بڑی نعمت دی ہمیں......غم حسینؑ کی صورت
میں۔

شہدا کا خون کبھی رائیگاں نہیں جاتا......تمہیں اندازہ نہیں کہ یہ شہدا کا خون کیسے
کیسے رنگ دکھا رہا ہے......جو باتیں ہم روایات میں پیش کیا کرتے تھے......جن پر
لوگ شک کیا کرتے تھے کہ نہیں ایسا نہیں ہوا ہوگا...... آج دیکھ لو اتنے نعرے لگانے
والے جہاد کے......شہادت کے......ایسے پہاڑوں اور غاروں میں جا چھپے کہ کہیں سراغ
ہی نہیں ملتا۔

بس عزیزو! یہی فرق ہے......کیونکہ اُدھر کربلا نہ تھی......اگر کربلا ہوتی تو
آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ڈٹے رہتے......مرنا ہے مر جائیں گے......لیکن مردوں کی
طرح مریں گے......کل جب ہمارے جوان قربانیاں دے رہے تھے اور بم باندھ
باندھ کر امریکیوں اور اسرائیلیوں کا مقابلہ کر رہے تھے تو فتوے آ رہے تھے کہ خودکشی
ہے......کیونکہ مال انہیں کا کھا رہے تھے نا......شیطانوں کا......انہیں نے پالا تھا......وہ
جانتے تھے کہ کیسے ان کا سر کچلنا ہے......پال پوس کر بھی تو انہیں نے ہی جوان کیا تھا
......وہ جانتے تھے کہ کب کیسے ان کی گردن مروڑی جائے گی تو سیدھے ہو جائیں

گئے......تو کل جب ہمارے جوان ان شیطانی طاقتوں کے سامنے ڈٹے ہوئے تھے تو تم کہتے تھے کہ حرام ہے......خودکشی ہے......خودضرورت پڑی تو کہتے ہیں کہ یہ شہادت ہے......لیکن اب کون نکلے اس شہادت کے لیے......اگر کل حق کا ساتھ دیا ہوتا تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا......کل جب ایک ہمارا مرد مجاہد چیختا رہا......ایک حسینؑ کا غلام چیختا رہا......کہ یہ شیطانی طاقتیں ہیں......تو ان لوگوں نے شیطانی طاقتوں کا ساتھ دیا......کیونکہ کہنے والا شیعہ تھا......اب رو کیوں رہے ہو؟ اب آج تم شیطان کہہ رہے ہو تو کوئی تمہاری بات سننے والا بھی نہیں ہے......اگر کل حق کا ساتھ دیا ہوتا......کل جو حسینؑ کا غلام صدائے ھل من بلند کر رہا تھا اگر اس کا ساتھ دیا ہوتا تو آج تمہیں یہ ذلت رسوائی نہ اُٹھانی پڑتی......یہ خواری نہ اٹھانی پڑتی......اور تمہاری وجہ سے اسلام کو بھی نقصان اُٹھانا پڑ رہا ہے......مسلمانوں کو بھی رسوائی دیکھنی پڑ رہی ہے......تو خیبر، خندق جیتنے بھی میدان پیش آئے......چلے تو جاتے تھے اس لیے کہ علیؑ ساتھ ہے یہ سامنا کر لیں گے......ہماری جان بچ جائے گی......جنگیں کس نے کیں علیؑ نے بعد میں فائدے اٹھائے دوسرں نے

شریعت میں کتنا عمل دخل......رسول کہہ رہا ہے روزہ کھول لو......کہا کہ روزہ نہیں کھولیں گے......جب دھمکی پہنچی کہ نہیں کھولا تو ایمان سے خارج ہو جاؤ گے......پھر اس کے بعد روزہ کھولا......تو وہ رسولؐ سے زیادہ اللہ کو ماننے لگے۔آج تک ایسا ہی ہے......رسولؐ سے زیادہ اللہ کو مانتے ہیں......یہ نہیں جانتے اختیارات کو......اگر یہ رسول حکم دے دے تو نماز باطل ہو جائے گی......یہ آواز دے دے نماز پڑھنا حرام ہو جائے گا......یہ منع کر دے روزہ رکھنا باطل ہو جائے گا......کیوں؟ اس لئے کہ یہ رسول کا اختیار ہے کہ وہ شریعت میں جہاں بھی مصلحت دیکھے گا تصرف کرے گا اور یہی اختیار ہر

معصوم کو حاصل ہے اسی لئے رسولؐ نے جب دعا دی علیؑ کو......تو کیا دُعا دی تھی......سب کے لیے دعا کرتا تھا رسولؐ......کہ پالنے والے ان کو ہدایت کا راستہ دکھا دے......ان کو حق کے راستے پر ڈال دے......یہی دعا ہوتی تھی نا......اور دعا ہونی بھی یہی چاہیے......اسے ہدایت دے اسے حق کے راستے پر ڈال دے......لیکن جب علیؑ کے لیے دعا کی تو کیا کی......؟ پروردگار حق کو اُدھر اُدھر موڑ دے جدھر جدھر علیؑ مڑتا چلا جائے......یعنی علیؑ جو کرتا چلا جائے گا شریعت بنتی چلی جائے گی

یہ ہے ولایت تشریعی......اتنا احترام قرآن کا......اتنا احترام احکام کا کہ مسلمان حق سمجھنے ہی میں دھوکہ کھا جائیں۔ایک بار رسولؐ کے ساتھ دھوکہ کھایا فتح مکہ کے وقت......رسولؐ سے کہہ بیٹھے کہ روزہ نہیں کھولیں گے......ایک بار صفین میں علیؑ نے کہا کہ اس قرآن کو مت دیکھو......میں قرآن ناطق موجود ہوں......لیکن مسلمانوں کی تلواریں نیام میں چلیں گئیں......چیزوں کا تقدس کب تک ہے؟ کسی بھی چیز کا تقدس کب تک ہے؟ جب تک وہ کسی کے ذاتی مفاد میں استعمال نہ ہو رہی ہو......چیزوں کا تقدس جب تک ہے جب تک انہیں کلمہ حق کی سربلندی کے لیے استعمال کیا جا رہا ہو......وہی چیزیں تقدس کے قابل نہیں رہتیں جب انہیں ذاتی یا گروہی مفادات کے لئے استعمال کیا جا رہا ہو......اس سے بڑی مثالیں تو نہیں لا سکتا نا......صفین سامنے ہے......مسجد نبوی کا منبر سامنے ہے کوئی بھی بیٹھ جائے اس منبر پر......علیؑ کے سوا......کیا کہیں گے آپ اسے......؟ قرآن کا تقدس دنیا کی کسی کتاب سے بھی زیادہ ہے......دنیا کی ہر شے سے زیادہ ہے قرآن کا تقدس......لیکن امیر شام نے اُسے اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہا......سامنے قرآن پیچھے اپنے مفادات......اگر سامنے کوئی چیز رکھی جائے تو یہ دیکھا کرو کہ پیچھے ان کے اپنے مفادات تو نہیں ہیں......ایسا نہ ہو کہ صفین والے

بن جاؤ...... کہ سامنے کوئی چیز ہے تو بس اُسے ہی دیکھے جا رہے ہو...... یہ تو دیکھو کہ کوئی نیزوں پہ قرآن بلند کر کے علیؑ کو کمزور کرنا چاہ رہا ہے...... علیؑ کی حمایت کو کم کرنا چاہ رہا ہے...... قرآن نیزوں پہ بلند کیا گیا مسلمانوں نے تلواریں نیاموں میں رکھ لیں...... مولا کہتے رہ گئے اس کو مت دیکھو میں تمہیں کہہ رہا ہوں میں قرآنِ ناطق ہوں...... کیا مجھ سے زیادہ تم قرآن کو جانتے ہو؟ کیا مجھ سے زیادہ قرآن کا تقدس ہے تمہارے پاس......؟ میں قرآن ہوں...... میرا سینہ قرآن ہے...... مجھے دیکھو اور میری اطاعت کرو...... مگر لوگوں نے نہیں دیکھا...... سوائے چند لوگوں کے...... وہ تو ظاہری چیزوں کو دیکھتے رہے...... کیا نتیجہ نکلا...... نقصان اٹھانا پڑا تا...... آج تک اٹھا رہے ہیں نقصان۔

اگر اس وقت علیؑ کے حکم کے آگے سر جھکا دیا ہوتا تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑ رہا ہوتا عالم اسلام کو...... شریعت میں حق تصرف کتنا...... کہ علیؑ یہ کہہ دے کہ اس قرآن کو مت دیکھو جنگ کرو...... میں کہہ رہا ہوں تم سے...... تو نماز، روزہ، حج کوئی عبادت ہو اگر خدا کا ولی روک دے تو عبادت نہیں رہتی...... کیونکہ اسے حق تصرف ہے شریعت میں...... یہ جیسے چاہے گا وہ شریعت ہو گی...... جس مقام پر یہ نماز سے روک دے نماز باطل ہو جائے گی...... کیوں؟ اس لئے کہ اسی نے بتایا ہے کہ شریعت کیا ہے...... یہ بتائے گا کہ شریعت کسے کہتے ہیں...... میں لایا ہوں شریعت...... میں امین ہوں...... مجھے یہ علم ہے کہ کہاں اس حکم کا فائدہ ہے اور کہاں اس حکم کا نقصان ہے...... کہیں تیروں کے بوچھاڑ میں مصلے کو بچھا کر دکھانا...... اور کہیں رات کی تاریکی میں اس طرح نماز پڑھنی ہے کہ گھر کا کوئی فرد بھی نہ دیکھے...... دونوں مقام الگ الگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے پوشیدہ طور پر اللہ کی عبادت کی اور علی الاعلان بھی...... ظاہری طور پر...... یہ جانتے ہیں کہ کون سا موقع ہے...... کہ جہاں میدان میں نماز ادا کرنا ہے...... اور

کون سا موقع ہے کہ جہاں سب سے چھپ کر...... کیوں اتنا تڑپتا ہے علیؑ...... کیوں اتنا گریہ کرتا ہے یہ علیؑ...... کیا خوف ہے علیؑ کو...... کوئی خوف ہے علیؑ...... کو کوئی لالچ ہے علی کو...... ارے ایک ہی تو ہستی کائنات میں ملی کہ جس نے اللہ کی عبادت کی...... مگر نہ کسی خوف کے سبب اور نہ کسی لالچ کے سبب...... کیوں عزیزو! خوشی کے آنسوؤں کے بارے میں کبھی آپ نے سنا ہے...... کبھی آپ پر بھی کوئی کیفیت ایسی گزری ہو...... ایک وہ وقت آتا ہے کہ انسان کو کوئی نعمت مل جاتی ہے غیر متوقع طور پر...... خوشی سے اس کے آنسو بہنے لگتے ہیں...... شکر ادا کرتا ہے اللہ کا...... بہترین بندہ کون ہے؟ احسان کرنے والوں کے اجر کو اللہ ضائع نہیں کرتا...... بہترین انسان کون ہے کہ اگر کوئی اس کے ساتھ نیکی کرے احسان کرے تو شکریہ ادا کرتا ہے...... جتنا بڑا احسان اتنا ہی بڑا شکریہ۔

اس پیرائے میں دیکھو معصومینؑ کے اجسادِ مطہرہ کو...... اُن کے انوارِ مقدسہ کو...... کہ کیوں جب خدا کی بارگاہ میں جاتے ہیں تو لرزتے ہوئے...... وضو کر رہے ہوتے ہیں تو کاہے کا خوف ہے...... بلکہ یہ شکر گزاری ہے اللہ کی...... جتنا بڑا مقام دیا پروردگار نے اتنا ہی سر جھکتا چلا گیا...... یہاں تک کے علیؑ جیسا عبادت کرنے والا نہ ملا...... کیونکہ اللہ نے جو مقام دیا کائنات میں علیؑ کو...... کسی اور کو دیا......؟ اپنے رسولؐ کے سوا...... اس لیے رسولؐ کی عبادت اتنی کہ اللہ کو کہنا پڑا اے میرے حبیب تھوڑا سا کم...... اتنی عبادت نہ کرو...... کچھ دیر آرام بھی کر لو...... اللہ کہہ رہا ہے اپنے حبیب سے...... کیوں؟ اس آئینے میں دیکھو گے نا پھر تمہیں سمجھ میں آجائے گی بات...... کہ کیوں علیؑ جیسا نہ عبادت کرنے والا نہ میدان کا شہسوار ملا...... جو کچھ رسولؐ کے کمالات تھے علیؑ کے ذریعے سے وہ سب کے سب ظاہر ہو گئے...... اتنے مصائب اٹھانے والا علیؑ...... اللہ کا ایسا شکر گزار بندہ...... مگر علیؑ جانتا ہے کہ مصیبتوں میں بھی میرے پروردگار کا کیسا لطف میرے ساتھ

شامل ہے......کیسا لطف کرم ان مصیبتوں کے عوض...... میرا پروردگار اپنی مرضیاں مجھے سونپے گا......ان مصائب کو برداشت کرنے کے عوض مجھے جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے کا اختیار دے گا......اس لیے علیؑ کا سر اللہ کی بارگاہ میں جھکتا ہی چلا جا رہا ہے......اتنے مصائب، ہر معصوم دوسرے معصوم کی مصیبتوں میں شریک ہے......لیکن عجیب بات ہے کہ رسولؐ نے مولائے کائنات کے بارے میں ایک جملہ کہا ہمیں سمجھانے کے لیے......حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں لیکن ان کا بابا علیؑ ان دونوں سے افضل ہے......اس لئے کہ کہیں واقعہ کربلا تمہیں گمراہ نہ کر دے......اے پروردگار بچپن سے لے کر سر پر ضربت لگنے تک علیؑ نے دفاع کیا......توحید کا بھی......رسالت کا بھی......مگر ایسے مصائب تو علیؑ پر نہیں پڑے جو حسینؑ پر کربلا میں پڑے......کم سے کم مصائب کے باب میں تو حسینؑ سب سے منفرد نظر آئے ہیں......اگر واقعہ کربلا میں یہ قوت نہ ہوتی تو یہ دو مہینے آٹھ دن تک آپ غم نہ مناتے......اور کسی کا بھی غم مناتے ہیں آپ......سوائے اس غم کے......لیکن ایک بات مجھے بتائیں......میں نے ایک روایت دیکھی کربلا کے باب میں کہ جب سید الشہداءؑ، ذوالجناح سے نیچے گرے......ابھی سر قلم نہیں ہوا......ابھی جان باقی ہے......ابھی زخموں سے چور ہے حسینؑ......کہ شمر نے کچھ سپاہیوں کو حکم دیا کہ جاؤ اور خیموں کو لوٹنا شروع کر دو......اس زخمی حالت میں حسینؑ کی نظر پڑ گئی......آواز دی عمر سعد کو......او عمر سعد اگر تیرا کوئی دین نہ رہا......تو عربوں کی حمیت سے تو کام لے...... ابھی میں زندہ ہوں میری زندگی میں میرے خیموں میں نہ جاؤ......جب مجھے قتل کر لینا پھر میرے خیموں کو لوٹنا......اور آپ دیکھیے...... تاریخ کہتی ہے کہ عمر سعد نے روک دیا شمر کو......رک جاؤ پہلے سر قلم کر حسینؑ کا پھر خیموں میں داخل ہونا......حسینؑ کو گوارا نہ ہوا کہ میری زندگی میں کوئی خیموں میں داخل ہو جائے......ثانی

زہراؑ، اُم کلثومؑ، اُم ربابؑ، اُم لیلیٰؑ، رقیہؑ، سکینہؑ یہ سب ہوں گیں خیموں میں......اس لئے گوارا نہ ہوا حسینؑ کو کہ کوئی اس کے گھر میں داخل ہو جاتا......ذرا علیؑ کی کربلا دیکھنا......کہ علیؑ کے گھر میں لوگ گھسے ہیں اور کس طرح سے گھسے ہیں......دروازے کو سیدہ کے جلا دیا جائے......اور صرف جلایا نہ جائے بلکہ وہ دروازہ سیدہؑ پر گرا دیا جائے ایسا گرے کہ محسن بھی شہید ہو دختر رسولؐ کا......پہلو بھی شکستہ ہو جائے......علیؑ کے ہاتھوں میں رسی نہیں......علیؑ زخموں سے چور نہیں......علیؑ گھر میں ہے......علیؑ کی کربلا دیکھی آپ نے......اس لیے رسولؐ نے کہا **ابو هما افضلهما**......اشقیاء گھر میں گھس جائیں اور علیؑ کے گلے میں رسی ڈال کر لے آئیں......اسی لیے علیؑ......علیؑ ہے......کوئی علیؑ تک نہیں پہنچ سکتا۔

خیبر، خندق، بدر و احد کے معرکوں میں علیؑ کو نہ دیکھو......اگر علیؑ کو دیکھنا چاہتے ہو تو رسولؐ کے بعد پیش آنے والے حالات کا تجزیہ کرو پھر تمہیں معلوم ہوگا کہ علیؑ کیوں علیؑ ہے؟

علیؑ کیوں کائنات میں سب سے افضل ہے......صاحب ذوالفقار ہونے کے باوجود دختر رسول کو زخمی کر دیا گیا ہے......علیؑ کو اس طرح کھینچا جائے......علیؑ دکھا رہا ہے کہ جہاں حسینؑ کو صبر کا پروردگار کہنا...... جہاں عباسؑ کو وفا کا پروردگار کہنا......تو یہ سوچ لینا کہ علیؑ کیا ہوگا......صبر کی منزل پر بھی......اور رسولؐ سے عہد وفا نبھانے کی منزل پر بھی...... یہ علیؑ ہی کی تو تربیت ہے جو کربلا میں سامنے آ گئی، علی نے پال کر اپنے بچوں کو کربلا کے حوالے کر دیا......اے میرے بھائی! اے میرے رسولؐ! اللہ کے رسولؐ! خدا کے حبیبؐ جو وعدہ میں نے اپنے بابا ابوطالب سے کیا تھا......وہ وعدہ صرف میں پورا نہیں کروں گا بلکہ میرے بچے بھی اسے پورا کریں گے......میرے بچو!

رسالت کا دفاع کرنا...... اپنے نانا کے دین کا دفاع کرنا...... یہ علیؑ کی تربیت ہے...... علیؑ کے گود کے پالے ہوئے ہیں یہ سب...... عباسؑ ہوں یا حسینؑ...... زینبؑ ہوں یا اُم کلثوم...... علیؑ کی تربیت...... کربلا میں سامنے آگئی اور خدا کا دین، رسول کی رسالت اور انسانیت بچ گئی۔

پانچویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ)

اللہ صاحبانِ ایمان کا ولی ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (البقرہ ۲۵۷)

آج سے بات کو شروع کرنا ہے علمِ معصوم...... جب ہم ولایت معصومین پر بات کریں...... اختیارات پر بات کریں تو علم پر بھی بات ہوگی کہ علم کہاں تک ہے معصوم کا علم...... اس کی سرحدیں کہاں تک ہیں...... یہ سوال ایک شخص نے کیا امام علی رضاؑ سے کہ مولا کیا امام کو ستاروں کی بھی تعداد کا علم ہوتا ہے؟ تو امام نے مسکرا کر یہ جواب دیا کہ یہ بتاؤ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا کسی شخصیت کو یا کچھ ہستیوں کو لوگوں پر اپنی طرف سے حجت قرار دے بلکہ پوری کائنات پر...... اور کچھ چیزیں اُن سے چھپالے اور کچھ چیزیں اُن پر ظاہر کردے...... اگر پروردگار اُن ہستیوں سے جنہیں وہ حجت قرار دے رہا ہے کیسی حجت کہ ہر شے پر اُن کی اطاعت واجب ہے تو پروردگار کائنات کے ایک علم کو بھی

پوشیدہ نہیں رکھ سکتا اگر پروردگار کائنات کی کسی ایک شے کا بھی علم اُن سے پوشیدہ رکھے گا تو پھر وہ شے امام کی اطاعت کے دائرے سے باہر ہو جائے گی چاہیے وہ جمادات ہوں چاہے وہ نباتات ہوں چاہے وہ حیوانات ہوں کوئی بھی شے امام کے علم سے خارج نہیں ہو سکتی...... ورنہ پہاڑ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتے۔ ورنہ ستارے اپنی جگہ اپنے مقام تبدیل نہیں کر سکتے...... ورنہ حیوان اطاعت گزار بن کر معصوم کے قدموں میں نہیں بیٹھ سکتے...... ورنہ یہ شجر ایک اشارے پر اپنی جگہ چھوڑ نہیں سکتے۔

ان میں سے ایک کا بھی علم اگر امامؑ سے پوشیدہ کر دیا گیا تو امامؑ اُس شے کے لیے حجت نہیں رہتا...... کسی ایک شے کے علم کو بھی پوشیدہ کر دیا جائے امامؑ سے اور اگر اس شخص نے اسی شے کے بارے میں سوال کر لیا تو پھر میرے جیسے میں اور امام میں کیا فرق رہ گیا؟ میں بھی جہاں تک جانتا ہوں بتاتا چلا جاؤں گا۔ کیا امامؑ نے یہ کہا کہ مجھے یہ نہیں معلوم کے ستارے کتنے ہیں؟ امامؑ کیوں بنایا معصوم عن الخطا کیوں رکھا معصوم عن الخطا ہونے کی دلیل یہی ہے کہ اگر اس سے بھی خطا کا امکان ہوا تو پھر حجت کیسے رہے گا؟ اب دیکھئے امام کے علم کے کتنے دلائل ہیں...... اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ نے ان کو پیدا ایسا کیا کہ یہ گناہ سے واقف ہی نہیں ان کو معلوم ہی نہیں کہ گناہ کیا ہوتا ہے۔ یعنی یہ مجبور ہیں کہ معصوم ہوں۔ اس کا مفہوم تو یہ نکلا نا کہ جبر کے طور پر یہ معصوم ہیں۔ اللہ نے ان پر جبر کیا ہے۔ کیا جبر کیا ہے؟ کہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ گناہ کیا ہوتا ہے...... گناہ کا علم ہی نہیں دیا گیا ان کو...... یعنی ان میں وہ نفس ہی نہیں دیا گیا کہ یہ گناہ کی طرف جائیں یہ مجبور ہو گئے نا۔ معصوم کہاں ہوئے...... یعنی معصوم ہیں مجبور ہیں جیسے ملائکہ معصوم مجبور...... ملائکہ کیسا معصوم ہے؟ فرشتہ کیسا معصوم ہے؟ فرشتہ ایسا معصوم ہے کہ اس کے پاس شہوت والا نفس ہے ہی نہیں۔ جب ہے ہی نہیں تو معصوم ہے۔ تو پھر

یہ امام بھی ایسا ہی معصوم ہے مجبور معصوم ہے۔ کیونکہ اللہ نے اسے معصوم بنایا تو یہ جبراً معصوم بن گیا۔ جیسے میں نے اللہ کی قدرت کے آپ کو دلائل دیئے تھے۔ کہ دیکھئے جس طرح سے اللہ جانتا ہے۔ باپ جانتا ہے بیٹے کے لیے کہ کون سی چیز اچھی اور کون سی چیز بری ہے' برے فعل پر قادر ہے مگر وہ فعل انجام نہیں دے گا۔ کیونکہ اس سے بچے کا نقصان ہے۔ قدرت حاصل ہے اللہ کو اگر قدرت نہیں برا فعل انجام دینے کے لیے تو اللہ کے سامنے ایک اور قوت کھڑی ہو جائے گی جو برائی کرنے پر قادر ہو گی۔ قادر ہے مگر حکمت جانتا ہے...... تو یاد رکھئے گا معصوم کی قدرت بھی یہی ہے یہ مجبور محض نہیں ہے کہ اللہ نے مجبور بنا دیا اس لیے کوئی غلطی نہیں کر سکتا۔ نہیں معصوم کے پاس ہر شے کا علم ہے اور اسی علم کی بنا پر غلطی نہیں کرتا کیونکہ ہر غلط فعل' ہر خطا کے انجام سے باخبر ہے اس کی علت کا علم ہے معصوم کے پاس...... وہ جانتا ہے کہ اس کی علت کیا ہے اس کا فلسفہ کیا ہے...... اس برائی کے نتائج کیا ہیں...... اُس کا علم وہاں تک ہے کہ ہر فعل کے نتیجے سے بھی واقف ہے...... یعنی کوئی اچھی بری شے ہو نہیں سکتی کہ امام کے پاس اس کا علم نہ ہو...... اگر علم نہ ہوا تو مجبور ہو گیا اور امام مجبور نہیں ہوتا...... کہ اللہ نے اسے ایسے کمالات کے ساتھ خلق کیا ہے کہ یہ ایسے فعل انجام نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اس کے پاس علم ہے۔

دنیا میں انسان علم کی جتنی حدیں طے کرتا ہے اتنا ہی عمل انجام دیتا ہے ظاہری طور پر وہ فعل انجام دے گا کیونکہ اس کے علم کے مطابق اس کے لیے اچھا ہے...... وہ فعل انجام نہیں دے گا جو اس کے علم کے مطابق اس کے لیے برا ہے...... اس قاعدے کو آپ کہیں پر بھی لے جایئے...... معصوم کون ہے جس کے پاس ہر شے کا علم ہے۔ علم کے ساتھ وہ اپنے آپ کو بچا کے رکھتا ہے یعنی اطاعت خداوندی میں اس منزل تک پہنچے......

پروردگار نے انہیں کمال دیا...... کیونکہ اگر ہر شے کی برائی سے واقف نہ ہوتے تو آپ کو کیسے بتاتے اس کے انجام سے...... کیسے آگاہ کرتے اسی فعل کی اچھائی یا برائی سے یہ تشریح ہے آٹھویں امامؑ کے قول کی کہ پروردگار ہمیں حجت بھی بنائے اور ہم سے کچھ چیزوں کو پوشیدہ رکھے اور کچھ چیزوں کو ظاہر کرے۔ تو امامت میں نقص آ جائے گا۔ یہ آپ امام ضامن باندھتے ہیں کیوں باندھتے ہیں بازوؤں پر...... بعض لوگوں کو یہ گمان ہے نا کہ اللہ کے ہاتھ میں ہے...... تو اللہ کے ہاتھ میں تو سب کچھ ہے آئمہ طاہرین بھی شہید ہو گئے کیا ان کو شہید ہونے سے روک سکا کوئی نہیں روک سکا...... لیکن یہ امام ضامن کیا بتاتا ہے؟ یہ پس منظر بتاتا ہے کسی واقعہ کا کہ امام صرف انسان کا امام نہ تھا...... جب ایک حیوان نے التجا کی کہ فرزند رسولؐ میں واپس آ جاؤں گا' مگر اپنے بچے کو دودھ پلا کے...... ضامن آہو بھی لقب ہے آٹھویں امام کا...... ضمانت لی تھی اس ہرنی کی امامؑ نے جس کو شکاری نے پکڑ لیا تھا...... امامؑ نے کہا اسے چھوڑ دو یہ حیوان واپس آئے گا...... فرزند رسول کیسے چھوڑ دوں؟ کہا کہ میں ضامن ہوں اس کا...... کیوں وہ نہیں سمجھ سکا یہ امامؑ ہے ہر شے کا اس ہرنی نے صرف اتنی التجا کی تھی کہ فرزند رسول میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں میرا بچہ بھوکا ہے اس کو چھوڑ کر آئی ہوں...... امامؑ نے کہا میں ضامن ہوں تو یہیں ٹھہر...... میں اس کا ضامن ہوں میں تجھے اس کی قیمت دوں گا اور وہ حیران و پریشان کھڑا ہے اور کچھ دیر بعد اُس نے دیکھا کہ وہ حیوان واپس آ گیا امام کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ ہائے قربان جائیے کہ حیوانوں نے امامؑ سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کر دیا حیوان مقامِ امامت کو پہچانتے تھے...... کہ جب وعدہ کیا ہے تو پورا کرنا ہے فرزند رسولؐ ہے...... نہ سمجھ سکا تو مسلمان نہ سمجھ سکا کہ اجر رسالتؐ کیا ہے۔

ہر چیز کا ایک تاریخی پس منظر ہوتا ہے...... کہانی قصے نہیں ہوتیں ساری چیزیں

کچھ حقائق بھی ہوتے ہیں...... اس لیے امام ضامن کا پس منظر اسی آٹھویں امامؑ سے منسوب کرتے ہیں...... یہ حقیقت کا اعتراف ہے کہ وہ کسی ایک شے کا امام نہیں ہے بلکہ اس کا علم کائنات کی ہر شے پر محیط ہے اگر کسی ایک شے کا علم کم ہوا تو وہ اس کا امام تو نہ ہوا...... قرآن نے تو کہا تھا (ہم نے كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ کا علم امام میں رکھا ہے یا یوں کہیے کہ تمام علم قرآن میں اور قرآن کے علم کو امامؑ کے سینے میں رکھا گیا...... ان دوستونوں پر دار و مدار ہے پورے دین کا...... ان دوستونوں میں جس نے توازن برقرار رکھا پل صراط عبور کر گیا۔

پل صراط کیا ہے؟ یہاں سے چلے وہاں تک جو صحیح سالم پہنچ جائے گا اس کی نجات...... ایک سرے سے دوسرے سرے تک قدم نہ ڈگمگائیں...... تو یہ دوستون ایک طرف قرآن نے سنبھالا' ایک طرف اہل بیتؑ نے سنبھالا۔ اگر یہ دونوں برابر نہ ہوتے تو بتاؤ پل صراط پر توازن کیسے برقرار رکھے گا انسان...... خود پل کا توازن برقرار نہیں رہتا تو انسان اپنا توازن کیسے برقرار رکھے گا۔

تو یہ وہ دوستون...... جس نے صحیح راستہ اختیار کر لیا تو آرام سے پل صراط کو عبور کر کے نکل گیا کہ توازن صحیح تھا توازن برقرار تھا۔ لہٰذا علم معصوم کیا ہے؟ قرآن کا تمام علم ہمارے سینے میں ہے...... اور کیسے کیسے لوگ تھے علیؑ کو قرآن کی طرف دعوت دیتے تھے...... جو نہیں جانتے تھے وہ اپنے جہل کو کیسے چھپائیں...... ایسے اظہار کرتے تھے کہ وہ بہت کچھ جانتے ہیں...... اس طرح ان کے جہل کا اظہار ہوتا ہے...... صفین میں ایک شامی لشکر سے نکلا اور قرآن کی تلاوت کرتا ہوا تاکہ سب دیکھ لیں کہ میں حافظ قرآن ہوں میں تو اپنی عادت سے بعض نہیں آؤں گا...... صرف قرآن ہی کیوں؟ ہر جگہ کچھ ایسے چمپین نہیں ہوتے جو اپنے آپ کو دین کا چمپین ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے ان کی ٹھیکے داری

ہے دین پر...... جیسے ان کو کسی نے سند دی ہے کہ یہ سب کو سٹوفکیٹ دیں گے کہ کون اچھا شیعہ ہے اور کون خراب شیعہ ہے...... ان کو خود نہیں پتہ شیعت کیا ہے......؟ دوسروں کو سٹوفکیٹ دیتے ہیں۔ صحیح عقیدہ یا خراب عقیدہ ہونے کا۔ اپنے جہل کو کیسے چھپائیں اپنی جہالت کو چھپانے کا اچھا راستہ یہ ہے کہ بڑا قابل ظاہر کرنا شروع کر دو...... میں تو بڑا مولائی ہوں...... اس سے زیادہ اب کون کیا پوچھے گا اب آپ کی مرضی جو کرتے پھریے بات ہی ختم ہو گئی...... کچھ نے کہہ دیا کہ یہ عزاداری کے چیمپین ہیں تمہیں کس نے سٹوفکیٹ دے دیا جو تم دوسروں کو سٹوفکیٹ دیتے پھر رہے ہو یہ صحیح ہے یہ غلط ہے...... اس کا پکا عقیدہ کہ اس کا کچا عقیدہ...... تمہیں خود پتہ ہے عقیدہ کسے کہتے ہیں؟ یہ سٹوفکیٹ بانٹنے کا تمہیں کہاں سے حکم ملا ہوا ہے۔

یہ ابھی کی بات تو نہیں ہے...... یہ آج کی کہانی تو نہیں...... کسی نے آج یہاں ایسا کیا...... کسی نے وہاں ایسا کیا...... قرآن پڑھتا ہوا نکلا ایک شامی علیؑ کے سامنے...... سورہ نباء کی تلاوت کرتا نکلا...... عَمَّا يَتَسَاۗءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ○ سوال کرتے ہیں یہ لوگ اس خبر کے بارے میں اس نباء عظیم کے بارے میں کہ جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا...... امام کے لشکر سے ایک ساتھی نکلا باہر کہ مولا میں اس کا جواب دیتا ہوں...... مولا نے کہا رک جا یہ تیرے قابو آنے والا نہیں کیونکہ اس نے لبادا ایسا اوڑھا ہوا ہے کہ لوگ دھوکا کھا رہے ہیں یہی سب سے بڑا چیمپین ہے...... ٹھیکیدار یہی ہے دین کا...... ایسے ایسے حلیے میں سامنے آتا ہے ایسے انداز میں سامنے آتا ہے کہ اچھے بھلے لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں...... حق کچلنے کے لیے یعنی دہشت گردی کرنے کے لیے...... حق کے ساتھ دہشت گردی کے بہت سے انداز ہیں ایک یہ بھی انداز ہے یہ زیادہ خطرناک انداز ہے دینی دہشت گردی کا...... کہ لوگوں کے

عقائد سے کھیلو...... لوگوں کی فکروں سے کھیلو...... بجائے اس کو مارنے کے فکروں کو تباہ کر دو...... برباد کر دو...... ختم ہو جائیں گے آپس میں الجھ جائیں گے۔

تو امامؑ نے کہا کہ تیرے بس میں یہ نہیں آنے کا کیونکہ قرآن پڑھتا ہوا آیا ہے

نا کوئی نام ایسا لے کے آجاتا ہے...... کہ آدمی جواب کیا دے اس کو...... سارے تو اس کے حامی ہو جائیں گے میرا حامی کون ہوگا...... تو اس نے کیا کہا آیت الٰہی کی تلاوت کرتا ہوا چلا۔ مولا نے کہا ٹھہر جا اس سے میں نمٹوں گا...... فرمایا کہ کس آیت کی تو تلاوت کر رہا تھا عَمَّا يَتَسَاۗءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ یہ تم سے نباءِ عظیم کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ یہ آپس میں جھگڑا کرتے ہیں، ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں کہ وہ عظیم خبر کیا ہے الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ کہ جس میں اختلاف پڑ جائے آپس میں...... وہ عظیم خبر کون سی ہے؟ جن میں آپس میں اختلاف پڑ جائے...... امام نے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ وہ عظیم خبر کون سی ہے؟ چپ ہو گیا جو آیت پڑھتا ہوا آیا تھا...... علیؑ نے پوچھا اس سے کہ جانتا ہے کہ وہ نباءِ عظیم کیا ہے؟ عظیم خبر نماز کی خبر ہے...... روزے کی خبر ہے...... خمس کی خبر ہے...... کسی تفسیر میں یہ نہیں لکھا...... لیکن یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے کس چیز کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ نباءِ عظیم کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ عظیم خبر کون سی ہے کہ جس میں ان میں اختلاف پڑ گیا...... چپ ہو گیا...... قیامت کون سی ہے...... قیامت کے لیے تو کھل کر بات کی ہے قرآن نے...... کتنی جگہ...... کافر اس دن کہے گا اے کاش میں تراب ہو جاتا میں مٹی ہو جاتا...... بتا جانتا ہے وہ نباءِ عظیم کیا ہے؟ جس میں تم نے اختلاف کیا ہے۔ کس چیز میں اختلاف کیا ہے لوگوں نے...... نماز میں کیا' روزے میں کیا' حج میں کیا' زکوۃ میں کیا' جہاد میں کیا...... اُس وقت تک ان میں سے کسی ایک حکم پر بھی اختلاف نہیں ہوا تھا۔ جب خاموش ہوا تو علیؑ نے کہا...... سن

خدا کی قسم وہ نباءِ عظیم جس میں تم لوگ اختلاف میں پڑ گئے میری ذات ہے......تم لوگوں نے رسولؐ پر جھگڑا نہیں کیا......نماز پہ جھگڑا نہیں کیا......وہ نباءِ عظیم میں ہوں...... میں ہی وہ عظیم خبر ہوں......جس کو معیار قرار دیا تھا رسولؐ نے ایمان اور کفر کا......وہ نباءِ عظیم میں ہوں جس میں تم نے اختلاف کیا......تم جانتے تھے......رسولؐ نے وہ عظیم خبر تم تک پہنچا دی تھی......اس لیے عظیم خبر تھی کہ اگر عظیم خبر نہ ہوتی تو رسولؐ کی رسالت داؤ پہ نہ لگ جاتی......لوگوں نے اتنے ظلم کیے علیؑ پر......اتنی فضیلتیں چھپائیں علیؑ کی......کسی نے دشمنی میں چھپائیں کسی نے محبت میں چھپائیں اور کوئی صرف اس لیے چھپاتا رہا کہ اگر سارے فضائل علیؑ کے سامنے آگئے تو لوگ گمراہ نہ ہو جائیں......خود علیؑ نے یہ نہیں چاہا کہ لوگ اس کے نام سے گمراہ ہو جائیں......خود قرآن نے اس انداز میں رسولؐ سے کہا کہ اے رسولؐ اگر یہ خبر نہ پہنچائی تو کارِ رسالت انجام نہ دیا تو نباءِ عظیم کون علیؑ کہتا ہے وہ نباءِ العظیم میں ہوں جس پر تم نے اختلاف کیا......اور اللہ کے رسولؐ نے غدیر خم میں یہ خبر تمہیں پہنچا دی تھی......اب ہے آخری آیت اس سورہ نباء کی آخری آیت کہہ رہی ہے کہ جب وہ دن آئے گا......جب یہ کافر اپنے انجام کو دیکھے گے تو اس وقت کیا کہے گا يَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ۝ اے کاش میں تراب بن جاتا......اور کچھ لوگوں نے اپنی زندگی میں یہ کہا تھا اے کاش میں حیوان بن جاتا یہ نہ ہوتا جواب ہوں......ہم یہ بات کہہ دیں تو کتنا برا لگتا ہے لوگوں کو......یہ تراب کا لفظ کیوں استعمال کیا؟ لوگوں نے حیوان کہا تھا کچھ اور کہہ دیتے......کاش میں مٹی ہو جاتا......آیت نے حیوان کیوں نہیں کیا تراب کا لفظ کیوں استعمال کیا ایک تفسیر اس کی یہ بھی بیان کی گئی يَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ۝ کیونکہ وہ دیکھے گا کہ ہر شے جو ترابؑ سے خلق کی گئی اس پر اختیار کس کا ہے ابو تراب کا......کاش میں تراب ہوتا تو آج ابو تراب میری بھی شفاعت کر

دیتا......حیوانات کا حساب نہیں ہوگا......انسان خلق کیا گیا ہے تراب سے......تو جب ابو تراب کے اختیارات دیکھے گا تو کہے گا کاش میں بھی تراب ہوتا......کاش میں بھی مٹی ہوتا کہ آج ابو ترابؑ کا دستِ شفاعت میرے بھی کام آجاتا فرما رہے ہیں علیؑ! میری ذات ہے جو اختلاف کا باعث بنی ہے اس ذات کو ہٹا دیجئے اختلافات ختم......وہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ہٹا دو بیچ سے تو کیا ہٹا دیا جائے؟ سوال کرتے ہیں وہ بناءِ عظیم کون؟ وہ عظیم خبر میں ہوں ایک اور شخص سوال کرتا ہے علیؑ ابن ابو طالب سے کہ مولاؑ کیا آپ نے اللہ کو دیکھا ہے؟ کیا ہوا تھا موسیٰ کے ساتھ؟ موسیٰ نے نہیں کہا تھا کہ دیکھنا چاہتا ہوں......لوگ پہنچ گئے تھے قوم کے......قابل حضرات پہنچ گئے تھے......اچھا باتیں کرتے ہو......ہمیں دکھاؤ ہم تو اللہ کو دیکھیں گے......ارے بھئی وہ نہیں نظر آتا نہیں ہمیں دیکھنا ہے جب تک دیکھیں گے نہیں مانیں گے نہیں اللہ کو......نہ دیکھنا ابدی ہے......نہ کوئی دنیا میں دیکھ سکتا ہے اور نہ آخرت میں کبھی بھی نہیں۔

علیؑ سے سوال کرنے والا اتنا معمولی شخص بھی نہیں......علیؑ کا جملہ بھی سنا......قرآن کی آیت بھی جانتا ہے......ایک طرف علیؑ نے کہا کہ سارے پردے ہٹا دیئے جائیں یقین میں کوئی اضافہ ہونے والا نہیں......آیت کہتی ہے کہ کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا......طور پر بجلی چمکی مر گئے سارے......موسیٰؑ ہوش و حواس کھو بیٹھے......جھلک دیکھائی تھی تھوڑی سی......یہی ہوا نہ موسیٰ ہوش و حواس کھو بیٹھے نہ دیکھ پائے بے ہوش ہو گئے......ہوش میں آئے کہا پروردگار ان کو زندہ کر دے......قوم کیا کرتی تھی جنابِ موسیٰؑ کے ساتھ......تو آج ایک آپ کی بات نہیں کرتا......بہتر فرقوں کا مزاج دیکھ لیجئے......آپ کو یقین آجائے گا کہ سب سے زیادہ قرآن میں ذکر بنی اسرائیل کا کیوں کیا ہے......جیسا مزاج تھا اللہ بھی ویسے ہی ان کے مسئلے حل کرنا چاہتا تھا......پھر بھی حل نہیں

ہوتے تھے...... امیر المومنین آپ نے اللہ کو دیکھا ہے مولائے کائنات جواب کیا دیتے ہیں...... کہ تو کیا سمجھتا ہے میں ان دیکھے خدا کی عبادت کرتا ہوں...... یہ جملہ ہے مولائے کائنات کا...... میں نے خدا کی عبادت دیکھ کر کی ہے...... اور سن تو عبادت کی بات کرتا ہے میں نے کوئی شے ایسی نہیں دیکھی کہ جس سے قبل اللہ کو نہ دیکھا ہو...... جس کے ساتھ اللہ کو نہ دیکھا ہو...... اور جس کے بعد اللہ کو نہ دیکھا...... یہ علیؑ کے جملے ہیں...... ایک اور حوالہ دوں آپ کو نہج البلاغہ کا 179 واں خطبہ۔ جس میں مولاؑ یہ بات کر رہے ہیں...... تو کیا سمجھتا ہے...... میں نے کوئی شے ایسی نہیں دیکھی کہ جس سے قبل...... جس کے بعد...... جس کے ساتھ اللہ کو نہ دیکھا ہو...... وہ حیران ہو گیا...... یعنی آپ نے اللہ کو دیکھا...... کیسے دیکھا...... کیسا پایا؟ پھر علیؑ نے اس کے شک کو دور کیا......! سن...... یہ دو آنکھیں ہیں سر کی ان سے نہیں دیکھا جاتا اللہ...... کہیں تم یہ سمجھنے لگو کہ جس کے سر پر دو آنکھیں ہیں وہ اللہ کو دیکھ لے گا...... اگر ان سر کی دو آنکھوں سے دیکھا جاتا تو بنی اسرائیل کے وہ ستر (۷۰) علماء دیکھ لیتے اللہ کو...... یہ جو سر پہ تیرے دو آنکھیں ہیں ان دو آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا اللہ...... جب دیدار کرانا چاہتا ہے تا کسی کو...... تو اس کے دل کی آنکھوں کو روشن کر دیتا ہے...... میں نے اپنے دل کی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا ہے...... یہ نور ہے جو دل میں اُتارا جاتا ہے...... علم زبان پہ نہیں ہوتا علم دماغ میں نہیں ہوتا...... دماغ میں جو علم ہوتا ہے وہ بہکانے کا باعث بھی بن جاتا ہے...... کیونکہ خالی دماغ کام کر رہا ہوتا ہے...... کبھی کبھی دماغ چل بھی جاتا ہے...... تو علم جب یہاں تک رہتا ہے دماغ تک...... تو اکثر تو دماغ چل بھی پڑتا ہے تو جب چل پڑتا ہے تو پتہ نہیں کیا کیا اول فول لکھنا بھی شروع کر دیتا ہے...... بکنا بھی شروع کر دیتا ہے یہ تو ایک مرحلہ ہے عقل ایک مرحلہ ہے دماغ ایک مرحلہ ہے...... اسی لیے آخری مرحلہ اور منزل کیا ہے؟

جب علیؑ نے بات کی‘ جب رسولؐ نے بات کی‘ جب قرآن نے بات کی‘ اپنے سمجھنے کے لیے...... معرفت کے لیے تو کہا کہ بصیرت دی اور کیا دیا دل دیا...... اللہ کہہ رہا ہے کہ معرفت کے لیے بصارت دی اور دل دیا۔ مہر بھی لگائی تو عقل پر نہیں لگائی دل پر لگائی...... کیوں؟ اگر عقلوں پر مہر لگاتا تو تکلیفِ شرعی ختم ہو گئی تھی...... پاگل ہو جاتے لوگ...... کیوں؟ جب پاگل ہے تو کوئی گناہ ہی نہیں ہے۔

تو دیکھا آپ نے یہ اللہ کے کلام کے اعجاز ہے کہاں کہاں۔ قرآن کے معجزے ظاہر ہوتے ہیں...... کہ عقلوں پہ مہریں نہیں لگائیں۔ عقل پہ مہر لگ جائے تو دیوانہ کہلائے گا۔ اور دیوانے کی بات کہاں کی جائے؟ ہاں ایک شعبہ بھی ایسا ہے کہ دیوانہ بھی ہو جائے تو پہچان کر بات کرتا ہے...... بہلول کی طرح جانتا ہے کہ کسے اچھا کہنا ہے اور کسے برا کہنا ہے...... لیکن قرآن نے کہا کہ عقل پہ مہر نہیں لگائی ہے ہم نے...... عقلیں ان کی چلیں گی...... دماغ ان کا خوب تیز کام کرے گا...... فتنوں میں کہ کیسے فتنہ کھڑا کیا جائے...... ہر جگہ ایسے عناصر موجود ہیں...... کہیں بھی چلے جایئے قرآن نے کہا! قلب سمجھنے کا ذریعہ بھی ہے قلب مہر لگانے کی جگہ بھی...... اگر کوئی سمجھے گا تو دل سے سمجھے گا...... اور کوئی نہیں سمجھے گا تو دل کی وجہ سے نہیں سمجھے گا۔

علیؑ نے بھی یہی کہا...... اس سر کی بات نہ کرنا کہ قرآن حلق سے اوپر کیوں نہیں گیا...... علیؑ نے بھی تو یہی بات کی کہ قرآن دلوں کی بہار ہے یہی کہا کہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترا ہے۔ یعنی دل میں نہیں اترا ہے اور جب دل کی کھڑکی کو بند رکھا عشقِ رسولؐ اور عشقِ اہل بیتؑ سے ناواقف رہا...... یہ ان ہستیوں کو بھی منطق اور فلسفی مسائل میں ڈھونڈنے لگا...... کہ عقل تو یہ کہتی ہے اور عقل تو وہ کہتی ہے...... اللہ نے کہا ہے کہ عقل استعمال کرو...... رسولؐ نے کہا ہے کہ عقل استعمال کرو...... دین کہتا ہے کہ

غور وفکر کرو...... لیکن دیکھو! خبردار منزل یہ نہیں ہے یہ وسیلہ ہے...... منزل ہے دل...... قرآن نے بھی مرکز دل کو بتایا...... اہلبیت نے بھی مرکز دل کو بتایا...... اللہ کی معرفت کا مرکز بھی دل...... اور مہر جس کے دلوں پر لگا دی جائے ان کی عقل کام کرتی رہے گی...... سمجھے گا نہیں مسائل کیا ہیں...... دل کو مرکز قرار دیا ہے۔ مولائے کائنات کیا فرما رہے ہیں ان آنکھوں سے نہیں...... پروردگار دل کی آنکھیں جب کھولتا ہے تو انسان اللہ کا دیدار کرتا ہے...... ہر شے میں اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے؟ عرفان کی وادیوں میں چلا جاتا ہے...... پھر اس منزل پر پہنچ جاتا ہے کہ! پروردگار تو کیا چاہتا ہے؟ اور پروردگار یہ پوچھتا ہے کہ تو کیا چاہتا ہے؟ علم کسے کہتے ہیں اور عشق ومحبت کسے کہتے ہیں؟ دو الگ الگ چیزیں ہیں...... بڑے مشکل راستے ہیں...... علم عشق اہلبیت ہے...... محبت کسے کہتے ہیں محبت حصولِ طلب کا نام ہے جس چیز کو میں چاہتا ہوں محبت کرتا ہوں...... میں چاہتا ہوں مجھے مل جائے...... ملے یا نہ ملے چاہتا میں یہی ہوں...... مجھے مل جائے اور اگر میرے پاس ہے تو مجھ سے جدا نہ ہو...... یہ ہے محبت جو چیز میں چاہتا ہوں مجھے مل جائے...... ملے یا نہ ملے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ مجھے مل جائے...... کسی کو ملی کسی کو نہیں ملی...... اگر وہ چیز میرے پاس ہے تو ہے تو مجھ سے الگ نہ ہو...... یہ محبت کی انتہا ہے۔ اور عشق کیا ہے؟ عشق کی منزل یہ ہے کہ...... عشق ان ساری محبتوں کو قربان کر دینے کا نام ہے جس جس شے سے محبت کرتے ہو جب تک اللہ کی راہ میں قربان نہ کر دو اس منزل کو حاصل نہیں کر سکتے...... جس جس شے سے محبت کرتے ہو۔ قرآن گواہی دیتا ہے اتنا آسان سمجھتے ہو اللہ کے عشق کو حاصل کر لینا...... نہیں کبھی بھی تم پہنچ نہیں سکتے اس مرتبے پر...... جب تک جس جس شے سے محبت کرتے ہو جب تک ان چیزوں کو قربان نہ کرو اللہ کی راہ میں...... ایک ہے علم اور ایک ہے عشق...... بڑا مشکل ہے ان دونوں کا

جمع ہونا اکثر یہی مشاہدہ ہے کہ جہاں عشق ہوگا وہاں علم نہیں ہوگا...... لہٰذا یہ عشق گمراہی کا باعث بھی بن جاتا ہے...... اور جہاں علم ہوتا ہے وہاں دوسری مصیبت یعنی وہاں عشق نہیں...... وہاں وہ بے تابی نہیں...... وہاں وہ تڑپ نہیں...... لیکن ناممکن نہیں ہوتا ان دونوں چیزوں کا جمع ہونا...... اور جب یہ دونوں جمع ہو جائیں یعنی علم بھی جمع ہو جائے اور عشق بھی جمع ہو جائے تو جانتے ہو کیسے کردار وجود میں آتے ہیں؟ جب یہ علم اور عشق جمع ہو جائیں تو خمینی جیسے کردار وجود میں آتے ہیں...... علم بھی اور عشق اہل بیت بھی۔

جو اپنے وصیت نامے میں لکھ جائے کہ میرا فخر ہے کہ میں علیؑ کے غلاموں میں سے ایک شمار کیا جاؤں۔ ہمارا فخر ہے کہ نہج البلاغہ ہماری میراث ہے...... علم اور عشق کیسے جمع ہوتا ہے' علم اور عشق جمع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ انسان اپنی خانقاہوں سے باہر نکلتا ہے...... یہ تو عام سے افراد ہیں خمینی تو اہل بیت کا ادنیٰ سا غلام ہے...... علم اور عشق جہاں انتہا پر ہے یعنی جہاں اللہ کی طرف سے علی الاطلاق ملا ہوا ہے...... ان ہستیوں کو...... مجھے یہ بتاؤ کہ وہ انسانیت سے غافل رہے...... مولائے کائنات انسانوں کے درد سے غافل رہے...... کوئی امامؑ انسانیت کے درد سے غافل رہا...... مسائل سے غافل رہا...... لوگوں کے...... نہیں...... کیوں؟ وہ معراج ہے وہ تو علم اور عشق کا سرچشمہ ہیں وہاں سے تو یہ چیزیں نکل رہیں...... اور جس نے بھی اس سرچشمے سے دو چار چلو بھی اپنے آپ کو میراب کر لیا تو وہ بحرالعلوم بن گیا۔

وہ جو دریا بہہ رہا ہے علم وعشق کا یعنی کربلا! دونوں چیزیں کربلا میں جمع ہوئیں یا نہیں...... تو دلیل کیا تھی؟ جس فرد کا جس بت شکن کا میں نے نام لیا ہے وہاں دونوں چیزیں جمع ہوئیں انسانوں کی خاطر مظلوموں کے خاطر خانقاہوں میں نہیں بیٹھا...... عشق

علیؑ کے سرچشمے سے کچھ چلو اس کو نصیب ہو گئے تھے...... وہ چند چلو سے جو میراب ہوا...... وہ تھوڑے سے گھونٹ جو عشق علیؑ کے پیئے تو پھر خانقاہوں سے نکل کر مظلوموں کی مدد کے لیے میدان میں نکلا...... ظالموں سے ٹکرایا...... کربلا کے مفہوم کو کچھ لوگ چاہتے تھے کہ دھندلا جائیں...... کوشش کر رہے تھے کہ مفہوم بدلیں...... کیسے ہوسکتا تھا کہ حسینؑ کربلا بنائے اور دنیا اس راستے کو دھندلا دے...... کیسے ہوسکتا تھا کہ ثانی زہراؑ کربلا کو معانی اور مفاہیم پہنائے اور یہ دنیا میں تحریف کر دے...... تو بس اس غلام نے حق غلامی ادا کیا...... کربلا کا مفہوم ظالموں سے ٹکرا جانا ہے...... ظالموں کے مقابلے میں بیٹھ جانا نہیں ہے...... کربلا میں معرفت کا سرچشمہ بہہ رہا ہے حسینؑ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر دنیا میں میرا کوئی بھی ملجاء و ماوٰی نہ ہوتا...... یعنی یہ جو تم بہتر (۷۲) دیکھ رہے ہو اگر یہ بہتر (۷۲) بھی نہ ہوتے تو خدا کی قسم میں یزید کے خلاف قیام کرتا...... میں اکیلا لڑتا......

اگر یہ کربلا نہ ہوتی...... یہ لہجے ختم ہو چکے ہوتے...... یہ صدائیں بند ہو چکی ہوتیں تو کوئی ظلم کو للکارنے والا لہجہ تمہارے کانوں سے نہیں ٹکراتا...... تمہارے کان ان آوازوں سے نامانوس ہو چکے ہوتے...... کربلا کا اعجاز ہے...... اپنا اعجاز...... کہ صدیوں سے دنیا چاہ رہی ہے کہ کربلائیوں کو راستے سے ہٹا دو...... ان کو دوسرے ہی راستے پر ڈال دو...... کیسے ہوسکتا ہے کہ ثانی زہراؑ ایک پیغام دے کر جائیں اور قیامت تک اس پیغام کی بازگشت نہ ہو...... یزیدیت کو للکارے بازاروں میں...... اور وہ للکار قیامت تک سنائی نہ دے...... شکر ادا کرو خدا کا...... اگر چند صدائیں باقی ہیں۔ اگر چند آوازیں باقی ہیں...... ڈرو اُس وقت سے جب کوئی صدا بھی باقی نہ رہی...... کوئی تمہارے کانوں میں کربلا کا پیغام پہنچانے والا نہ ہو...... کوئی تمہیں کربلا کا لہجہ سنانے والا نہ ہو...... وہ بدترین

وقت ہو گا آج نہیں ہے وہ بدترین وقت ہو گا...... شکر ادا کرو کہ کربلا باقی ہے اور باقی رہے گی......

کربلا میں علی اصغرؑ نے جو للکار بلند کی ہے...... کربلا میں علی اکبرؑ نے جو رجز پڑھی ہے...... کربلا میں جو عباسؑ نے معرکہ انجام دیا ہے کربلا میں کیسے حسینؑ پھول مرجھا گئے...... حسینؑ کیسے کیسے ماہ رخوں کو لے کر آیا تھا کربلا میں...... کسی کو اپنے بیٹوں سے ایسی محبت ہو گی؟ جو حسینؑ کو اپنے بچوں سے ہے...... علی اکبرؑ سے کم عزیز تو نہیں قاسمؑ حسینؑ کو...... پنجتن میں سے ہر ہستی نے ایک خاص قربانی دی ہے کربلا میں...... رسولؐ نے علی اکبرؑ کی صورت میں...... علیؑ نے عباسؑ کی صورت میں...... فاطمہ زہراؑ نے ثانی زہراؑ کی صورت میں...... حسنؑ نے قاسمؑ کی صورت میں...... کیا عمر ہے قاسمؑ کی؟ اپنے بابا کی شہادت کے وقت...... دو تین سال سے زیادہ تو نہیں ہے قاسمؑ پچاس ہجری میں...... لہٰذا قاسمؑ سے کچھ نہیں کہا حسنؑ نے بلکہ جناب اُمِ فروا کو بلایا...... کہ اُم فروا میرے بھائی حسینؑ پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ کربلا میں گھر جائے گا دشمنوں کے نرغوں میں...... اس وقت میں موجود نہیں ہوں گا...... میری طرف سے میری نشانی قاسمؑ کو بھیجنا...... اور دیکھو اگر میرا بھائی اجازت نہ دے تو یہ میرا وصیت نامہ (جس کے لیے کہا گیا ہے کہ تعویز کی صورت میں قاسمؑ کے بازو پر باندھ دیا گیا تھا) یہ میری تحریر میرے بھائی کو دے دینا اجازت مل جائے گی...... دن گن گن کر گزارتی رہی قاسمؑ کی ماں کہ کب میرا قاسم جوان ہو کب خاک و خون میں غلطاں کر دیا جائے...... منتوں مرادوں سے پال کر جوان کیا تھا۔

ان ماؤں پر ہمارا سلام...... شب عاشور ایسا لگ رہا ہے جیسے ہر ماں کی مراد پوری ہو رہی ہو...... قاسمؑ کو بلایا ہے کہ قاسمؑ دیکھ تیرے بابا ہوتے تو اپنی ذمہ داری پوری کرتے...... وہ نہیں ہیں صبح مجھے شرمندہ نہ کرنا...... مجھ بیوہ کی لاج رکھ لینا...... قاسمؑ سب

سے پہلے تم جانا اور اپنے چچا پر قربان ہو جانا...... اور قاسمؑ کہتا ہے کہ مادرِ گرامی صبح ہونے دیجئے پھر دیکھئے گا۔ میں بھی چچا عباسؑ کا شاگرد ہوں...... دیکھئے گا کہ کیسی جنگ کرتا ہوں...... شاید یہ بھی کہا ہو قاسمؑ نے اے مادرِ گرامی وہ لوگ جو میرے بابا پر جنگ سے بچنے کا الزام لگاتے ہیں جب صبح سیری جنگ دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ میں کس حسنؑ کا بیٹا ہوں...... اپنے خیال میں قاسمؑ کو چچا کا دفاع بھی کرنا ہے اور بابا پر لگا ہوا الزام بھی دھونا ہے...... اور شب عاشور جب حسینؑ نے بلایا ہے سارے انصار کو مقام شہادت دیکھانا ہے ہر ایک کو مقامِ شہادت دکھاتا ہے حسینؑ......اور یہ بچہ بار بار پنجوں کے بل کھڑا ہو کر سامنے آجاتا ہے...... سب کے پیچھے کہ اب چچا مجھے دیکھیں اب میرا مقام بتائیں۔

کربلا کوئی عام جنگ کا میدان تو نہیں...... بچہ چھوٹا ہے پنجوں کے بل کھڑا ہو جاتا ہے کہ کب چچا مجھے دیکھیں...... اور جب بہت دیر گذر گئی تو سامنے آتا ہے بچہ چچا کیا میرا نام نہیں ہے؟ حسینؑ نے اپنے بھائی کی نشانی کو دیکھا کہا بیٹا قاسمؑ موت کو کیسا سمجھتے ہو...... قاسمؑ نے جواب دیا چچا جان شہد سے بھی زیادہ شیریں۔ ذائقہ بتا رہا ہے قاسمؑ موت کا...... کہ موت کا ذائقہ کیسا ہے؟ میرے نزدیک شہد سے زیادہ شیریں تھا...... سینے سے لگایا حسینؑ نے قاسمؑ کو...... حسینؑ نے کہا تیرا ابھی نہیں اصغر کا بھی نام ہے...... گھبرا گیا قاسمؑ...... گھبرا کر کہتا ہے چچا جان کیا یہ اشقیاء خیموں میں داخل ہو جائیں گے...... بچہ ہے نا ڈر گیا اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ رسول زادیوں کے خیموں میں کوئی داخل ہو جائے...... حسینؑ نے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا نہیں بیٹا خیمے میں داخل نہیں ہوں گے میں علی اصغرؑ کو پانی پلانے کے بہانے لے کر آؤں گا اور یہ تیر ستم کا نشانہ بن جائے گا...... تسلی ہو گئی قاسمؑ کی کہ نہیں اشقیاء خیموں میں نہیں داخل ہوں گے

حسینؑ نے قاسمؑ کو بتایا نہیں...... قاسمؑ کو نہیں معلوم کہ عصر عاشور کیا ہونے والا ہے...... قاسمؑ کو کیا معلوم کہ صرف خیموں میں داخل ہی نہیں ہوں گے بلکہ سروں سے چادریں بھی کھینچی جائیں گی...... خیموں کو آگ بھی لگائیں گے...... مال و اسباب بھی لوٹیں گے اور بے پردہ...... سر برہنہ...... رسن بستہ...... آلِ رسولؐ کو بازاروں میں بھی پھرائیں گے۔

اطمینان ہو گیا قاسمؑ کو کہ اصغرؑ کو تیر میدانِ جنگ میں لگے گا۔ صبح عاشورہ ہوئی۔ قاسمؑ کیسے چلا جائے میدان میں انصارِ حسینی موجود ہوں اور حسینؑ کا لاڈلا قتل ہونے چلا جائے۔ جب یہ سب چلے گئے تو اب باری آئی اولادِ حسنؑ کی تو اس میں بھی بڑے بھائیوں کی موجودگی میں چھوٹا قاسمؑ کیسے چلا جائے۔ بس ماں نے بلایا قاسمؑ کو بیٹا قاسمؑ کیا چاہتا ہے میں شرمندہ ہو جاؤں...... قاسمؑ اب تک زندہ ہے میں تیری لاش کا انتظار کر رہی ہوں، دست بستہ قاسمؑ نے کہا مادرِ گرامی جب جاتا ہوں چچا جان مجھے واپس بھیج دیتے ہیں...... اجازت نہیں دیتے کہتے ہیں کہ تم میرے بھائی کی نشانی ہو میں تمہیں کیسے میدان میں جانے کی اجازت دے دوں۔ کہا نہیں میرے لال تجھے اجازت ضرور ملے گی۔ اطمینان رکھ بازو پر بندھی ہوئی تحریر کھولی اور کہا بیٹا جا اور اپنے چچا کو دے، تجھے اجازت ملے گی۔ خوش ہو گیا قاسمؑ بابا کی تحریر کو لئے دوڑا دوڑا چچا کے خیمے میں گیا...... کہا چچا جان میرے بابا کا خط آپ کے نام حسینؑ نے بھائی کی تحریر کو دیکھا بوسے دیئے آنکھوں سے لگایا۔ اب جو تحریر کو پڑھا تو کیا لکھا ہوا تھا؟ یہی تو لکھا تھا اے میرے بھائی میرے بچے کو مت روکنا اسے جنگ کرنے دینا۔ مجھ پر لگا ہوا الزام یہی میرا بچہ دھوئے گا۔ سینے سے لگا کر دیر تک حسینؑ روتا رہا قاسمؑ......کو اپنے ہاتھ سے سجایا اتنا کم سن ہے قاسمؑ کربلا میں جو لڑ کر شہید ہوئے ہیں اُن لڑنے والوں میں سب سے کم سن قاسمؑ ہے اتنا کم سن تھا کہ حسینؑ نے گود میں اٹھا کر جب قاسمؑ کو سوار کیا تو دونوں پیر رکابوں میں نکلتے

نہیں تھے۔ کبھی ایک طرف جھکتا تھا قاسمؑ کبھی دوسری طرف جھکتا تھا۔ اس لیے میں نے
کہا کہ قاسمؑ کو سجایا حسینؑ نے اپنے بھائی کی شبیہ بنایا۔ بھائی کا عمامہ، بھائی کی عبا، بھائی کا
پٹکا، بھائی کی شبیہ بنا کر جب خیمے سے نکلا قاسمؑ...... علی اکبرؑ نے بھی بلائیں لیں۔ عباسؑ
نے بھی بلائیں لیں۔ ایک طرف سے باز دعباسؑ نے تھامی ایک طرف سے علی اکبرؑ نے
اور حسینؑ نے قاسمؑ کو سوار کرا دیا۔ جب قاسمؑ جانے لگا تو عباسؑ نے کہا بیٹا قاسمؑ ذرا
ہوشیار ہو کر ذرا دیکھ کر......

اب قاسمؑ کہتا ہے آپ کا شاگرد ہوں۔ ذرا میری جنگ دیکھیے گا۔ آیا میدان
میں اپنا تعارف کرایا قاسمؑ نے پہچانو مجھے میں حسنؑ کا بیٹا قاسمؑ ہوں۔ جس نے میرے بابا
کو جنگ کرتے نہ دیکھا وہ مجھے تلوار چلاتے ہوئے دیکھے میں اپنے چچا کا دفاع کرنے آیا
ہوں اور اس وقت تک دفاع کروں گا کہ جب تک میرے قبضے میں شمشیر ہے۔ جب
تک شمشیر کے قبضے پر میرے ہاتھ کی قوت باقی ہے۔ عمر سعد نے شامی کو حکم دیا کہ جاؤ
اس کے مقابلے میں...... شامی نے قاسمؑ کے سن سال کو دیکھا اور کہتا ہے کہ بچے کے
مقابلے پر مجھے بھیجتا ہے۔ اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ جا اس بچے کا سر قلم کر کے لے آ...... آیا
قاسمؑ کے مقابلے پر شامی کا بیٹا...... قاسمؑ نے پہلے ہی وار میں گردن اِدھر اور دھڑ اُدھر......
بچہ ہے نہ قاسمؑ جیسے ہی سر قلم کیا مڑ کر اپنے چچاؤں کی طرف دیکھا اور حسینؑ نے بھی عباسؑ
نے بھی مرحبا آفرین میرے لال...... قاسمؑ بہت اچھا وار تھا خوش ہو گیا قاسمؑ...... حوصلہ
افزائی ہوئی شامی کا ایک بیٹا قتل ہوا...... شامی نے غیض کے عالم میں دوسرے بیٹے کو کہا
کہ تو جا اس کے مقابلے میں دوسرا بیٹا آیا شامی کا...... قاسمؑ نے ایک وار میں اس کے دھڑ
کے دو ٹکڑے کر دیئے...... پھر مڑ کر دیکھا اپنے چچاؤں کی طرف پھر چچاؤں نے تعریف
کی...... چار بیٹے قتل کیے شامی کے قاسمؑ نے۔ جب چار بیٹے قتل ہوئے تو غصے میں دیوانہ

ہوا شامی نکلا...... اِدھر شامی غصے میں نکلا اُدھر حسینؑ نے دست دعا بلند کر دیئے معبود قاسمؑ
کی لاش کے ٹکڑے اُٹھاؤں گا۔ لیکن میرے پالنے والے ہاشمی جوان ہے ایک کے
مقابلے میں قاسمؑ کو شکست نہ ہو۔ عباسؑ نے گھبرا کر آواز دی بیٹا قاسمؑ ذرا ہوشیار رہ کر یہ
بڑا نامور پہلوان ہے۔

قاسمؑ نے مڑ کر دیکھا چچا اطمینان رکھو۔ ازرق شامی جوں ہی مقابلے پر پہنچا
قاسمؑ نے جنگی حربا استعمال کیا بہت بڑا پہلوان بنتا ہے تو دیکھ تیرے گھوڑے کی زین کیسی
ڈھلکی ہوئی ہے۔ ادھر اس کی نظر چکی ادھر حسینؑ کے لال نے نپا تلا وار کیا سر پر جو ضربت
پڑی تو دو برابر کے دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ حسینؑ نے تکبیر کی صدا بلند کی اللہ اکبر......
عباسؑ سجدہ شکر میں چلا گیا معبود تیرا شکر بس ازرق شامی کا قتل ہونا تھا اور حملہ عام کا حکم
دے دیا عمر سعد نے...... کہا بچ کر نہ جائے کیا تم میں کوئی ایسا نہیں جو قاسمؑ کو گرا دے
گھوڑے سے...... حملہ عام کا حکم دیا چاروں طرف سے فوج شام قاسمؑ پر ٹوٹ پڑی کہ
قاسمؑ نے چالیس کو فنار کیا لڑتے لڑتے آخر کم سن ہے...... اتنا بڑا لشکر ہے۔ دشمن حاوی
ہوتا گیا زخم بڑھتے گئے بازوں کی طاقت جواب دینے لگی تلوار ہاتھ سے چھٹی...... نیزہ
ہاتھ سے چھوٹا...... قاسمؑ ڈگمگانے لگا...... ایک وقت آیا کہ جب قاسمؑ نے آواز دی یا عماہ
ادرکنی...... اے چچا جان اپنے قاسمؑ کی خبر لیجیے...... اے چچا جان میری مدد کو پہنچیے...... مولا
سلام اُن لاشوں پر جو گھوڑوں کی ٹاپوں تلے پامال کر دیئے گئے، کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں
حسینؑ نے کربلا میں ہر کسی کی آواز پر حسینؑ اتنی بے تابی سے نہیں بڑھا جتنا قاسمؑ کی آواز
سن کر میرے بچے قاسمؑ میں آ رہا ہوں۔ میرے لال قاسمؑ میں آ رہا ہوں۔ حسینؑ
دوڑے...... عباسؑ دوڑے...... علی اکبرؑ دوڑے...... ارے قاسمؑ کو کیسے پائیں...... چاروں
طرف لشکرِ کفار بیچ میں قاسمؑ...... ایک طرف سے عباسؑ نے حملہ کیا۔ ایک طرف سے

حسینؑ نے حملہ کیا۔ ایک طرف سے علی اکبرؑ نے حملہ کیا۔ پہلے سپاہیوں کو ہٹایا جائے قاسم کو اٹھایا جائے۔

بس یہ حملے ہوئے اِدھر کا لشکر اُدھر ہوا...... اُدھر کا لشکر اِدھر دوڑا میدان صاف ہوگیا۔ حسینؑ کچھ ادھر ڈھونڈ رہے ہیں۔ عباسؑ کچھ ادھر ڈھونڈ رہے ہیں۔ علی اکبرؑ کچھ ادھر ڈھونڈ رہے ہوں گے۔ ماں کو خبر پہنچ گئی کہ قاسمؑ گھوڑے سے گر گیا۔ فضہ نے سارے خیموں میں خبر دی۔ سب بیبیاں جمع ہوگئیں۔ جناب اُم فرواؑ کے خیمے میں پرسا دینے کے لیے۔

ماں نے سجدہ شکر کیا...... انتظار کر رہی ہے کہ اب میرے مولا میرے قاسمؑ کے لاشے کو لاتے ہوں گے...... لیکن مولا آخر یہ دیر کیسی ہے...... ماں انتظار کر رہی ہے قاسم کا لاشہ لے آیئے۔ مگر حسینؑ نے یہ کیا کیا اپنی عبا کو خاکِ کربلا پر بچھا دیا کچھ ادھر سے اُٹھایا کچھ اُدھر سے اُٹھایا...... اے مولا ماں انتظار کر رہی ہے قاسمؑ کا لاشہ کہاں ہے۔ کچھ دیر بعد حسینؑ نے اپنی عبا کو گٹھڑی کی صورت دی اس گٹھڑی کو اُٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ اسی طرح اس گٹھڑی کو سینے سے لگائے لگائے میرا مظلوم امام خیمے کی طرف روانہ ہوا۔ درِ خیمہ پر پہنچ کر آواز دی حسینؑ نے...... انتظام کیا گیا خیموں میں...... حسینؑ گٹھڑی کو لے کر داخل ہوئے ماں نے حیرت سے امامؑ کی طرف دیکھا کہا مولا میرا بچہ قاسمؑ کہاں ہے...... حسینؑ نے کوئی جواب نہ دیا گٹھڑی کو زمین پر رکھا کھول دیا۔

عصرِ عاشورہ کے بعد سن رکھا تھا قاسمؑ نے کہ ہر کوئی آئے گا اپنی عزیزداری کا حوالہ دے گا...... رشتے داری کا حوالہ دے گا...... قبیلے کا حوالہ دے گا...... ہر ہر شہید کے لاشے کو اُٹھا کر لے جائے گا...... پامال نہیں ہونے دے گا لاشے کو...... ہر قبیلے والا آتا ہوا آگے بڑھے گا...... سب آئیں گے...... بس میرے چچا کا لاشہ...... قاسمؑ نے سن رکھا

ہے...... اِدھر بس میرے ایک چچا حسینؑ کے لاشے کو...... کوئی آگے بڑھ کر یہ نہیں کہے گا کہ میرے رسول کا نواسہ ہے۔ اِس لیے قاسمؑ نے اعلان کیا اے میرے مظلوم چچا تیرا یہ مظلوم بھتیجا اس ظلم میں تیرے ساتھ شریک رہے گا۔ اس لیے چچا سے پہلے اپنے جسم نازک کو گھوڑے کے ٹاپوں تلے۔

چھٹی مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

اللہ صاحبانِ ایمان کا ولی ہے۔وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی تاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(البقرہ۲۵۷)

اختیاراتِ ولایت کیا ہیں......؟

جتنے بھی علوم ہیں کائنات میں وہ سب کے سب پروردگار نے قرآن کریم میں جمع کر دیے...... اور یہ سارے علوم یا یوں سمجھ لیجیے کہ قرآن اہل بیتؑ پر نازل کیا گیا۔کیونکہ قرآن میں پوری کائنات ہے اور یہ قرآن اہل بیتؑ کے سینے میں......رسولؐ کے سینے میں......اب یہ کائنات اور اس کے مسائل امامؑ کے سامنے کیسے ہیں؟......رسولؐ کے سامنے کیسے ہیں......اب ان حدیثوں کی حقیقت معلوم ہوگی......کہ اب اس پر شک نہ کریں جب امام کا یہ قول سامنے آتا ہے کہ یہ کائنات میرے سامنے بالکل ایسے ہے جیسے تیرے سامنے تیرے ہاتھ کی انگلیاں ...... کسی نے پوچھا مولاؑ سے کائنات کے

بارے میں تو فرمایا! تیرے ہاتھ میں انگلیاں کتنی ہیں اس نے کہا پانچ......دیکھے بغیر بتا دیا......تو میں کائنات کو دیکھے بغیر جواب اس لیے دے رہا ہوں......کائنات میرے سامنے ہے......مقامِ علمِ امامؑ کیا ہے؟......ایک ہوتا ہے حکم اولی ایک ہوتا ہے حکم ثانوی حکم اوّلی کیا ہے حکم اوّلی یہ ہے کہ شراب حرام ہے اب قیامت تک اس حرام محمدؐ کو کوئی حلال نہیں کر سکتا......مثلاً ڈاکٹر مریض کے لیے دے دے کہ اس کی جان بچانے کے لیے یہ دینا ہے......آپ کیا کریں گے......نہیں دے سکتے......کیونکہ حرام محمدؐ ہے حکم اولی اور کیا ہے۔اصلی حکم اولی یہ ہے کہ شراب روزِ اول سے حرام ہے۔

کیا تیرہ سال تک کہ شراب حرام نہیں تھی......رسولؐ کو بعد میں پتہ چلا کہ شراب حرام ہے......مدینے میں ۳ یا ۴ ہجری میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ شراب کی حرمت کا حکم آیا......قرآن میں کوئی ایک بھی ایسی آیت نہیں ہے جس میں یہ کہا ہو کہ شراب حرام ہے یہ تین آیات سے حکم نکالا گیا ہے حرمت کا رسولؐ نے حکم دیا کہ شراب حرام ہے......تو کیا اس دن سے شراب حرام ہوئی ہے......اس سے پہلے رسولؐ نہیں جانتے تھے......اگر اس سے پہلے حرام نہ تھی تو کہیں بھی، کسی بھی جگہ، جہاں یہ رسالت کا سلسلہ چلا تو کہیں کوئی ایسی ہستی کے بارے میں آپ کو ذکر ملا کہ وہ قریب گیا ہو......اس شراب کے......بھئی حلال تھی 16 سال تک حرمت کا اعلان نہیں آیا......بس حکم اوّلی کیا ہے کہ روزِ اوّل سے شراب حرام......لیکن اسلام قبول کرتے رہے لوگ شراب استعمال کرتے رہے......اگر شراب استعمال نہ کر رہے ہوتے تو مدینے کی نالیاں پُر نہ ہو جاتیں شراب سے جب حرمت کا حکم آیا......لوگوں کے گھروں سے مٹکے کے مٹکے......ٹینکیاں کی ٹنکیاں بہائی جا رہی تھیں......اتنے عادی تھے کہ اس کے بعد بھی چھپ چھپ کر پیتے تھے......لیکن حکم اوّلی کیا ہے حکم اولی ہے حرمت کا......16 سال تک انتظار ہے......رسولؐ

جانتا ہے کہ حرام ہے...... لیکن ابھی ذہنی طور پر یہاں تک نہیں آئے ہیں لوگ...... کہ پہلے
مرحلے میں کہہ دیا جائے کہ شراب حرام ہے...... یہ نماز تو پڑھ لیں گے لیکن شراب کو نہیں
چھوڑا جا سکتا یہ تو بڑا مسئلہ ہو جائے گا بہت ساری چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسانی ذہن
کام کرنے پر تو آمادہ ہے...... لیکن دوسرے کام سے رُکنے پر تیار نہیں ہوتا اس کے لیے
زمین ہموار کرنی پڑتی ہے۔

23 سال کے بعد...... کیا رسولؐ کو نہیں معلوم کے مولائے کائنات ولی
ہیں...... 23 سال کے بعد بھی رسولؐ کو یہ یقین ہے کہ یہ نہیں مانیں گے میری بات
...... تو اگر پہلے مرحلے میں رسولؐ اعلان کرتا...... دعوتِ ذوالعشیرہ میں کہ مَنْ کُنْتُ
مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ تو یہ جتنے اسلام لے کر آئے تھے نا یہ بھی نہیں لاتے جب
23 سال کے بعد بھی لوگ قبول نہیں کر رہے ہیں۔ حکم اوّلی کیا ہے حکم اوّلی ہر چیز کی
حرمت اور حلت کا روز ازل سے طے ہوتا ہے۔ لیکن حکم ثانوی اس وقت آتا ہے جب
شریعت کے ذمہ دار وہ رسولؐ ہوں یا امامؑ یا اُن کے مقرر کردہ نائبین مصلحت سمجھے
ہیں...... جیسے کہ میں نے مثال دی کہ رسولؐ کو اختیار نہیں حلال کو حرام اور حرام کو حلال
کرنے کا...... لیکن میں نے مثال دی...... اسی عشرے کے دوران اور تاریخ میں بھی
موجود ہے رسولؐ واجب نماز کے لئے بھی حکم دے دے کہ توڑ دو تو توڑنا واجب یا روزہ
کھولنے کا حکم دے دے جبکہ روزہ توڑنا حرام ہے...... لیکن رسولؐ نے حکم دیا تو روزہ توڑنا
جب...... رسولؐ یہ کہہ دے کہ بیوی کو طلاق دے دو...... وہ نہیں دے گا تو رسولؐ کہے گا
میں نے دے دی تمہاری طرف سے...... یہ حق ہے...... اب دیکھئے احکام کی بات کر رہا
ہوں حکم اولی یہ تھا اسلام کا کہ باپ کی منکوحہ بیٹے پر حرام ہے...... لیکن پہلے زمانے میں کیا
ہوتا تھا؟ ورثے میں بڑے بیٹے کے پاس آجاتی تھی سوتیلی ماں...... اصل ماں کے علاوہ

جس کے پیٹ سے جنم لیا ہے...... جناب عبدالمطلب نے نہیں کہا کہ یہ حکم خدا ہے......
لیکن جب اختیارات جناب عبدالمطلب کو ملے تو جو پانچ چھ قوانین اسلام کے جاری کیے
تھے ان میں سے ایک قانون یہ بھی تھا...... آج کے بعد ابھی اسلام نہیں آیا...... آج کے
بعد اس قانون کو باطل قرار دیتا ہوں کہ کوئی اپنے باپ کی منکوحہ سے شادی نہیں کرے
گا...... جب رسولؐ آئے تو پھر یہ مسئلہ کھڑا ہوا کہ یہ تو آپ کے دادا نے کیا تھا...... اسلام
کیا کہتا ہے؟ کیونکہ کچھ لوگوں نے عبدالمطلب کا فیصلہ سمجھ کر اس بات کو نہیں مانا...... کچھ
نے مانا کچھ نے نہیں مانا...... تو جنہوں نے نہیں مانا وہ بھی مسلمان ہوئے تو جب مسلمان
ہوئے تو رسولؐ نے اس کے بعد یہ حکم جاری کیا خبردار تم میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں
کہ باپ کی منکوحہ سے شادی کرو...... اور ایک قانون ادر تھا کہ لے پالک بیٹا اگر اپنی
بیوی کو طلاق دے دے عورت سے انسان شادی نہیں کر سکتا...... جب کہ اسلام میں ایسا
کوئی حکم نہیں تھا جناب زید ابن حارثہ کا واقعہ ہوا...... جناب زینب کے ساتھ طلاق ہوئی
رسولؐ نے جناب زینب سے شادی کی...... کیوں کہ رسولؐ نہیں کر رہے مگر اللہ کا حکم
ہے...... آپ لوگوں سے نہیں ڈریئے ہم آپ کو حکم دے رہے ہیں...... بہت سارے
احکام ایسے ہیں کہ تعریف کرنے کی ضرورت نہیں...... رسولؐ کو جو اختیارات حاصل ہیں
وہ عام انسان کو حاصل نہیں۔

ایک ہے حکم اوّلی ایک ہے حکم ثانوی حکم ثانوی ایک وقت کے لیے آتا ہے پھر
ختم ہو جاتا ہے...... یعنی رسول یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج کے بعد قیامت تک دو رکعت نماز ختم
فجر کی...... لیکن ایک محدود وقت کے لیے رسولؐ یہ حکم ضرور دے سکتا ہے کہ اس وقت نماز
نہیں پڑھ سکتے...... اس وقت نماز کو توڑ کر آجاؤ...... یعنی حکم اوّلی اپنی جگہ برقرار ہے حکم
ثانوی محدود وقت کے لیے آتا ہے۔

دیکھئے کہ اب فقیہ 1887ء کے اختیارات کیا ہیں...... اٹھارہ سو ستاسی میں
تمباکو کے ٹھیکے کے ذریعے سے برطانوی سامراج نے اسلامی ممالک پر قبضہ کرنے کی
سازش تیار کی...... خصوصاً ایران کی سرزمین پر...... جمال الدین افغانی اُس وقت کا بہت
بڑا مسلمان رہنما...... جس نے اس سازش کو سمجھ لیا۔ جمال الدین افغانی نے یہ سازش
لکھی آیت اللہ شیرازی کو جن کی مرجعیت کا دور ہے انہیں لکھا کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ کوئی
سیاست دان برطانیہ کو نہیں روک سکتا ایران میں آنے سے...... آپ کی قوت آپ کی
مرجعیت قوت ہے کہ آپ چاہیں تو یہ سازش ناکام ہو سکتی ہے...... اب مرجع تقلید کیا
جواب دے...... میں حلالِ محمدؐ کو تو حرام نہیں کر سکتا سامراج آتا ہے تو آجائے......
یہودی عیسائی قبضہ کرتے ہیں تو کرلیں...... میں حرام کو تو حلال نہیں کر سکتا...... نہیں بلکہ وہ
ہے حکم اولی یہ ہے حکم ثانوی...... حکم ثانوی ہے محدود وقت کے لیے...... اب اس مرجع
تقلید کی ذمہ داری ہے...... معصومؑ نے...... گیارھویں امامؑ نے جو صفات بیان کیں اس
میں ایک صفت کیا بتائی مرجع تقلید کی وہی...... بننے کا حق رکھتا ہے جو دین کا محافظ ہو......
دین حفاظت کیسے کرے گا ان طاقتوں سے مرجع دین پر حملہ کریں گی...... جو دین کے
خلاف سازشیں کریں گی اگر ان سازشوں کو نہ سمجھ سکا تو دین کی حفاظت کیسے کرے گا......
تو اب دیکھئے اب حکم ثانوی کیا دیا...... حالانکہ تمباکو کے لیے حُرمت کا حکم نہیں شریعت
میں...... نہ آج ہے۔ آج بھی جو سگریٹ پیتے ہیں زیادہ سے زیادہ کسی فقیہ نے فتویٰ
دے دیا تو کراہت کا دے دیا...... اور آگے بڑھا تو ڈاکٹر نے کہہ دیا...... آج بھی ہے کہ
ڈاکٹر نے کہہ دیا تو آپ پر سگریٹ پینا حرام ہو گئی...... وہ مجتہد ہے نا اپنی فیلڈ کا...... تو
آپ کہیں کہ رسولؐ نے تو کہا نہیں تم کون ہو حرام کرنے والے...... نہیں حکم ثانوی ایک
مدت کے لیے...... تمباکو کا شریعت میں کوئی حکم نہیں ہے کہ حرام ہے کہ نہیں...... لیکن

کیونکہ فقیہ نے سمجھا کہ یہ سازش ہو رہی ہے...... سامراج پہلے قرضہ دے گا آپ کو بڑے
خوش ہو ہو کر لیتے ہیں قرضہ لاؤ پیسہ لاؤ بعد میں پتہ چلا کہ اپنا گھر بھی نہیں بچا وہ بھی
گروی رکھا ہوا ہے سامراج کے پاس...... بعد میں پتہ چلا کہ جو بچہ پیدا ہو رہا ہے وہ بھی
ڈالروں کا قرض لے کر پیدا ہو رہا ہے۔

سمجھ میں آئی بات...... یہ قوت ہے مرجعیت کی جہاں یہ سب نہیں ہے وہاں
چورا' چکے' لٹیرے' اسمگلر' اسی طرح پچاس ساٹھ سال میں پوری قوم کو بیچ کے نکل لیتے
ہیں...... بھاگ جاتے ہیں...... تو اب اس فقیہ نے فتویٰ دے دیا...... کیا فتویٰ دیا۔ کہ
آج سے تمباکو نوشی حرام...... قوم کو کیا چاہیے تھا...... کیسی باتیں کر رہے ہو کس نے حق
دے دیا کہ حلال کو حرام کر دے...... حرام کو حلال کر دے...... نہیں! کیونکہ جانتے تھے
مرجعیت کا مقام...... جانتے ہیں کہ فتویٰ ذاتی دشمنی میں نہیں دیا...... اس کی کوئی سیاسی
پارٹی نہیں ہے بلکہ یہ ہے دین کا محافظ...... یہ ہے ملت کا محافظ...... اس نے اس سازش کو
دیکھا ہے' سمجھا ہے' لہٰذا فتویٰ دیا کہ میرا فتویٰ ہے کہ آج کے بعد کوئی تمباکو نوشی نہیں
کرے گا...... اس کا نتیجہ...... تاریخی نتیجہ بتا رہا ہوں کہ ناصر الدین شاہ بادشاہ ہے......
بیگم کو ملکہ کو حقہ بھرنے کا کہا تھا...... بھر کے لائی پھر اُس کے سامنے لا کر توڑ دیا...... بادشاہ
نے کہا یہ کیا کیا؟ کہا کہ تو نے تو کہا تھا کہ بھر کے لا...... میں بھر کے تو لے آئی تھی لیکن
توڑا اس لیے کہ یہ نائب امام کا حکم ہے...... اور نائب امام کو ناراض نہیں کر سکتی...... وہ
ناراض ہوا تو میرا امامؑ ناراض ہو جائے گا...... کیوں کہ وہ نیابت کر رہا ہے امام کی...... وہ
محافظ ہے دین کا۔

۲۳ سال پرانی مثال لے لیجئے...... وہ ایک رات جس میں یہ سازش تیار کی گئی
تھی کہ مارشل لا لگا کر ۴۵ ہزار علما اور جو لیڈر ہیں آگے آگے ان سب کو ایک رات میں اُڑا

دیا جائے۔ (انقلاب اسلامی کی طرف اشارہ ہے جب امام خمینی پیرس سے واپس آچکے تھے اور یکم فروری کو اور ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو امام خمینی نے فتویٰ دیا تھا۔) جب یہ ۴۵ ہزار یعنی محلوں کی سطح سے' شہروں کی سطح سے جتنی بھی لیڈر شپ ہے یہ سب ختم ہو جائے گی...... انقلاب ختم ہو جائے گا...... یعنی راستہ رُک جائے گا شاہ پور بختیار وہ آخری وزیر اعظم جس کو پٹھو بنا کر بھاگ گیا تھا بادشاہ...... اُس رات حکم جاری کر دیا گیا مارشل کا کوئی شخص گھر سے نہیں نکلے گا...... اور ٹینک لگا دیئے گئے گلیوں میں' لوگ آئے نائب کے پاس آئے بت شکن کے پاس آیت اللہ طالیقانی ابوذر زمانہ جس کو کہا جاتا ہے......

اتنا بڑا مجاہد کہتا ہے کہ ہم سب پریشان ہوئے...... ہم نے کہا کہ اب کیا ہوگا مارشل لاء لگ گیا ہے...... فرماتے ہیں خمینی کی پیشانی پر سلوٹیں نمودار ہوئیں...... اور کمرے میں چلا گیا دس منٹ کے بعد باہر آیا اور باہر آنے کے بعد اس نے کہا کہ میرا فتویٰ جاری کر دو...... ملک کے کونے کونے میں پہنچا دو...... کہ آج کی شب گھروں میں رہنا حرام ہے...... بتایئے حرام محمد ہے جو وہ کر رہا ہے؟ حکم اولی اور حکم ثانوی...... اور ہمیشہ کے لیے نہیں کہا کہ باہر رہو...... جیسے ہی تمباکو کے ٹھیکے ختم ہوئے واپس لے لیا...... یعنی دین کی حفاظت کے لیے محدود وقت کے لیے۔

اب آپ پوچھئے کہاں لکھا ہے کہ حرام...... کب کہا رسولؐ نے کہ حرام...... کب کہا امام نے حرام...... اب سمجھے آپ کہ نائب کے اختیارات کیا ہیں؟ دین کی مصلحت کی خاطر...... اور اسی طرح رات پر انحصار تھا انقلاب کا آیت اللہ طالقانی کہتے ہیں کہ ہم لوگ ڈر گئے...... لاکھوں کا خون ہو جائے گا خمینی نے کہا کہ میرا فتویٰ ہے پھیلا دو...... کر دو جس طرح پہنچایا جا سکتا ہے...... کہ گھر میں بیٹھنا حرام ہے بچے کا بوڑھے کا مرد کا عورت کا اور جب تکرار کی آیت اللہ طالیقانی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے تکرار کی بس ایک

جملہ کہا اس شخص نے کہ یہ بتاؤ کہ اگر تمہارا امام تمہیں یہ حکم دیتا تو تم اتنی بحث کرتے؟ کیوں کہ یہ کبھی ظاہر نہیں کرتے یہ ان مشکوفات کو جو ان پر ہوا کرتے ہیں صرف ایک جملہ کہا اور ہم سمجھ گئے بات کو...... کہ مرضی یہی ہے کہ ایسا ہوا اور اسی رات کیا ہوا کہ جب چھ کروڑ انسان باہر آگئے تو پھر چھ لاکھ کو کہاں جگہ ملتی...... اس ایک فتوے نے کیا کیا؟ وہ ہمیشہ کے لیے تو نہیں تھا۔

اب سمجھ میں آگیا ایک ہوتا ہے حکم اوّلی ایک ہوتا ہے حکم ثانوی جہاں دین کی حفاظت کے لیے وہ شخص استعمال کرتا ہے جس کا اختیار ہے...... جو جانتا ہے کہ کب کس حکم کو دینا ہے...... نیابت میں بھی یہ اختیار حاصل ہوتا ہے...... کیونکہ دین کی حفاظت کا ذمہ دار ہے جب دین کی حفاظت کا ذمہ دار ہے تو حکم ثانوی جہاں مصلحت جانے گا استعمال کر سکتا ہے...... معصوم ارشاد فرماتے ہیں کہ مَنْ اَنْکَرَ وَلَایَۃَ عَلِیٍّ بَعْدِی کَانَ کَمَنْ اَنْکَرَ نُبُوَّتِی فِی حَیَاتِی۔ سلسلہ اسناد امام سے پہنچا رسول تک...... کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بھی میرے بعد علیؑ کی امامت یا ولایت کا انکار کیا وہ بالکل ایسا ہے کہ جس نے میری زندگی میں میری نبوت کا انکار کر دیا ہو اور جس نے میری نبوت کا انکار کیا وہ بالکل ایسا ہے کہ جیسے اس نے اللہ کی ربوبیت کا انکار کر دیا ہو...... یعنی علیؑ کی ولایت کا انکار اللہ کی ربوبیت کا انکار ہے امام جعفر صادقؑ نے اُسے مشرک کہا تھا کہ جو علیؑ کی ولایت کا انکار کرے...... تو اب دیکھئے آٹھویں امامؑ کے قول سے جو رسولؐ تک پہنچا بات سامنے آگئی کہ علیؑ کی ولایت کا انکار درحقیقت توحید کا انکار ہے...... جس نے بھی میرے بعد علیؑ کی ولایت کا انکار کیا یہ میرے بعد کی شرط کیوں لگائی...... کیوں کہ بس رسولؐ یہ بتانا چاہ رہا ہے کہ جتنے بیٹھے ہیں ان میں سے کسی کی اتنی جرأت نہیں کہ میرے سامنے علیؑ کی ولایت کا انکار کر دیں...... یعنی اس حدیث نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ رسولؐ

کی زندگی میں ہر صحابیؓ علیؑ کی ولایت کا اقرار کرتا تھا اگر اقرار نہ کرتا تو رسولؐ بعد کی شرط ہی نہ لگاتے کہ میرے بعد جس نے بھی علیؑ کی ولایت کا انکار کیا وہ بالکل ایسا ہو جائے گا کہ اس نے میری زندگی میں نبوت کا انکار کر دیا...... کیونکہ رسولؐ جانتے ہیں کہ میری زندگی میں نہیں میرے بعد میں علیؑ سے دشمنیاں نکالیں گے اس لیے رسولؐ نے پہلے ہی بتا دیا کہ اگر میری رسالت کا انکار کر دو گے تو دائرہ ایمان سے خارج ہو جاؤ گے تو جب اللہ کی اُلوہیت کا انکار کر دیا تو مشرک بن بیٹھا...... کَلِمَةُ لَا اِلٰهَ حِصْنِي فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِي اَمِنَ عَنْ عَذَابِي حدیث قدسی میں اللہ فرما رہا ہے اور امامؑ نقل کر رہا ہے......

کَلِمَةُ لَا اِلٰهَ حِصْنِي فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِي اَمِنَ عَنْ عَذَابِي کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میرا قلعہ ہے یعنی اللہ کہہ رہا ہے کہ یہ میرا قلعہ ہے جو اس قلعے میں داخل ہو گیا میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا...... امامؑ آگے بڑھ گئے اتنا جملہ کہہ کر...... جیسے ہی آگے بڑھے لوگوں نے لکھنا شروع کر دیا...... بس واپس پلٹے امامؑ رُخ موڑ کر کہا وَلٰكِنْ بِشَرْطِهَا وَشُرُوطِهَا لیکن یہ یاد رکھنا کہ اس کلمہ لا الہ اللہ کی کچھ شرائط ہیں وانا من شُرُوطِهَا اور میں ان شرائط میں ہوں۔ یعنی اگر میرا حق ادا نہ کیا...... میری ولایت کا اقرار نہ کیا...... تو کلمہ لا الہ اللہ تمہیں کوئی فائدہ دینے والا نہیں...... اس لیے اب دیکھ لیجئے کہ یہ توحید ہے اور یہ روایت علیؑ کے لیے وِلَايَةُ علی ابن ابی طالب حِصْنِي فَمَنْ دَخَلَ حِصْنِي اَمِنَ عَنْ عذابی ولایت علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت میرا قلعہ ہے جو ولایت علی کے قلعے میں داخل ہو گیا اَمِنَ عَنْ عَذَابِي وہ عذاب سے محفوظ ہو گیا۔

رسولؐ نے کیا کہا کہ جس نے علیؑ کی ولایت کا انکار کیا اس نے اللہ ربوبیت کا انکار کیا...... جس نے علیؑ کی ولایت کا انکار کیا اس نے اللہ کی ولایت کا انکار کیا...... توحید اور ولایت کا رشتہ کیسا؟ صرف توحید کے اقرار کا کوئی فائدہ ہو ہی نہیں سکتا جب تک محافظ

توحید کی ولایت کا اقرار نہ کیا جائے...... توحید کتب ہے...... توحید نظریہ ہے...... اس نظریہ اس توحید کی...... کتب توحید کی حفاظت کر رہا ہے علیؑ...... اس لیے محافظ توحید کا لفظ میں نے استعمال کیا...... کہ یہ وہ ہستیاں ہیں ان ہستیوں میں سب سے نمایاں ہستی جس نے توحید کا بھی دفاع کیا...... جس نے رسالت کا بھی دفاع کیا اس لیے رسولؐ قدم قدم پر بتاتا چلا جا رہا ہے کہ میرے نام پر تم جھگڑا نہیں کرو گے...... رسولوں کے نام پر جھگڑا نہیں ہوا...... موسیٰؑ کو مان ہی لیا بعد میں مجھے بھی مان لو گے...... اصل میں معیار کیا بتا کر جائیں گے...... جو ہر رسولؐ بتاتا رہا لوگ بچ بچ کر نکلتے رہے اب کوئی نبی نہیں آئے گا...... اب کوئی رسول نہیں آئے گا...... اب دروازہ بند کر دیا اب کوئی کتاب نہیں آئے گی...... بس جس کو بھی رسولؐ تک پہنچنا ہے اُسے پہلے اس دروازے پر اپنا سر خم کرنا ہو گا...... جب تک اس دروازے پر سر تسلیم خم نہیں کرے گا...... دروازے پر دستک نہیں دے گا...... اس وقت تک اس شہر علم میں داخل ہونے کی گنجائش نہیں ہے۔

اس لیے تاکید کی ہم غلو نہیں کرتے ہم حد سے آگے نہیں بڑھاتے...... ہم تو وہ معیار بتاتے ہیں کہ کیوں اتنی تاکید کی رسولؐ نے ولایت علیؑ پر...... کہ تم مجھے بھی مان لو گے...... تم اللہ کو بھی مان لو گے...... لیکن جو محسن ہے اگر تم اس کو فراموش کر بیٹھے...... اس کے مقام کو اگر تم نے کم کر دیا تو توحید اور رسالت کا اقرار تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے بھی میری توحید کا اقرار نہ کیا یا میری توحید کا تو اقرار کیا لیکن رسولؐ کی رسالت کا انکار کیا...... اب یہ برابر ہو گا میری توحید کا اقرار رسولؐ کی رسالت کا انکار کیا اب یہ برابر ہو گا میری توحید کا اقرار رسولؐ کی رسالت کا انکار یا رسولؐ کی رسالت کا تو اقرار کیا علیؑ کی ولایت کا انکار کر بیٹھا...... تو علیؑ کی ولایت برابر ہے توحید کے اب آیئے وہ لوگ جن کی گاڑی علیؑ پر رک گئی یعنی علیؑ کی ولایت کا تو اقرار

کر لیا علیؑ کے بیٹوں میں سے کسی ایک بیٹے کی ولایت کا انکار کر بیٹھا...... یعنی گیارہ اماموں میں سے کسی کا۔ لہٰذا سب کو شامل کیا یعنی روایت میں "یا" کی تکرار بتاتی چلی جا رہی ہے کہ ان میں سے ایک کا بھی انکار توحید کا انکار ہے...... یہ ہے توحید اور ولایت کا رشتہ کہ ولایت کا انکار ہے...... اللہ کی توحید کا انکار ہے...... یعنی اللہ کو اللہ ماننے والا اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنے والا اسی دھوکے میں رہا کہ میں شرک سے پاک ہوں اب یہاں مرحلہ جب آخرت کا آیا تو جس سے ڈرتا رہا تھا شریک کرنے سے وہ سامنے آگیا...... کیوں؟ کوئی شخص نہیں جو حالت نزع میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کی زیارت نہ کرے...... مومن پہچانے گا...... منافق نہیں پہچانے گا اور یہاں تک یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ قبر میں جو سوال کیے جائیں گے ان میں پہلا سوال ہوگا تیرا رب کون پھر تیرا رسولؐ کون اور پھر سوال ولایت علیؑ ابن ابی طالب کے حوالے سے کیا جائے گا کہ بتا تیرا ولی کون تھا...... تیرا سرپرست کون تھا...... تو ولایت اور توحید کا رشتہ کیسا...... تو مشرک وہ نہیں ہوا کہ جو علیؑ علیؑ کرتا رہا...... مشرک وہ ہوا جو علیؑ کو چھوڑ کر اللہ اللہ کرتا رہا۔

سارا جھگڑا یہیں ہوگا اگر ولایت نہ ہوتی تو یقین جانئے کے ایک اور رسولؐ آتا ایک کتاب اور آتی کیوں؟ کیا کیا اس امت نے؟ وہ ہی تو کیا ہے جو دوسری امتوں نے کیا...... تو ہر امت کے لیے رسول آیا یا نہیں...... آیا...... وہاں بھی فرقے بنے یہاں بھی فرقے بنے...... وہاں انی مرضی یہاں بھی اپنی مرضی...... تو جب پہلے والی اُمتوں کے لیے رسولؐ آیا تو پھر اس امت کے لیے بھی آنا چاہیے...... یہی تو بتا رہے ہیں کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا ولایت میں محفوظ کر دیا رسالت کو...... اب آئے گا ضرور آئے گا لیکن وارث رسالت آئے گا...... دین کو ٹھیک کرنے کے لیے ہی آئے گا کتاب تم لوگوں پڑھانے کے لیے آئے گا...... وہ اپنے جد کی شریعت کی زندہ کرنے

کے لیے آئے گا...... لیکن رسولؐ بن کر نہیں ولی بن کر آئے گا...... یہ کس سوال کا جواب یہ عالم کفر کے سوال کا جواب ہے کہ کیوں نہیں آئے گا رسولؐ؟ آخر کیا کیا آپ نے؟ کون سے ایک دین پر رہے آپ کے بھی تو تہتر (۷۳) میخانے بن گئے سب کے اپنے اپنے الگ راستے ہر کسی کے اپنے اپنے امام...... کیوں گھبراتے ہیں آپ امام کے لفظ سے...... امام کے نام سے...... ہر آدمی اپنے اپنے امام کے ساتھ اٹھایا جائے گا...... آپ کا جو امام ہے آپ اسی کے ساتھ اٹھیں گے...... تو پھر آپ کے ہاں بھی تو یہی ہوا فرقے بنے کتاب میں تحریف بھی ہوئی...... یہ قرآن جو دو دفوں میں موجود ہے ہمارے سامنے...... رسولؐ کیوں آتا تھا رسولؐ اس لیے آتا تھا کہ شریعت کو آگے بڑھنا ہے...... تبدیلی آنی ہے ظاہری طور پہ یعنی نوحؑ کے احکام سے ابراہیمؑ تک منزلیں آگے بڑھیں...... نوحؑ کے احکام میں تبدیلی آئی...... لیکن پہلے ابراہیمؑ نے اقرار لے لیا سب سے کہ پہلے نوحؑ پر ایمان لاؤ...... وہ اللہ کا رسولؐ تھا...... ابراہیمؑ سے بات آگے بڑھی موسیٰؑ تک لیکن موسیٰؑ نے کہا نہیں تبدیل ضرور ہوگی شریعت...... مگر پہلے ایمان لاؤ ابراہیم اللہ کا رسول تھا...... بس وہ اُس زمانے کا تھا میں اس زمانے کا...... آگے بڑھ رہی ہے بات آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے...... موسیٰؑ سے بات آگے بڑھی...... اور بڑھی یہاں تک کہ عیسیٰؑ کی شریعت تک پہنچ گئی...... رسولؐ نے آ کر کیا کیا؟ ساری شریعتیں منسوخ۔

اب اگر اِس شریعت کو بھی منسوخ ہونا ہے تو پھر تو رسولؐ کی ضرورت ہے...... اگر رسولؐ کی شریعت منسوخ کر کے آنے والا نئی شریعت لاتا پھر کہلاتا رسولؐ...... لیکن آنے والا یہ کہتا ہوا آئے گا کہ میں اپنے جد کی شریعت کو زندہ کرنے آیا ہوں...... اگر نئی شریعت لاتا تو رسول کی ضرورت ہوتی...... نئی شریعت آئے تو کتاب کی ضرورت ہوتی

ہے...... پہلے کتابیں بھی منسوخ ہوتی رہیں شریعتیں بھی منسوخ ہوتی رہیں اس لیے رسولؐ پر رسولؐ آتا چلا گیا...... اب رسول کی ضرورت نہیں دین مکمل ہو گیا...... یعنی شریعت اپنی اصل حقیقتوں کے ساتھ ایک راستے میں محفوظ ہے...... جب محفوظ ہے تو اس کا محافظ بھی موجود ہے...... اب غیب میں رہنے کا فائدہ بالکل ایسے ہی غیب سے فائدہ پہنچا رہا ہے جیسے ظاہر ہو کے پہنچاتا۔ اے خدا کے رسولؐ وہ پردہ غیب میں رہ کے فائدے کیسے پہنچائے گا دین کو رسولؐ نے جواب یہ دیا کہ جب سورج بادلوں میں چھپ جائے بادلوں میں چھپنے کے بعد بھی فائدے پہنچایا کرتا ہے...... یہی ہمارے آخری قائمؑ جو اللہ کا آخری ولی ہے اُس کی غیبت کا بھی یہی فلسفہ ہے کہ جس طرح سے سامنے رہ کر سورج کرنیں فائدہ پہنچاتی ہیں...... بادلوں کے پیچھے سے بھی فائدہ پہنچاتی ہیں...... بس وہ پردہ غیب میں رہ کر دین کی اسی طرح حفاظت کرتا چلا جائے گا۔

نائبین کو یہ اختیار تو حاصل ہو گا لیکن وہ نائبین کا بھی محافظ ہے...... فتویٰ کا حکم دیا امام زمانہ نے...... پیغام بھیجا...... اور وہ جو خط بھیجا امام زمانہ نے اپنے چاہنوں والوں کے نام کہ ہمارے چاہنے والوں سے کہو مت گھبراؤ مت ڈرا کرو...... ہم تمہاری خبر رکھتے ہیں اگر ہم تمہاری خبر گیری نہ کر رہے ہوتے تو دشمنوں نے تمہیں کچل کر ختم کر دیا ہوتا...... تمہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ ہم کتنی کتنی بلاؤں کو تمہارے سر سے ٹال دیتے ہیں...... اور آپ کہتے ہیں کہ غیبی مدد ہو گئی...... ہمارا کوئی کارنامہ نہیں ہے...... ہماری خوبی یہی ہے کہ ایسے در سے وابستہ ہیں کہ کچھ بھی کر لو وہ تو مدد کریں گے ہی تمہاری...... اس لیے امام نے ہمیں اطمینان دلایا کہ بے فکر رہو ہم تمہاری خبر گیری رکھتے ہیں...... یہ تمہارا امتحان ہوتا ہے...... یہ تمہاری محبتوں کا امتحان ہوتا ہے...... بالآخر سب کو مر جانا ہے لیکن امام کی محبت میں جو موت آجائے اس سے بڑا کوئی اعزاز ہے...... لیکن آپ نے کبھی غور نہیں کیا

کہ کوئی شخص حسینؑ کی محبت کے جرم میں...... علیؑ کی محبت کے جرم میں قتل ہو جائے...... شہید کر دیا جائے تو وہ صرف اپنے گھر والوں کا نہیں رہتا...... جہاں جہاں جس مومن کو پتہ چلتا ہے اس کا رشتے دار ہو یا نا ہو...... جانے یا نہیں جانے...... کیوں جانتا ہے کہ صرف اور صرف عزادار ہونے کے جرم میں مارا گیا ہے اب یہ پوری قوم کی میراث بن گیا...... پہلے مر جاتا مگر اب وہ زندہ ہو گیا...... اب وہ شہید ہو گیا...... ساری قوم کہے گی کہ وہ شہید ہو گیا...... اب وہ گھر والوں کا نہیں رہا...... اب وہ قوم کی میراث بن گیا...... اسی لیے کہا جاتا ہے کہ حسینؑ کبھی بھی اپنے نام پر مرنے والے کو مرنے نہیں دیتا...... حسینؑ نے تو حُر تک کو مرنے نہیں دیا...... کیسے کیسے مصائب کا ذمہ دار حُر اپنے آپ کو سمجھتا تھا' حُر سمجھتا تھا کہ مولا میں نے آپ کا راستہ روکا ہے مگر حسینؑ نے تو یہ دیکھا کہ آ گیا نہ بس جب آ گیا تو میں نے بھی معاف کر دیا...... تو حُر ایسا بھٹکا ہوا راہی تھا مگر اندر سے اچھا تھا کبھی خاندانِ رسالت کی قربت نصیب نہیں ہوئی فوج کا ایک سپاہی تھا سالار تھا لیکن جب حق سامنے آیا پہچان لیا...... مگر آتے آتے تھوڑا سا وقت لگا...... وار تو پہلے مرحلے میں کر دیا تھا حسینؑ نے جب حسینؑ کے پیچھے نماز پڑھنے آیا تھا حُر...... حسینؑ نے اپنے انصار سے کہا کہ حُر سے مت لڑنا زہیر بن قین زہیر بن عقیل نے کہا تھا کہ مولا ابھی یہ تھوڑے ہیں لڑ لیتے ہیں...... ہم ان کو ختم کر دیں گے...... بعد میں ہمارے لیے مسئلہ کھڑا ہو جائے گا...... حسینؑ نے منع کر دیا نہیں زہیر حُر سے نہیں لڑنا...... اور ویسے بھی ہم جنگ میں پہل کرنے والے نہیں...... چاہے جتنا بھی نقصان ہو جائے ہم نے کبھی جنگ میں پہل نہیں کی...... یہ سمجھایا نا کہ حُر اپنا سپاہی ہے اور یہ میرے پاس آئے گا...... تو حسینؑ نے اُسے مرنے نہیں دیا کہ جس نے راستہ روکا...... جس نے خیمے نہر کے کنارے سے ہٹوائے...... جو شب عاشور تک عمر سعد کے لشکر کا سپاہی تھا...... حسینؑ نے اُسے مرنے تو نہیں دیا۔

شرف یہ ہے کہ حسینؑ کی محبت میں مرے...... ہم فاتح خیبر کے ماننے والے ہیں‘ ہمارا امام وہ ہے جو آج بھی صاحب ذوالفقار ہے‘ جو اپنے سپاہیوں کی تربیت کا انتظار کر رہا ہے کب میری فوج تربیت یافتہ ہو کر اس مقام پر پہنچ جائے کہ میں قیام کروں ‘تربیت کتنی ضروری ہے ہر نبی نے ہر رسول نے کتنا زور دیا کہ یوں ہی میدان میں لوگوں کو نہ لاؤ‘ جب تک کہ تربیت یافتہ لشکر نہ ہوائمہ طاہرینؑ نے قیام کیا...... کچھ نے ظاہری کچھ نے باطنی...... باطنی قیام کیوں؟ اسی وجہ سے کہ لوگ قربانی کے لیے آمادہ نہیں ہیں...... شعور نہیں ہے...... لیکن کسی زمانے میں آمادہ ہو گئے لوگ...... تو یہ کسی شخص کا کمال نہیں ہوتا یہ اُسی ولی کا کمال ہے جو مرحلے آپ کو طے کرا رہا ہے...... کہ مرحلوں سے گزرو میرے قابل بنو...... کون سا لشکر بچے گا میرا سپاہی کون بننے والا ہے...... کون کس مرحلے تک ساتھ دینے والا ہے۔

تو بس عزیزو! یہ یقین رکھو کہ ہم ان تربیتی مراحل سے گزر رہے ہیں...... وہ انتظار کر رہا ہے کہ کب تم تیار ہو جاؤ تو قیام کرے ہم کسی قابل نہیں ہیں۔ اللہ اس قابل بنا دے کہ جب تیرا ولی جب تیری آخری حجت ظہور کرے...... اس کائنات پر اپنے حق تصرف کا اعلان کرے تو ہم اُس کے سپاہیوں میں شامل ہوں۔ کیا کرے گا امام؟ سسٹم کو جام ہی کرے گا نا تو جب یہ انسان ہر جگہ سسٹم جام کر سکتا ہے...... تو پھر امام بھی تو یہی کرے گا آپ کو شک کیوں ہے بھئی...... یہ کیسے ہو گا کہ سب کی آوازیں بند امام کی آواز آ رہی ہو گی...... بھائی سائنس بھی تو ترقی کر گئی امامؑ کے ساتھ تو اُن کے ایسے شاگرد ‘ایسے سائنسدان ہونگیں جیسے ہر امامؑ کے ساتھ تھے جیسے شاگرد تھے‘ بیرونی جیسے شاگرد تھے...... سائنسدان تھے کہ نہیں تھے...... تو اس امام کے ساتھ بھی ایسے سائنسدان ایسے شاگرد ہوں تو تعجب کیسا؟ کہ مولا نے اُن کو حکم دیا کہ سسٹم جام کر دو وہ کر دیں گے۔ مولا

بھی کہے گا کہ میرے غلاموں کی طاقت پہلے دیکھو اور ابھی صرف ایک غلام کی طاقت کا مظاہرہ ہوا تھا...... کہ جس نے کہا تھا کہ میں غلام ہوں ایک غلام نے تمہاری ناک کو خاکِ ذلت میں رگڑ کر رکھ دیا...... وہ حسینؑ کا غلام تھا وہ علیؑ کا غلام تھا...... اس نے جھلک دکھائی اپنے امام کی قوت کو بتایا تو غلاموں کی طاقت کو دیکھو تو تمہیں اندازہ ہو گا کہ آقا کی طاقت کیا ہو گی۔ تو شک کرنا کہ کیسے ہو گا؟ کب ہو گا؟ ارے جیسا بھی ہو گا سائنسی طریقے سے ہو یا معجزے سے ہو ہم نے تو دونوں چیزوں کو دیکھ لیا...... بس عزیزو! اس تناظر میں دیکھا کرو امام کے اختیارات...... ہمارے لیے معجزہ ہے لیکن اگر علیؑ زمین پر ہاتھ رکھ دے وہاں سے چشمہ جاری ہو جائے تو یہ اس کا علم ہے...... وہ اس منزل پر ہے جہاں سائنس صدیوں میں پہنچے گی...... اب اگر حسینؑ کربلا کے میدان میں ٹھوکر مارے اپنی بچی کے لیے اور چشمہ جاری ہو تو پھر شک کیسا علیؑ کا بیٹا نہیں ہے حسینؑ؟ اپنے زمانے میں امام اور حجت خدا نہیں؟ ولی نہیں ہے؟ حق تصرف نہیں رکھتا تھا؟ اب اگر حسینؑ کی مدد کے لیے جبرائیل آ جائے تو آپ شک کریں لیکن ابراہیم کے لیے جبرائیل آ جائے تو کوئی شک نہیں...... قرآن کہہ دے تفسیر کہہ دے تو کیا آپ شک کریں گے؟ کیا جنابِ ابراہیمؑ کے لیے آیت نہیں آئی تو وارثِ ابراہیمؑ یادگارِ ابراہیمؑ حسینؑ اس کے لیے جبرائیل آئے تو ہم شک کریں۔

سلیمانؑ کے لیے جن ہاتھ باندھے کھڑے رہے۔ اگر حسینؑ کی نصرت کے لیے زعفرِ جن لشکر لے کر آ جائے تو ہم شک کریں...... حسینؑ کے لیے ساری قوتیں ہاتھ باندھ کر آ جائیں...... اگر حسینؑ کے لیے خدا کی ہر مخلوق گریہ کرے...... حسینؑ کے لیے پتھر روئیں تو ہم شک کریں۔ جس دن واقعہ کربلا ہوا بیت المقدس میں جس پتھر کو ہٹایا اس پتھر کے نیچے سے خون نکلا۔

اس حسینؑ کے لیے ہم شک کریں...... اس صاحب اختیار کے لیے ہم شک کریں......اور پھر خاک شفا نہیں بتا رہی حسینؑ کے اختیار کو...... ہر سال جہاں جہاں پر حقیقت موجود ہے...... جہاں جہاں وہ اصل خاکِ شفا موجود ہے...... حسینؑ کے اختیارات کا ثبوت پیش کرتی ہے......تو صرف کربلا میں نہیں دنیا کے کسی حصے میں بھی اس خاک کا، جس خاک پہ حسینؑ کا خون بہا ہے اگر ایک ذرہ بھی موجود ہو تو گواہی دیتا ہے کہ اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا وَ اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا فرزند رسول، فرزند زہرا قتل کر دیا گیا کربلا میں...... پیاسا حسینؑ قتل کر دیا گیا...... حسینؑ ذبح کر دیا گیا......
اب اگر فرشتے ندا دیں تو ہم یہ گمان کریں کہ ایسا ہوا کہ نہیں ہوا...... خاک شفا بتا رہی ہے......عباسؑ کی قبر کا طواف کرنے والا پانی یہ بتا رہا ہے کہ حسینؑ تو حسینؑ، عباسؑ کو کتنا اختیار حاصل ہے......عباسؑ کے اختیارات کا کیا عالم ہے؟ یہ اختیارات کیوں ملے، یہ منزل کیوں ملی، یہ حق تصرف کیوں ملا۔ اسی بات کی تکرار ہے کہ یوں ہی تو نہیں دے دیا گیا یہ حق تصرف کہ کسی کو بھی دے دیا جاتا بلکہ کوئی قربانیوں اور امتحانات کی منزلوں میں اتنا آگے نہ بڑھا جتنا فرزند رسول بڑھے...... حسینؑ بڑھے اے میرے معبود...... میں ان ساری قربانیوں کے لیے تیار ہوں، میں دوں گا یہ قربانیاں تیرے دین کے لیے میں یہ مصائب اٹھاؤں گا...... اس لیے منزل ہے اصغرؑ کی اس لیے منزل ہے علی اکبرؑ کی اس لیے منزل ہے عباسؑ کی، اس لیے یہ منزل ہے ان بیبیوں کی...... کہ رہتی دنیا تک ان پر گریہ کرے گا یہ زمین اور آسمان......کوئی گریہ کرنے والا انسان نہ بچے...... کہ کائنات کی ہر شے ان کا ماتم کرے گی اور پرسہ دے گی...... حسینؑ کی ماں کو بھی......اور حسینؑ کے بیٹے کو بھی...... کیسے ہو سکتا ہے کہ مادرِ حسینؑ تو فرشِ عزا پر آ جائے اور آپ کا امامؑ نہ ہو پرسہ لینے کے لیے۔

حسینؑ میدان امتحان میں وہاں تک پہنچا......کیسی قربانی دی ہے حسینؑ نے اصغرؑ کی بھی شہادت کر چکا...... قاسمؑ کی بھی شہادت کر چکا......عون و محمد کی شہادت بھی کر چکا......ایک مشترک چیز جو مجھے نظر آئی ان مصائب میں وہ کچھ تیروں کا تذکرہ تھا جس میں اصغرؑ بھی شامل، عباسؑ بھی شامل جس میں حسینؑ بھی شامل...... حرملا کیسا ملعون ازلی تھا۔ واقعہ کربلا میں منہال نے یہ روایت کی جو چوتھے امامؑ کا صحابی ہے۔ کہتا ہے کہ میں مدینے میں موجود تھا چوتھے امامؑ کی خدمت میں، جب مختار نے قیام کیا کوفے میں اور قاتلین حسینؑ کو چن چن کر قتل کرنا شروع کیا تو امامؑ نے فوراً پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ حُرملا بھی قتل ہوا یا نہیں۔

چوتھے امامؑ کی آرزو کیا ہے کہ حُرملا انجام پر پہنچا، یا نہیں۔ منہال کہتا ہے کہ امام کی یہ خواہش اور جملے میرے دل و دماغ میں رہ گئے۔ میں امام سے رخصت ہوا چند دنوں کے بعد میں نے سفر کیا کوفے پہنچا۔ امیر مختار کے دربار میں حاضری کا شرف ملا کیونکہ میں مدینے سے آ رہا تھا۔ امام کے پاس سے آ رہا تھا۔ امامؑ کا سلام لے کر پہنچا تھا۔ مختار نے مجھے سینے سے لگایا، اپنے پہلو میں جگہ دی۔ میں نے مختار سے کہا مختار تجھے مبارک ہو تیرا امامؑ بہت خوش ہے۔ امامؑ نے دعائیں دیں ہیں۔ اتنے میں شور ہوا کہ حرملا کو پکڑ کر لایا گیا ہے۔ جیسے ہی حرملا کو لایا گیا، مجھے امامؑ کی بات یاد آ گئی۔ میں نے مختار سے کہا مختار دوسری مبارک ہو تجھے۔ مختار نے کہا اے منہال اب کس بات کی مبارک باد۔ کہا کہ مختار مجھے یاد آ گیا جب امام کو یہ خبر دی گئی تھی کہ تو نے قیام کیا ہے۔ تو انہوں نے فوراً یہ جملے کہے تھے کہ بتاؤ حرملا بھی پکڑا گیا یا نہیں۔ مختار فوراً سجدے شکر میں چلا گیا کہ معبود تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ امام کی آرزو پوری کرنے کا باعث بن گیا۔

امیر مختار نے کہا کہ اس کی مشکیں کس کے، اسے بالوں سے باندھ کر رسیوں

سے کھینچ کر میرے سامنے لاؤ۔ اس کو امیر مختار کے سامنے لایا گیا۔ امیر مختار نے اس ملعون کو دیکھا اور کہا کہ او ملعون تو نے آخر کربلا میں کیا کیا تھا کہ میرا امامؑ تیرے انجام کی خبر سننے کے لیے بے چین ہے۔

حرملا نے نظریں جھکائیں ہوئیں ہیں۔ کہتا ہے کہ امیر تجھے میرے ساتھ جو سلوک کرنا ہے، قتل کرنا ہے تو کر دے لیکن مجھ سے نہ سُن کے میں نے کربلا میں کیا کیا۔ کہا کہ نہیں میرے مولا کی آرزو تھی اور اب میں تجھے اس وقت تک تیرے انجام تک نہیں پہنچاؤں گا جب تک تو نہیں بتائے گا۔ اس کو تازیانے لگنا شروع ہوئے، کہتا ہے اچھا بتاتا ہوں سُن ...... امیر مختار جب مجھے ابن زیاد کا حکم پہنچا کہ فوراً عمر سعد کے ساتھ کربلا میں شامل ہو جا، تو میں اپنی ترکش میں چھ تیر لے کر چلا تھا۔ تین تیر میرے خالی گئے، ہاں تین تیروں نے بڑا کام دیکھایا۔ کہا کیا کام دیکھایا۔ پہلا تیر میں نے اس وقت چلایا تھا جب عباسؑ کے بازو قلم ہو چکے تھے، علم حسینی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ عباسؑ مشکیزے پر چھا گیا تھا، گھوڑے کو ایڑ دیتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا میرے وفادار مجھے جلدی سے خیام حسینیؑ تک پہنچا دے۔ بچوں سے وعدہ کر کے آیا ہوں پانی لانے کیلئے۔ عمر سعد نے مجھے طلب کیا اور مجھے طلب کرنے کے بعد کہا اے حرملا دیکھ جب تک مشکیزے میں پانی سلامت ہے کوئی طاقت عباسؑ کو آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔ ایسا کام کر کہ مشکیزے کا پانی بہہ جائے۔ حرملا کہتا ہے کہ میں نے پہلا تیر کمان میں جوڑا، عباسؑ کے قریب آیا اور تیر ماروں تو کہاں ماروں، پوری مشک پر تو عباسؑ چھا گیا جہاں سے تیر مارا جاتا تھا عباسؑ کے جسم میں پیوست ہوتا تھا۔ میں نے کئی چکر لگائے عباسؑ کے گھوڑے کے، آخر مجھے میں کچھ حصہ مشک کا نظر آیا بس وہیں سے اتنے نزدیک سے میں نے تیر مارا تھا کہ یہ تیر مشکیزے کو چھیدتا ہوا عباسؑ کی پسلیوں میں پیوست ہو گیا۔ بس اس تیر کا لگنا تھا کہ مشکیزے کا

پانی بہہ گیا اور عباسؑ نے ایک فریاد بلند کی تھی وامصیبتا ہائے عباسؑ کی مصیبت۔ اے میرے راہوار اب خیموں کی طرف کہاں جاتا ہے۔ ارے واپس چل اب تو میرے بازو بھی نہ رہے کہ میں پھر سے پانی کی کوشش کر لیتا۔

پہلے تیر کا حال سنایا حرملا نے۔ امیر مختار نے اپنا منہ پیٹنا شروع کیا۔ پرسہ دیا عباسؑ کا اس کے بعد کہا دوسرے تیر کا حال سنا حرملا پھر کہتا ہے کہ امیر جو سلوک کرنا ہے کر لے دوسرے تیر کا حال مت پوچھ۔ کہا اس کو تازیانے لگاؤ بتا دوسرے تیر کا چال کونسا ظلم کیا تھا تو نے ایسے کہ میرا امامؑ بے قرار ہے کہ تو اپنی سزا کو پہنچے۔ کہا کہ اچھا سننا چاہتا ہے سن سکتا ہے تو سن۔ دوسرا تیر میں نے اس وقت چلایا کہ جب ہمارے لشکر کو شکست ہو چکی تھی۔ جب ہمارے سپاہیوں نے ہتھیار پھینک دیئے تھے اور منہ پھیر پھیر کر رو رہے تھے۔ جب حسینؑ کا ننھا سپاہی میدان میں آیا تھا اور اس نے خشک ہونٹوں کی زبان پر رکھ کر سوکھی زبان کا تیر چلا دیا تھا۔ اس وقت عمر سعد گھبرا گیا تھا۔ عمر سعد نے مجھے بلا کر حکم دیا کہ حسین کے کلام کو قطع کر دے۔ میں نے تین پہلوؤں کا تیر جو زہر میں بجھا کر میں لایا تھا۔ وہ تیر میں نے کمان میں جوڑا اور اس تیر کو رکھ کر گردن علی اصغر کا نشانہ لیا تھا۔ اصغرؑ کی شہادت جانتے ہو کیا ہے کربلا میں......

حرملا نے دوسرے تیر کا حال سنایا گھبرا کر اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا امیر مختار نے اپنا عمامہ پھینک دیا۔ اتنا پیٹا اپنا سر اور سینہ غش کھا کر گر پڑا ہوش میں لایا گیا امیر مختار کو۔ پھر اپنے آپ کو امیر مختار نے سنبھالا کہتا ہے کہ ملعون تیسرے تیر کا حال بتا پھر کہتا ہے امیر مجھے قتل کر دے میرے ٹکڑے کر ڈال۔ کیوں مجھ سے میرے مظالم پوچھتا ہے۔ لیکن اگر امیر مختار یہ مظالم نہ پوچھتا تاریخ میں یہ مظالم محفوظ کیسے ہوتے۔ پھر حکم دیا آہستہ آہستہ اس کی کھال اُتارنی شروع کرد۔ کہتا ہے سن امیر تیسرا تیر میں نے اس وقت چلایا

کہ جب زہرا کا لال ذوالجناح پر ڈگمگا رہا تھا۔ جب ایک ہزار نو سو نوے زخم کھانے کے
بعد حسینؑ ذوالجناح پر ڈگمگا رہا تھا۔

عمر سعد نے مجھے طلب کیا۔ حرملا ایسا کام کر کہ حسینؑ گھوڑے سے نیچے گر
جائے۔ میری ترکش میں آخری تیر باقی بچا تھا۔ میں نے وہ تیر کمان میں جوڑا، آیا حسین
کے قریب میں حیران ہو گیا ارے تیر ماروں تو کہاں ماروں جسم میں اتنے تیر پیوست تھے
کہ کہیں تیر مارنے کی گنجائش تھی ہی نہیں۔ حرملا کہتا ہے کہ میں نے کئی چکر لگائے
ذوالجناح کے آخر سجدے کی جگہ پر مجھے کچھ جگہ نظر آئی میں بالکل سامنے آیا حسین
کے...... تیر کو کمان میں جوڑا...... پیشانی حسینؑ کا نشانہ لیا...... جونہی حسینؑ کی پیشانی
میرے تیر کی زد پر آئی...... میں نے نزدیک سے وہ تیر مارا...... بس میرے اس آہنی تیر کا
لگنا تھا کہ پھر حسینؑ سے ذوالجناح پر نہ رہا گیا...... حسینؑ ذوالجناح سے نیچے آیا...... کیوں
ذوالجناح یادگار رہ گیا اس دنبے کی طرح جو اسماعیلؑ کی قربانی بنا تھا...... جب ذوالجناح
نے دیکھا کہ میرا سوار اب گھوڑے پر ٹکنے والا نہیں...... ذوالجناح نے اپنے چاروں پیر
چیر دیئے کہ مولا میں اور تو کچھ نہیں کر سکتا...... ہائے بے زبان مخلوق جو حسینؑ کو پہچانتی
تھی...... نہ پہچانا تو مسلمان نہ پہچانا...... چاروں پیر چیر دیئے ذوالجناح نے...... جتنے
آرام سے حسینؑ کو زمین پر لا سکتا تھا ذوالجناح لے کر آیا۔

اس کے بعد ذوالجناح نے کیا کام کیا؟ حسینؑ کے گرد دوڑنا شروع کر دیا......
کسی کو قریب نہیں آنے دیتا تھا یہ ذوالجناح...... جو قریب آتا تھا اپنی ٹانگوں سے اسے
روند ڈالتا تھا جہاں تک دفع کر سکتا تھا یہ ذوالجناح انہی نے دفع کیا...... جب تیروں سے
بالکل چھلنی ہو کر بے دم ہو گیا تو کچھ پیشانی خونِ حسینؑ میں رنگین کی اور اتنے خوف ناک
انداز میں دوڑا کہ عمر سعد نے حکم دیا کوئی اس کا راستہ نہ روکنا جدھر جاتا ہے جانے

دو...... یہ پیشانی خونِ حسینؑ سے رنگین کر کر دوڑا خیام حسینی پر پہنچ کر دردناک فریادیں کرتا
ہے...... یہ پیغام دے چکا جب پرسہ دے چکا بیبیوں کو تو اب تو سوار ہی نہ رہا...... اب
راہ وار ہے مگر سوار نہیں...... بس یہی ملتا ہے اس کے لیے کہ دوڑا اور اس فرات میں
چھلانگ لگا دی...... ادھر حسینؑ کو ذوالجناح نے اُتارا ادھر حسینؑ تیروں پر معلق ہو گیا جسم
زمین سے نہیں لگا...... لوگ تو یہ کہتے ہیں تاریخیں تو یہی کہتی ہیں کہ حسینؑ کا جسم اس لئے
زمین سے نہ لگا کہ اتنے تیر بدن میں پیوست تھے کہ تیروں پر معلق ہو گیا تھا جسم حسینؑ کا
......ادھر حسینؑ ذوالجناح سے گرا...... ادھر ماں نے گود پھیلا دی آ میرے لال حسین
آ تجھے آج ہی کے دن کے لیے چکیاں پیس پیس کر پالا تھا۔

ساتویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (البقرہ)

اللہ صاحبان ایمان کا ولی ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی تاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (البقرہ ۲۵۷)

علم غیب کیا ہے......؟

قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کے پاس غیب نہیں ہے۔ جو دلائل دیئے جاتے ہیں پہلے وہ...... کہ اللہ کے سوا کسی کے پاس علم غیب نہیں ہے پہلی آیت اس بارے میں پیش کی جاتی ہے کہ خدا کے سوا کسی پاس علم غیب نہیں ہے سورہ جن کی ۲۶ ویں آیت عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اللہ عالم غیب ہے اور یہ کسی پر بھی اپنا غیب کا علم ظاہر نہیں کرتا دوسری آیت سورہ الانعام کی ۵۹ ویں آیت وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ اور اُسی کے پاس غیب کے خزانے ہیں کوئی اس کے سوا اس غیب کے علم کو نہیں جانتا کوئی بھی نہیں جانتا سوائے اس کے...... جو بھی علم غیب ہے وہ

اُس کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں...... دو جگہ بالکل واضح طور پر کہا گیا کہ اللہ کے سوا کسی کے پاس علم غیب نہیں ہے۔

یہ غیب کا علم کیا ہے اور ہے کہاں؟ یہ دو سوال پھر ہم آیات کو مکمل کریں گے ابھی آیات ہم نے پوری نہیں پڑھیں ہیں ایک آیت پڑھی ہے ۲۶ ویں اور ۲۷ ویں نہیں پڑھی انسان سے شروع کرتے ہیں غیب کے علم کو...... حواس خمسہ پہلے حواس خمسہ کو دیکھیے قوت باصرہ آپ اس سے سونگھنے کا کام لے سکتے ہیں؟ آنکھ سے سونگھ کر بتا دے...... ناک سے کھا کر بتا دے...... زبان سے سُن کے بتا دے...... کان سے چکھ کر بتا دے...... ہاتھ سے دیکھ کے بتا دے ہاں وہ الگ علم ہے جو معذوروں کے لیے بنایا گیا...... کتنا فاصلہ ہے اس ناک اور منہ میں ایک انگلی کا...... لیکن علم غیب کیا ہے کہ قوت ذائقہ کے لیے قوت شامّہ یعنی علم ذائقہ رکھنے والی چیز کے لیے علم شامّہ غیب ہے اسے نہیں معلوم...... اسے جتنا علم دیا اللہ نے بس اس کے علاوہ ہر چیز پوشیدہ ہے...... ہمیں یہ کہا گیا کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ نہیں...... لیکن تمہیں اس پر یقین رکھنا ہے...... الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ تو قوت ذائقہ بھی میری ہے یہ قوت شامّہ بھی میری ہے قوت باصرہ بھی میری یہ قوت لامسہ بھی میری ان میں ہر قوت کے لیے دوسری قوت کا علم غیب ہے...... اب یہ اس غیب کے علم پر یقین رکھے یا نہ رکھے...... انسان نہیں جانتا کہ کیا ہے غیب؟ لیکن اس غیب کے علم پر یقین رکھتا ہے کہ یہ غیب ہے جو ایک حِس کے پاس موجود ہے دوسری حِس کے پاس یہ علم موجود نہیں۔

اب ان حواسِ خمسہ سے بات آگے بڑھی کہ ایک حِس اور کہہ لیجیے...... یا کوئی اور نام دے دیجیے لیکن وہ چیز جو ان پانچوں حواس کو حواسِ خمسہ کو حرکت دے رہی ہے اگر

وہ دعویٰ کردے کہ میں ان پانچوں کا علم رکھتی ہوں...... تمہیں کیسے علم ہے؟ اللہ نے تو اسے غیب رکھا ہمارے لیے...... تمہیں کیسے علم؟ عقل کیا ہے؟ عقل وہ ہے جو ان پانچوں علوم میں تمیز پیدا کر رہی ہے ترتیب دے رہی ہے...... یہ انسان کی عقل ان پانچوں علوم کو جو ایک دوسرے کے لیے غیب ہیں ان سب کو جمع کر کے ان سے الگ الگ کام لے رہی ہے...... یعنی عقل کے لیے یہ پانچوں حواس علم غیب نہیں...... عقل کے لیے یہ پانچوں علم کیا ہیں ظاہر...... یعنی عقل کا علم ان سب سے بڑھ گیا...... اب جنگ چل رہی ہے دو چیزوں میں ان حواس کے علم کو کون کنٹرول کرے سائنسی طور پر آپ کوئی بھی نام دیں ہم تو اپنی زبان میں بات کر رہے ہیں ایک دل میں اور ایک عقل میں...... عقل چاہتی ہے کہ میں اپنے قبضے میں لاؤں دل چاہتا میں اپنے قبضے میں لاؤں...... دل چاہتا ہے میں ان پر حکومت کروں عقل چاہتی ہے میں ان پر حکومت کروں...... دونوں میں جنگ جاری ہے...... اگر یہ جنگ ختم ہو تو ساری چیزیں صحیح کام کرتی ہیں...... اگر یہ جنگ ختم نہ ہو تو کبھی عقل اور کبھی دل غلط کہتا ہے عقل کی معرفت صحیح ہے تو عقل صحیح کہے گی...... اگر دل کی معرفت صحیح ہے تو دل صحیح کہے گا...... اگر دل کی معرفت صحیح نہیں تو دل کبھی صحیح نہیں کہے گا......

تو دونوں میں جنگ جاری ہے آپ اس کو نیکی بدی کی جنگ کہہ سکتے ہیں' نفس کی جنگ کہئے' ان تمام لیے دوسرے کا علم غیب...... لیکن جتنی قوت بڑھتی گئی اس عقلی قوت کا علم بھی بڑھتا گیا...... پہلے درجے میں غیب...... دوسرے درجے میں حاضر...... یہ ہے علم غیب کہ جو چیز آپ سے پوشیدہ ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا وجود نہیں یا دوسرا نہیں جانتا...... یقیناً آپ کے لیے وہ چیز غیب ہے آپ اس تک نہیں پہنچ سکتے لیکن جو تسخیر کائنات میں مشغول ہے اس کے لیے وہ چیز کھیل ہے...... آپ کا

ڈاکٹر کے پاس جانا بتا رہا ہے کہ اگر وہ علم آپ کے پاس ہوتا تو آپ ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے؟ کسی نے چہرہ دیکھ کر مرض بتایا...... کسی نے ہاتھ دیکھ کر مرض بتایا...... لیکن سب اپنے اپنے علم کے مطابق بتا رہے ہیں آپ کے لیے غیب ہے ڈاکٹر کے لیے غیب نہیں...... اس لیے پہلے مرحلے میں یہی حکم دیا گیا کہ پہلے غیب پر ایمان لاؤ...... یہ ضروری نہیں کہ جس چیز کا علم تمہارے پاس نہیں وہ کسی کے پاس نہیں...... یہ مرحلے وار ہے...... یہ درجہ بندی ہے...... علم آگے بڑھتا چلا جائے گا...... غیب کے پردے ہٹتے چلے جائیں گے۔

مجھے بتائیے کہ زمین کے اندر کیا ہے؟ کیا کوئی انسان نہیں جانتا؟ جانتے ہیں نا لیکن سب کچھ نہیں جانتے...... اور کیا انسان پہلے روز سے جانتا ہے...... یا ہزاروں سال میں اس نے یہ سفر طے کیا سمندروں کا سینہ چیرا...... پہاڑوں کا سینہ چیرا...... زمین کا سینہ چیرا...... کیا کیا نکالتا چلا جا رہا ہے...... اور آیت کہتی ہے کہ عِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ سارے خزانوں کی چابی اس کے پاس ہے...... یہ انسانوں نے اتنے خزانے کیسے نکال لیے یہی تو پروردگار بتا رہا ہے کہ جب تک تمہاری نظروں سے یہ چیز پوشیدہ ہے غیب ہے جتنی محنت کرتے چلے جاؤ گے...... جس جس میدان میں وہاں کشف حجاب ہوتا چلا جائے گا۔ دنیا میں اپنی مثال لیجئے کہ جس میدان میں جتنی محنت کرتے چلے جاؤ گے...... اس کی جو غیب چیزیں ہیں وہ تم پر ظاہر ہوتی چلیں جائیں گی...... تم نے سمندروں سے خزانے نکالے یہ سب غیب تھا یا نہیں...... لیکن اب غیب نہیں رہا انسان کے لیے...... کیسے انسان نے تصرف کر لیا غیب میں...... یہ اللہ کی فطرت ہے کہ خلق کیا انسان کو اسی فطرت پر جو کچھ وہاں ہوتا ہے...... وہ سب تم اپنی اس دنیا میں تلاش کر سکتے ہو...... اس کی مثال تلاش کر سکتے ہو۔

اب بتایئے اس کے غیب کے پردے ہٹے کہ نہیں...... زمین سے بھی ہٹے......
سمندر سے بھی ہٹے...... اور ہٹ رہے ہیں...... سارے تو نہیں ہٹے نہ ہی انسان ہٹا سکتا
ہے کہاں تک جا سکتا ہے...... کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن ہٹاتا جا رہا ہے...... لیکن آیت نے تو
یہ کہا تھا وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ o جتنے بھی غیب کے خزانے وہ سب
اللہ کے پاس ہیں اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ کتنے کروڑ لوگ جان گئے معاذ اللہ تو
غلط ہے آیت لیکن اب مکمل کیجئے آیت تو غیب کیا ہے تو یہ ہے غیب جو جس راستے میں
محنت کرتا چلا گیا اس غیب کو ظاہر کرتا چلا گیا اب غیب ہے کہاں اب آیات کو مکمل کرتے
ہیں وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ o وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا
تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ
إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ o (انعام:۵۹) کوئی خشک و تر ایسا نہیں جو اللہ کو نہ معلوم ہو کوئی دانہ
ایسا نہیں چاہے وہ زمین کی گہرائیوں میں ظلمات میں کیوں نہ ہو...... یہ سارا غیب کہاں
ہے یعنی یہ سارا کا سارا غیب ہم نے جمع کر دیا کہاں قرآن میں اب آیت مکمل ہوئی......
مولا کائنات علی ابن ابی طالبؑ کا قول ہے نہج البلاغہ میں موجود ہے کہ علم کی زکوٰۃ اُس کا
پھیلانا ہے...... علم کیسا خزانہ ہے دس صفات بتائی ایک سن لیجئے کہ دولت خرچ کرنے
سے کم ہوتی ہے علم خرچ کرنے سے اگر علم ہوگا تو خرچ کرنے سے بڑھے گا...... علم
نہیں ہوگا تو کنجوسی کرے گا کہ سب کچھ بتا دیا تو میں کیا کروں گا...... یہاں تو اللہ کا بھی
یہی اصول...... اور اللہ نے جنہیں کتاب دی ان کا بھی یہی اصول کہ جتنا خرچ کرتے
چلے جاؤ گے اتنا بڑھتا چلا جائے گا۔

تو اللہ نے جنہیں امانت دی تو کہہ کر دی کہ خرچ کرتے رہو بڑھتا چلا جائے
گا...... تو مجھے بتاؤ اللہ جن کو بھی دے ان کا علم تو بڑھتا چلا جائے اور خود اللہ کے پاس کچھ

نہ رہے؟ کیا اب یہ کہنا معقول ہے کہ معاذ اللہ! اللہ کے پاس کچھ نہ رہا۔ اور قرآن تو ہر
گھر میں ہے لیکن ہر کسی کو تو اس کا علم نہیں...... اسی طرح کیمسٹری کی کتاب بہت سے
گھروں میں ہے...... لیکن ہر کسی کو تو علم نہیں جو جتنا پڑھے گا جتنی محنت کرے گا...... اس
کتاب کا گھر میں ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سب کچھ جانتا بھی ہے۔ عبادت تو موجود
ہے...... خزانہ تو موجود ہے...... لیکن اس خزانے کا استعمال ہر ایک کو آتا نہیں ہے...... جو
جتنا سیکھے گا وہ اتنا ہی اُن خزانوں سے استفادہ کرے گا۔

تو بس ایک جگہ ضرور ہے جہاں ان تمام خزانوں کو جمع کیا۔ اس کتاب مبین
میں ہم نے وہ سارے خزانے جمع کر دیئے کہ جہاں اس معنی میں قرآن ہوگا...... کتاب
ہوگی...... جب اس مفہوم کے ساتھ کتاب ہوگی...... وہاں پر یہ سارے خزانے موجود
ہوں گے...... اس آیت نے یہ بھی بتا دیا کہ خزانے پروردگار نے پہلے سے جمع کر دیئے
تھے...... قرآن کب نازل ہوا۔ ۲۳ سال میں تو اس سے پہلے کائنات قرآن میں جمع نہیں
تھی...... کیوں؟

کائنات پہلے خلق ہوئی۔ سارے علوم کو کتاب میں جمع کیا...... تو بس یہ الکتاب
کون سی کتاب......؟ یہ ۲۳ سال میں لوگوں کے سمجھانے کے لیے ظاہری طور پر نازل
ہوئی...... رسول کے لیے ۲۳ سال والی کتاب نہیں۔ رسول جب خلق ہوا کتاب اس کے
سینے میں محفوظ تھی...... پوری کائنات کا علم اس کتاب میں ہے...... آج بھی اس کتاب کو
سمجھنے والے نئے نئے کشف کرتے چلے جا رہے ہیں۔ بس سارے علوم کتاب میں...... تو
یہ کتاب پہلے سے...... تو جب کتاب پہلے سے موجود تو ایک کتاب کا محافظ بھی رہنا
چاہیے۔ کیا پوری کتاب نازل ہوگئی کہ لوگوں نے رسول کو جھٹلایا ہے...... نہیں ہوئی......
آخری آیت نازل ہوئی دس ہجری میں...... یہ ۲۳ سال تک آتی رہی...... کتاب مکمل ہوئی

...ہجری میں...... جب قریش سے مناقشہ چلا ہے آدھی کتاب بھی نازل نہیں ہوئی، جب
...ش نے رسول کی رسالت سے انکار کیا ہے۔ کتاب پوری نہیں آئی...... سورے بھی
...نہیں ہوئے۔ رسول کو کب جھٹلا رہے ہیں قریش جب مکمل کتاب نہیں آئی۔

پروردگار جواب کیا دے رہا ہے سورہ رعد آخری آیت وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا
...تَ مُرْسَلًاo قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتٰبِo
...رسول! یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں۔ تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تمہاری
...ی کی ضرورت نہیں میری رسالت کے لیے، اللہ کی گواہی کافی ہے۔ اور اُس کی گواہی
...کہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ تو کفار کو کہہ دینا چاہیے کہ کونسی کتاب...... کفار کو
...و مسلمانوں کو کہنا چاہیے کہ خدا کے رسول کون سی کتاب؟ ابھی جو پوری ہوگی وہ
...ب...... ابھی ایک چیز آئی نہیں اور اللہ کہہ رہا ہے کہ کتاب کا علم ہے جس کے
...... بس الکتاب سے مراد کچھ اور ہے۔ اللہ نے یہ بتا دیا کہ پہلے کتاب کا مقام
...و۔ کتاب وہ ہے جس میں میں نے سارے خزانے جمع کیے ہیں۔ اور صاحب کتاب
...و گا جو ان خزانوں کو استعمال کرنا جانتا ہو...... وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابُ جس کے
...کتاب کا علم ہے وہ کافی ہے تو کتاب نور بھی نہیں آئی۔

بس معلوم ہوا کہ تمہارے لیے ظاہری طور پر ۲۳ سال میں کتاب آئی تھی۔
...ؐ جب آئے کتاب لے کر آئے...... محافظ جب آیا رسالت کا تو کتاب لے کر
...... کیوں کہ رسولؐ کے علاوہ کس کے پاس کتاب کا علم ہے...... رسولؐ کی تو گواہی
...رہا ہے کہ میں گواہ ہوں اور یہ گواہ ہے یہ کتاب والا تو معلوم ہوا کہ اللہ اور رسولؐ کے
...ہ بھی ایک فرد موجود ہے۔ کہ جس کو پروردگار رسالت کا بھی گواہ بنا رہا ہے اور یہ بتا رہا
...کہ رسالت کی گواہی کے لیے وہی مناسب ترین فرد ہو سکتا ہے جو اللہ کے سارے

خزانے کو استعمال کر رہا ہے...... تو کتاب کا علم کیا ہے؟ کتاب وہ ہے جس میں پروردگار
نے اپنے سارے خزانوں کو جمع کر دیا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ہر چیز پہلے خلق کر دی ہو بعد میں
رفتہ رفتہ کر کے ایک کتاب بنائی جائے جس میں ساری چیزیں رکھیں جائیں کہ کہیں اِدھر
اُدھر نہ نکل جائیں...... ایسا تو نہیں ہوا بلکہ خزانہ رکھنے کے لیے صندوق خزانہ رکھنے کے
لیے محافظ...... یہ سارے خزانے میں نے کتاب میں جمع کر دیئے اب یہ الکتاب جہاں
بھی ہو وہیں سارا علم بھی ہوگا۔

اللہ نے یہ بھی بتا دیا کہ یہ کتاب، یہ قرآن تو سب کے پاس ہو گا وہ
الکتاب...... وہ علم کتاب...... وہ ہر کسی کے پاس نہیں ہوگا...... کیسے نہیں ہوگا؟ کیوں نہیں
ہوگا؟ بے شمار لوگ تفسیریں لکھیں گے...... بس جو بھی حافظ قرآن بن گیا وہ گواہی دے
دے رسول کی...... ایسا ہے کیا؟ جس کے پاس ذرا سا علم ہو جناب سلیمان کے واقعے کی
طرف اشارہ کرتا چلوں کہ آصف برخیا میں تو اتنی طاقت تھی...... کتاب کا ذرا سا علم تھا
جس کے پاس...... اس نے ہواؤں کو سکیڑ دیا...... فضاؤں کو سمیٹ لیا...... فاصلوں کو ختم
کر دیا...... نبی نہیں، معصوم نہیں، امام نہیں...... فاصلوں پر اتنی قدرت رکھتا تھا۔ ذرا سا علم
تھا کہ فاصلے پلک جھپکنے سے پہلے سمیٹ دیئے۔ تو اب جس کے پاس پوری کتاب کا علم
ہو تو اس قدرت کا کیا عالم ہوگا۔

دونوں چیزیں قرآن نے بتائیں کہ مجھو مطلب کو نکالو۔ کتاب میں کیا ہے؟
پروردگار جب غیب کا علم دینا تھا تو یہ کہا کیوں کہ میرے پاس ہے...... جھگڑا ہی ختم ہو
جاتا۔ جب دینا تھا تو یہ کیوں کہا کہ میرے پاس ہے...... وہ عالم الغیب ہے کسی پر بھی
اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا...... سوائے اُن پر جنہیں پروردگار انتخاب کر لیتا ہے جس
طرح کہ کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اللہ کے نزدیک مگر وہ لوگ جنہیں اللہ نے یہ حق دیا

ہے.....لوگوں نے کہہ دیا کہ کسی کو شفاعت کا حق ہی نہیں ہے...... یہ بھی عقیدہ ہے
پروردگار نے کہہ دیا کسی کو حق نہیں جو خدا کی بارگاہ میں دوسرے کی شفاعت کرے۔ مگر
یہ کہ جسے اللہ اجازت دے دے..... بتا دیا کہ کچھ ہستیاں ایسی ہوں گی جنہیں حق
شفاعت دیا جائے گا......بس یہ غیب کا علم اللہ کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جنہیں مصطفیٰ اور
مرتضیٰ بنا دیتا ہے......سوائے ان کے جنہیں پروردگار انتخاب کر لے اپنے رسولوں میں
سے......یعنی پروردگار غیب کا علم اس کے حوالے کر دیتا ہے۔ اللہ کے سوا غیب کا علم کسی
کے پاس نہیں ہے......مگر ساحروں کے پاس تھا، نجومیوں کے پاس تھا......کیا استعداد
اور طاقت ہے، جادوگروں کی رسی کو پھینکا جان ڈال دی سانپ بنایا کہ نہیں بنایا......
حیوان بنایا......سامری نے بچھڑا بنایا......ان کو استعداد مل گئی۔ معصوم کی استعداد پہ شک
ہے؟ یہ قرآن ہی کہہ رہا ہے کہ ان کے پاس غیب کا علم بھی موجود ہے۔ وہ جان ڈالنے
کی صلاحیت بھی رکھیں، وہ عدم سے وجود میں لانے کی طاقت بھی یعنی کچھ نہ ہو اور بنا
کر دکھا دیں۔ ان میں اتنی قوت ہو اور جنہیں اللہ اپنا نائب بنا کر بھیجے انہیں یہ قدرت
نہ دے۔ اللہ اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا مگر اپنے مرتضیٰ بندوں پر اور ان کے ساتھ ملائکہ
بھی رہتے ہیں......جس میں جتنی اہلیت پاتا ہے انہیں اتنے ہی اختیارات دیتا ہے۔

اللہ وہ کچھ دے دے گا آپ کو رسولؐ کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ کائنات کا
ہر فرد چاہتا ہے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ اللہ راضی ہو گا تو آپ کو خوش کرے گا......اللہ یہی
فرق بتانا چاہ رہا ہے کہ مَنِ ارتضٰی کون لوگ ہیں......جنہیں میں نے علم غیب کے لیے
انتخاب کیا ہے......وہ کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ ہیں کہ رضائے الٰہی کی اس منزل پر ہیں کہ
اللہ چاہتا ہے کہ وہ راضی ہو جائیں......تو انہیں کیا دے کہ راضی ہو جائیں۔ تو پھر سب
سے جدا کوئی چیز دینی چاہیے۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ نے مرتضیٰ قرار دے دیا۔ دیکھیے

اب رسولؐ نے اگر لقب دیا کسی کو تو اتنی فراخ دلی سے دیا کہ جتنے مرتضیٰ القابات چرا لو
لیکن مرتضیٰؑ کوئی لاؤ؟

تو رسولؐ نے اتنا اہتمام کیا تھا کہ جب علیؑ کے القابات اور فضیلتیں چرانے
سے علیؑ کے خزانوں میں کوئی کمی آنے والی نہیں......دنیا نے فضائل علیؑ کے لوٹے اپنے قد
بڑھانے کے لیے......اس کے باوجود اس قابل نہ بن سکے کہ اللہ کے مرتضیٰ بندے بن
جائیں......تو رسولؐ نے بھی چھانٹ کے لقب دیا کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا کہ اس کا
کیا مطلب ہے......؟......مرتضیٰ کا......مرتضیٰ کون......؟ جنہیں اللہ ارتضٰی قرار دے رہا
ہے......جنہیں اللہ نے مرتضیٰ قرار دے دیا......اب تینوں مطالب کو جمع کیجیے۔ اللہ کے
سوا کسی کے پاس غیب کے خزانے نہیں...... اللہ اپنے غیب کے علم کو کسی پر ظاہر نہیں
کرتا......مگر یہ خزانے کہاں جمع کیے کتاب میں......علم کو کہاں ظاہر کیا......جنہیں مرتضیٰ
قرار دیا......اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (جن۔۲۷) اب اگر مرتضیٰ یہ دعویٰ کرتا نظر
آجائے تو تعجب کیسا......؟

مطالب جمع کر لیجیے۔ اب مرتضیٰ کتاب کے بارے میں یہ کہتا نظر آجائے کہ
ابن عباس میں وہ با کا نقطہ ہوں کہ جس میں سارے علوم جمع ہیں۔ اب مرتضیٰ اور کتاب کو
جمع کیجیے۔ کتاب میں ہیں سارے خزانے کتاب میں ہے سارا علم......اور کتاب ہے کن
کے پاس جو، ارتضٰی ہیں۔ جو مرتضیٰ ہیں اور اگر وہی یہ دعویٰ بھی کرتے نظر آئیں۔ ان
کے سوا کسی کا دعویٰ ہو تو دکھاؤ...... دوسرے کیوں کہتے ہیں کہ علم غیب نہیں ہے ان کے
پاس......کیونکہ ان کے پاس ایسا دعویٰ کرنے والا نہیں......اب اگر کوئی یہ دعویٰ کرنے
والا نکل آئے کہ میرے علم میں، میرے یقین میں ذرہ بھر اضافہ ہونے والا نہیں۔ اگر
سارے پردے ہٹا بھی دیئے جائیں کیونکہ یہ سارے خزانے کتاب میں......کتاب

میرے سینے میں ہے۔۔۔۔۔ خدا کے لیے علم غیب ذاتی ۔۔۔۔۔ کمی ہونے والی نہیں ہے۔ جب ایک طالب علم کے لیے فرمایا معصومؑ نے مت ڈرو خرچ کرتے ہوئے، علم کو تم جتنا خرچ کرتے چلے جاؤ گے ہم علم کو بڑھاتے چلے جائیں گے۔۔۔۔۔ جہاں بخیل بنے گا انسان وہاں علم بھی ختم ہوتا چلا جائے گا۔۔۔۔۔ وہاں بچا بچا کر رکھے گا۔۔۔۔۔ کہ سب کچھ ان کو بتا دیا تو بعد میں کیا ہوگا۔۔۔۔۔ کچھ نہیں بچاؤ جس کا وعدہ ہے وہ خزانے کو بھرتا چلا جائے گا۔

یہ وہ چیز ہے کہ پروردگار کہہ رہا ہے کہ یہ میرے خزانے ہیں۔ میں جس کو اس قابل پاتا ہوں دے دیتا ہوں۔ یہ کوئی دنیاوی دولت تو نہیں کہ ادھر کی اُدھر منتقل کی ۔۔۔۔۔ خالی ہوگیا۔۔۔۔۔ دولت دنیا میں رہ جائے گی علم قبر میں ساتھ جائے گا۔ تو دولت کے نظریے سے علم کو مت دیکھو۔ کتنے علوم معصومؑ کے سینے میں ہیں۔ چھٹے امام کے جو شاگرد ہیں۔۔۔۔۔ کیمیاء دان، ریاضی دان، ماہر طب منطقی ،فلسفہ پڑھایا امام نے پوری دنیا مانتی ہے غیر مسلم بھی مانے۔۔۔۔۔ غیر مسلموں نے تو کتابیں بھی لکھیں۔۔۔۔۔ سب نے مانا بس یہ بتایئے کہ اس امام کو کس نے پڑھایا؟ اور اس سطح پر کہ شاگرد امام بن جائیں۔۔۔۔۔ کس سے پڑھا۔۔۔۔۔ اپنے بابا سے پڑھا۔۔۔۔۔ کیا نام تھا ان کا۔۔۔۔۔ محمد باقرؑ پانچویں امام کا استاد کون ہے؟ اُن کے بابا۔۔۔۔۔ تو پہنچے گی گاڑی وہیں علیؑ تک۔۔۔۔۔ اور علیؑ نے کیا کہا کہ مجھے رسولؐ نے کس طرح پڑھایا۔۔۔۔۔؟ یہ اعتراضات ہی اس لیے اُٹھائے گئے کہ اپنے یہاں کوئی نہیں ملا ایسا۔۔۔۔۔ ہم کیوں گھبرائیں۔۔۔۔۔؟ کہتے ہوئے کہ صاحب کتاب ہمارا امام ہے۔۔۔۔۔ ہم کیوں گھبرائیں یہ کہتے ہوئے کہ غیب کا علم رکھنے والا ہمارا امام ہے۔۔۔۔۔ نہج البلاغہ کس نے ترتیب دی ہے۔۔۔۔۔ ہاں آپ کہیں گے کہ سید شریف رضی نے۔۔۔۔۔ اگر یہ ثابت ہوجائے یہ کلام سید شریف رضی کا ہے تو اور مشکل ہوجائے گی۔ آپ کو پتہ ہے کہ مخالف بھی نہیں کہتے کہ یہ کلام شریف رضی کا ہے۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ انہیں شریف رضی کو امام

ماننا پڑے گا۔ کیوں امام ماننا پڑے گا ایک تو بلاغت کی بلندی۔۔۔۔۔ اور اس کے بعد آئندہ کے حالات کا بیان۔۔۔۔۔ اچھا اگر علیؑ کے خطبے نہیں تو پھر کس کے ہیں۔۔۔۔۔ تو کتنا علم تھا شریف رضی کے پاس کہ قیامت تک کی خبریں دے کر چلا گیا۔۔۔۔۔ تو پھر مانو کہ شریف رضی امام تھا۔ یہ علم غیب کی خبریں رکھتا تھا۔ اب کہیں گے کہ اس کو امام مان لیا تو اور مصیبت کہا کہ نہیں یہ علیؑ کا ہی کلام ہے۔

بات واضح ہوگئی۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ ہم نے علم غیب دیا اور تم انکار کرتے ہو۔۔۔۔۔ نوکِ نیزہ پر تلاوت کی روایت نہیں ہے؟ تاریخ ہے جو سرِ نوکِ نیزہ پر تلاوت کرے وہ علم کیسا سمندر ہوگا۔ یہ امتحان تھے صبر کے۔۔۔۔۔ کہ کسی کو ذرا سا ملا اس سے سنبھالا نہ گیا۔۔۔۔۔ یہی ظرف دیکھ دیکھ کر۔۔۔۔۔ جو قدرِ مشترک تھی مولایت کی اس حساب سے علم دیا گیا۔ تو اللہ کو نہ مانو اللہ ہلاک نہیں کرتا۔ فوراً یہ مولایت کی صفت دے کر ان کو اس نے زمین پر بھیجا۔۔۔۔۔ یہ اپنی ذات کے لیے جنگ نہیں کرتے۔۔۔۔۔ اگر ان کا دشمن ان کی توہین کردے، علیؑ نے قتل نہیں کیا بلکہ چھوڑ دیا۔ بتانے کے لیے کہ اللہ نے ولایت یوں ہی نہیں دے دی مجھے۔۔۔۔۔ میں نے اپنی ذات کے لیے کبھی کوئی قدم نہیں اٹھایا۔۔۔۔۔ کیونکہ جتنی بڑی ہستیاں ہوتی ہیں اُن کے اُتنے ہی بڑے امتحان بھی لیے جاتے ہیں۔ کائنات کا ولی ہے۔۔۔۔۔ مشکل کشا ہے۔۔۔۔۔ رسولؐ کی دعا کو قرآن میں نقل کیا۔۔۔۔۔ پروردگار اپنی بارگاہ سے طاقتور مددگار بھیج دے۔۔۔۔۔ کیوں اللہ سے مدد کیوں نہیں مانگی؟ اللہ کو تو چاہیے کہ کہہ دے رسولؐ میں نے تمہیں رسولؐ بنایا تم دوسرے کو مدد کے لیے پکار رہے ہو۔۔۔۔۔

کیا تم نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تھی کسی سے مدد نہیں مانگنا۔ کسی کی عبادت نہیں کرنا۔

رسولؐ یہ کیا دعا مانگ رہے ہو کہ طاقتور مددگار بھیج دے۔ کیا مجھ سے زیادہ کوئی طاقتور؟ اللہ نے اپنی بارگاہ سے اپنے رسولؐ کے لیے طاقتور مددگار بھیجا یا نہیں۔۔۔۔۔ جس

رسول نے بھی یہ دعا مانگی وہ دعا پوری ہوئی یا نہیں...... موسیٰؑ نے مانگا ہارون کو...... دیا اللہ نے کہ نہیں میں بھیج رہا ہوں تیرے بھائی کو مددگار بنا کے...... ڈھونڈو کہ رسولؐ کا یہ طاقتور مددگار کون ہے......؟ رسولؐ پکار رہا ہے احد کے میدان میں اور مسلمان دوڑے چلے جا رہے ہیں...... وہ بدر کا میدان ہو یا اُحد کا، خندق ہو یا خیبر، ہر میدان میں ایک ہی ہستی ہے جو ثابت قدم ہے اور رسالت کا دفاع کرتی نظر آرہی ہے اور وہ ہے علیؑ کی ذات۔

جس طرح علیؑ رسالت کا دفاع کرتے رہے۔ اسی طرح علیؑ نے عباسؑ کو تیار کیا تھا۔ کربلا میں امامت کے دفاع کے لیے۔ عباسؑ کیسا بیٹا تھا اُم البنینؑ کا...... اتنا مان تھا اُم البنینؑ کو اپنے بیٹے عباسؑ پر کہ کوئی واقعہ کربلا کا ذکر دے...... اُم البنینؑ مسکرا کر رہ جاتی ہے...... میرا عباسؑ موجود ہو اور بھلا کسی کی مجال ہے کہ حسینؑ کو قتل کر دے...... میرا عباسؑ زندہ ہو اور کسی کی مجال ہے زینبؑ کے سر سے ردا چھین لے...... بڑی مطمئن ہے ام البنینؑ اپنے بیٹوں پر خاص طور سے عباسؑ پر...... لیکن ہوا کیا ایک دن مدینے کی گلیوں میں مناوی ندا دیتا ہوا داخل ہوا...... وہ آواز دے رہا ہے کہ مدینے والو! چین سے اپنے گھروں میں سو رہے ہو...... ارے مدینہ رہنے کے قابل نہ رہا مدینہ اُجڑ گیا...... مدینے کا تاج دار کربلا میں تین روز کا پیاسا قتل کر دیا گیا۔

محلے بنی ہاشم میں پہنچا۔ ایک بی بی سر پر چادر ڈالے تیز تیز قدم بڑھاتی ہوئی نکلی آئی اور یہ ندا دینے والا کون بشیر کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر جھٹکا دیا کیا بکتا ہے۔ کون حسینؑ قتل کر دیا گیا۔ کہاں سے آیا ہے تو کہا میں عراق سے آرہا ہوں۔ میں کربلا سے آرہا ہوں۔ قید سے رہا ہونے والے امیروں کو لے کر آیا ہوں۔ بی بی زہراؑ کا لال حسینؑ قتل کر دیا گیا۔

بس اس بی بی نے عراق کا رُخ کیا اور کہتی ہے عباسؑ دودھ نہیں بخشوں گی۔

عباسؑ میں نے کہا تھا حسینؑ کو تنہا نہ چھوڑنا۔ یہ تو نے کیا کیا عباسؑ تو نے مجھے شرمندہ کر دیا زہراؑ کے سامنے بس اتنا سننا تھا کہ بشیر نے اپنے سر پر رکھا ہوا عمامہ پھینک دیا سر و سینہ پیٹتے ہوئے کہتا ہے۔ اے بی بی میں سمجھ گیا تو عباسؑ کی ماں اُم لبنینؑ ہے۔ اے بی بی اپنے عباسؑ کو ایسا نہ کہہ ارے تیرے عباسؑ نے حق ادا کر دیا جانثاری کا...... غلامی کا حق ادا کر دیا۔ جب تک تیرے عباسؑ کے بازو سلامت تھے کسی کی مجال تھی کہ کوئی حسینؑ کے نزدیک آجاتا۔ ارے تیرے بیٹے نے تو ایسا دفاع کیا حسینؑ کا کہ کربلا میں سب سے منفرد مقام بنا کر چلا گیا اور جب اُم لبنینؑ نے اپنے بیٹے کی جنگ کا حال سنا تو بس ہر وقت اپنے بیٹے کو یاد کرتی تھی اور یہ کہا کرتی تھی اپنے عباسؑ کے لیے ارے کوئی مجھے بتاؤ میرے عباسؑ کی جنگ کا حال بتاؤ میں نے سنا ہے کہ جب میرا عباسؑ ان کوفیوں اور شامیوں پر حملہ کرتا تھا تو یہ ملعون اس کے آگے سے بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سے بھاگتے تھے۔ ارے مجھے بتاؤ میرے عباسؑ پر کیا گزری۔ مجھے بتایا گیا کہ میرے لال کو اس وقت گھوڑے سے گرالیا کہ جب اس کے بازو کاٹ ڈالے...... ارے میں تو جب مانتی کہ میرے بیٹے کے بازو سلامت ہوتے اور کوئی اس کے قریب آجاتا۔

اُم لبنینؑ کو اتنا مان ہے عباسؑ پر کہ سوچو! زینبؑ کو کتنا مان ہوگا...... اُم کلثومؑ کو کتنا مان ہوگا...... سکینہؑ کو کتنا مان ہوگا...... حسینؑ کو کتنا مان ہوگا...... کیسے تربیت ہوئی تھی عباسؑ کی...... عباسؑ ساری زندگی انتظار کرتا رہا روزِ عاشورہ کا...... علیؑ نے تربیت کی عباس کی کہ عباسؑ تو میری نیابت کرے گا کربلا میں۔ اے میرے مولاؑ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ کربلا میں کیا ہوگا۔ پھر یہ عباسؑ کو اتنی تیاری کیوں کرا رہے ہیں۔ شاید مجھے بارگاہِ حیدر کرار سے یہ ہی جواب ملے اس لیے کہ جب میرے عباسؑ کے جلال کا ذکر کرنا، جب عباسؑ کے غیض کا ذکر کرنا، جب عباسؑ کی شجاعت کا ذکر کرنا وہیں عباسؑ کی اطاعتِ

امامؑ کا بھی ذکر کرنا بتاتا کہ وہ کیسا مطیع تھا اپنے امامؑ کا۔ کیسا اطاعت گزار تھا اپنے امام کا...... اتنی قدرت رکھنے کے بعد ایک شخص شجاعت، بہادری کے اس مقام پر ہو کہ لوگ جسے ثانی حیدرِ کرارؑ کہیں۔ لوگ اُسے قمر بنی ہاشم کہیں۔ اپنی تلوار سے خط کھینچ دے اور یہ چیلنج بھی کر دے کہ جسے اپنا سر اپنے تن پر عزیز ہو وہ اس خط کو عبور کر کے ادھر آ جائے۔

میرے مولاؑ کے خیمے کو ساحل سے ہٹانا دور کی بات ذرا قدم تو اِدھر رکھو۔

دنیا میں بھی اگر کوئی بہادر شخص ہو تو اپنی جان سے گزر جائے گا اپنے الفاظ سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ عباسؑ کربلا میں بتا کر گیا کہ نہ تم مجھ سے زیادہ بہادر، نہ تم مجھ سے حسینؑ سے محبت کرنے والے میں نے خط کھینچا تھا کسی عام انسان نے خط نہیں کھینچا تھا۔ یہ خط میں نے اپنی شمشیر سے کھینچا تھا کہ خیمے ہٹانے کی بات کرتے ہو ذرا قدم تو اِدھر لاؤ کہ یہ بڑھنے والا دستہ دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اِدھر بس اتنا ہوا کہ اس کے امام کا ہاتھ اس کے شانے پر آ گیا۔ حسینؑ ہمیں بتانا چاہ رہے ہیں کہ اطاعتِ امام کسے کہا جاتا ہے۔ شانے پر ہاتھ رکھا امام نے عباسؑ کے...... عباسؑ میرے شیر جنگ نہیں کرنی ابھی۔ عباسؑ خیمے ہٹا لو جوشِ محبت میں، جوشِ عقیدت میں، عباسؑ کا مرتبہ بھی تو دیکھو کون ہے عباسؑ علیؑ کا تربیت یافتہ، اُم لبنینؑ کے دودھ سے جس کی پرورش ہوئی۔ حسینؑ جیسے امامؑ کی غلامی کا شرف رکھنے والا کیسا سمجھا تم نے کہ عباسؑ کہے گا نہیں مولا یہ تو نہیں ہو سکتا، میں نے خط کھینچ دیا میں نے جملے کہہ دیئے اب میں اپنی بات سے کیسے پیچھے ہٹ جاؤں۔ بات سے پیچھے ہٹنے کا مسئلہ نہیں ہوتا۔ پروردگار کو جتنا بڑا منصب دینا ہوتا ہے اتنا ہی بڑا امتحان لیتا ہے۔ عباسؑ بتا رہا ہے کہ اگر میں نے جنگ کے لیے خط کھینچا تھا تو اپنے امام کی خاطر اب اپنی بات سے پیچھے ہٹتا ہوں۔

تو اپنے امام کی اطاعت کے خاطر ہٹتا ہوں۔ میری شخصیت ختم ہوتی ہے ہو

جائے، مجھے لوگ برا کہیں تو کہیں۔ یہ ہی میرا امتحان ہے کہ دنیا مجھے اس انداز میں جانتی ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ خط کھینچ دیا اب کوئی ادھر نہیں آ سکتا۔

عباسؑ سے اطاعت امامؑ سیکھنے والے جانتے ہیں کہ زندگی میں کبھی ایسے مقام بھی آ جایا کرتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے کھینچی ہوئی لکیروں کو اپنے ہاتھوں سے مٹا دینا پڑتا ہے۔ عباسؑ نے تو سیکھایا اور کس نے سکھایا کربلا میں اِدھر حسینؑ کا ہاتھ عباسؑ کے شانے پر آیا میرے شیر عباسؑ جنگ نہیں کرنی۔ کیا کیا عباسؑ نے نظریں اُٹھا کر نہ پہلے کبھی دیکھا تھا حسینؑ کی آواز پر نہ آج دیکھے گا۔ نظریں جھکی ہوئی ہیں۔ مولا تیرا یہ غلام اطاعت کرے گا۔ عباسؑ سے زیادہ کوئی جانتا ہے کہ میرے سامنے کون ہے۔ اسی ہاتھ سے اسی شمشیر سے جس سے عباسؑ نے خط کھینچا تھا خیموں کو ہٹانا شروع کیا۔

میرے مولا کا حکم ہے۔ لوگ تو یہی کہیں گے کہ اپنی زبان سے پھر گیا۔ لیکن مولا ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ عاشور کا دن آئے گا میں اپنے ارمان نکال لوں گا۔ آ گئی شب عاشور عباسؑ کو اطمینان ہے، کوئی بات نہیں سات محرم کو خیمے ہٹا دیئے تو کیا میں اپنے ارمان پورے کر لوں گا۔ زہیر بن عقیل جب سمجھانے آئے تھے عباسؑ کو شب عاشور فیصلہ کیا تھا انصارِ حسینی نے کہ کون بات کرے۔ بار بار شمر ملعون آتا ہے حوالہ دیتا ہے کہ عباس سے کون بات کرے۔ زہیر آپ بات کیجئے، پشت خیمہ پر عباسؑ پہرا دے رہے ہیں۔ چلے گئے زہیر دونوں ساتھ ساتھ اپنی واریوں پر ہیں۔ زہیر نے یاد دلایا عباسؑ کو کچھ ...... کیا یاد دلایا عباسؑ کی خلقت کا مقصد کہ عباسؑ دنیا میں کیوں آیا ہے۔ تب جوں ہی زہیر نے بات ختم کی جب تک زہیر بول رہے تھے عباسؑ مسکرا رہے تھے۔ جوں ہی زبیر نے بات ختم کی عباسؑ نے ایک انگڑائی لی رقابیں ٹوٹ گئی گھوڑے کی، کہا کہ زہیر مجھے میری خلقت کا مقصد یاد دلاتے ہو...... زہیر بس صبح ہونے دو میرے بھائی پھر دیکھو

عباسؑ کیا کرتا ہے۔ انتظار کر رہا ہے عباسؑ کہ صبح عاشورہ ہو اور میں اپنے دل کے ارمانوں نکالوں۔ بابا کے معیار پر پورا اتروں میری ماں کو اطمینان ہو جائے۔ اس سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کر دوں۔ صبح عاشورہ ہوئی عباسؑ جنگ کے لیے تیار...... حسینؑ نے آواز دی عباسؑ یہاں آؤ...... آئے عباسؑ قلب لشکر کو لے کر آیا حسینؑ علم ہاتھ میں دے دیا۔ عباسؑ یہ علم تمہارے ہاتھ میں عباسؑ سمجھ گئے کہ جنگ کرنے اجازت نہیں ملی۔ مولا کا حکم ہے۔ کہا مولا یہ غلام اطاعت کرے گا۔ علم لے کے کھڑا رہا عباسؑ حسرت سے...... ایک ایک کو میدان میں جاتے اور پھر اپنے مولا کے ہاتھوں پر واپس آتے دیکھتا رہا۔ ایک وقت وہ آ گیا کہ جب عباسؑ تنہا کھڑا ہے میدان میں...... عباسؑ نے دائیں بائیں دیکھا سامنے دیکھا کوئی سپاہی عباسؑ کو اپنا نظر نہیں آیا...... علم لیے لیے سر جھکائے درِ خیمہ پر حاضر ہوا اذن دخول طلب کیا۔ مولا یہ غلام حاضر ہونا چاہتا ہے۔ اجازت ملی سر جھکائے کھڑا ہے، عباسؑ نے کہا حسینؑ نے کیا بات ہے عباسؑ کچھ کہنا چاہتے ہو۔ عباسؑ نے کہا مولا اب اس غلام کو بھی اجازت دے دیجیے جانے کی...... جانتے ہو حسینؑ نے کیا کہا، عباسؑ تم میرے لشکر کی زینت ہو، تم علمدار ہو، تم چلے گئے علمدار ہی نہ رہے گا...... حسینؑ عباسؑ کو بتانا چاہ رہے ہیں کہ بیبیوں کو کتنی ڈھارس ہے تمھ سے۔ جب کسی کے گھوڑے سے گرنے کی خبر پہنچتی تھی تو بیبیاں اور بچے گھبرا کر علم کے پھریرے کو دیکھا کرتے تھے۔ اطمینان ہو جاتا تھا کہ ابھی علم کا پھریرا لہرا رہا ہے...... ابھی علمدار موجود ہے۔ ابھی عباسؑ موجود ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ کوئی قریب آ جائے خیموں کے۔ تم سے بڑی ڈھارس ہے بیبیوں اور بچوں کو...... عباسؑ نے نظریں جھکائے ہوئے کہا مولا میرا سپاہی کہاں ہے؟ میرا تو کوئی سپاہی ہی نہیں رہا، میرا لشکر ہی نہیں رہا جس کا میں علمدار ہوں۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی ہے اور ایک معصوم بچی خیمے میں دوڑتی ہوئی داخل ہوئی

دامن سے لپٹ گئی چچا کے...... کہا چچا جان کیا آپ بھی پانی نہیں پلا سکتے؟ ہاتھ جوڑے عباسؑ نے اے شہزادی ایک بار اپنے بابا سے اجازت دلا دو...... عباسؑ وعدہ کرتا ہے کہ تمہارے لیے پانی لے کر آئے گا۔

عباسؑ کو اپنے پر اتنا اعتماد ہے۔ شہزادی اجازت دلوا دو...... اجازت کیسے نہ ملتی عباسؑ کو...... بچی دوڑی دوڑی گئی ایک خشک سا مشکیزہ لے کر آئی۔ عباسؑ بیٹھے فرش پر اتنا جھکے کہ عباسؑ کے گلے سے بچی نے مشکیزہ پہنا دیا۔ کوئی تو سبب ہوگا کہ جہاں جہاں عباسؑ کا علم وہاں وہاں چھوٹا سا مشکیزہ...... اب رخصت ہونے کے لیے آئے ہیں ثانی زہراؑ کے خیمے میں اجازت طلب کر کے یہ وفادار غلام ثانی زہراؑ کے داخل خیمہ ہوا۔ شہزادی یہ غلام آخری سلام کے لیے آیا ہے۔

زینبؑ نے اپنے شیر سے بھائی کو دیکھا...... عباسؑ جا رہے ہو...... جاؤ زینبؑ روکے گی نہیں۔ لیکن زینبؑ کی ایک بات سنتے جاؤ عباسؑ میں مدینے میں سنا کرتی تھی کہ میرا بھائی حسینؑ قتل کر دیا جائے گا، میں قیدی بنائی جاؤں گی، میرے بازوں میں رسن باندھی جائے گی اور جب بات یہاں تک آتی تھی تو میں حیران ہو کر سوچا کرتی تھی کہ کوئی میرے بازوؤں میں بھی رسن باندھ سکتا ہے؟ کوئی مجھے بھی قیدی بنا سکتا ہے؟ کیونکہ کتنا فرق ہے عباسؑ اور ثانی زہراؑ کی عمروں میں اٹھارہ سال سے لے کر بائیس سال تک کا فرق ہے۔ اتنی بڑی ہیں ثانی زہراؑ۔ ماں بن کر پالا ہے عباسؑ کو۔ تو عباسؑ کے مزاج سے کون آشنا ہو سکتا ہے زینبؑ سے زیادہ۔ کہتی ہیں ثانی زہراؑ کہ میں حیرت میں ڈوب جاتی تھی کہ جس کا عباسؑ جیسا بھائی ہو تو کوئی اُسے قیدی بنا سکتا ہے؟ یہ ملتا ہے روایات میں کہ جب ثانی زہراؑ ماں کی قبر کی زیارت کے لیے نکلا کرتی تھیں یا روضۂ رسولؐ کے لیے جایا کرتی تھیں تو ہاشمی جوان اپنے حلقے میں لے لیتے تھے اور ننھا سا عباسؑ اپنی شہزادی

کے آگے آگے چھوٹی سی تلوار لے کر چلتا تھا، آوازیں دیتا ہوا کہ اہل مدینہ آنکھیں بند کر لو میری شہزادی آ رہی ہے۔ اور زینبؑ اپنے بھائی کو دیکھا کرتی تھی کہ جس کا عباس جیسا بھائی ہو کوئی اُس بی بی کے بازوؤں میں رسن باندھے، کوئی اس بی بی کے سر سے چادر کھینچے، لیکن عباسؑ اب تم جا رہے ہو مجھے یقین آ گیا کہ اب میرے سر سے چادر ضرور چھنے گی، میں قیدی ضرور بنائی جاؤں گی، اب میرے بازوؤں میں رسن ضرور باندھی جائے گی، چلا عباسؑ گھاٹ پر قبضہ کرنے عباسؑ نے ترائی میں اتارا گھوڑے کو...... مشکیزے کو بھر لیا...... چلو میں پانی لیا ہونٹوں تک لے کر آیا عباسؑ سکینہؑ کی پیاس یاد آ گئی پانی واپس پھینک دیا۔ جس طرح علیؑ نے باب خیبر میں پنجہ گاڑا...... اسی طرح عباسؑ نے فرات میں پنجہ گاڑا اور پانی چلو میں لیا اور فرات کے منہ پر مار دیا، دیکھ فرات علیؑ کا لال ایسے قبضہ کرتا ہے۔ میرے بابا نے پتھر پر علم گاڑا تھا۔ میں آج تیرے سینے میں علم گاڑ رہا ہوں اور میرا قبضہ کچھ دیر کا قبضہ نہیں ہے فرات اب قیامت تک میرا علم تیرے ساحل پر لہرائے گا، اب قیامت تک میں فاتح فرات کہلاؤں گا۔ تو جب عباسؑ نے پانی چلو میں لے کر پھینک دیا تو رہوار کیسے پیتا عباسؑ کا...... دونوں پیاسے ترائی سے واپس پلٹے، اب حسینؑ دیکھ رہے ہیں کہ میرا شیر واپس پلٹا ہے۔ علم تیز تیز خیموں کی طرف آ رہا ہے کچھ دیر بعد علم کے آگے بڑھنے کی رفتار کچھ کم ہو گئی اور کچھ دیر گزری علم ایک جگہ ٹھہر گیا۔ کچھ دیر گزری علم ہلا اور پھر جھکا، لیکن پھر بلند ہو گیا، کچھ آگے بڑھا علم پھر جھکا، لیکن پھر سیدھا ہو گیا کچھ دیر بعد حسینؑ نے دیکھا کہ تیسری بار علم جھکا پھر اُٹھ نہ سکا...... کلیجہ تھام لیا حسینؑ نے، حسینؑ سمجھ گیا کہ میرا شیر مشکل میں آ گیا، میرا عباسؑ مشکل میں آ گیا، مشکیزہ دانتوں میں مشکیزہ سنبھالے کہ علم سنبھالے...... سکینہؑ کی خاطر مشکیزے کو ترجیح دی، علم ٹھنڈا ہوا مشکیزے پر چھا گیا عباسؑ سب سے بڑی مشکل عباسؑ کی کون سی ہر طرف سے تیر آ کے عباسؑ کے سینے

میں گڑتے گئے۔ ایک تیر ایسا آ کے لگا کہ جو عباسؑ کی آنکھ میں آ کر لگا جس سے عباسؑ کو بہت اذیت تھی۔ عباسؑ نے سر کو جھٹکے دینا شروع کیے چاہا کہ یہ تیر نکل جائے نہ نکل سکا۔

عباسؑ نے کٹے ہوئے بازوں کو جوڑ کر چاہا کہ اس تیر کو کھینچ لوں، نہ نکل سکا میں نے ساری طاقت کو جمع کیا اپنے زانوؤں کو بلند کیا تیر کو اپنے زانوؤں کے درمیان میں لے کر کھینچنا چاہتا تھا کہ ایک ملعون نے ایسا گرز عباسؑ کے سر پر مارا کربلا میں جو گھوڑے سے گرا وہ اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر گرا...... لیکن جب عباسؑ گرا تو سر کے بل گرا کہ سارے تیر عباسؑ کے سینے میں پیوست ہو گئے...... گرتے گرتے آواز دی مولا اپنے غلام کی خبر لو...... اے میرے قوتِ بازو عباسؑ...... اے میرے بھائی عباسؑ تو نے میری کمر توڑ دی...... تیری آواز سے میری کمر ٹوٹ گئی عباسؑ...... پہنچا عباسؑ کے سرہانے حسینؑ...... کہا کہ مولا بچوں سے شرمندہ ہوں پانی نہ لا سکا، بازو قلم ہو گئے میرا لاشہ خیمہ گاہ میں نہ لیجانا...... لیکن مجھے یقین ہے کہ ایک وجہ اور بھی ہو گی عباسؑ دیکھ رہا ہے کہ صبح سے لے کر اب تک میرا مولاؑ کتنے زخم کھا چکا ہے ہر لاشہ حسینؑ خود اٹھا اٹھا کر لاتا تھا......

عباسؑ نے کہا مولا مجھے یہیں چھوڑ دیں۔

۞......۞......۞

آٹھویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔھُمُ الطَّاغُوۡتُ یُخۡرِجُوۡنَھُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ (البقرہ)

اللہ صاحبان ایمان کا ولی ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی تاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (البقرہ ۲۵۷)

سورہ بنی اسرائیل جسے سورہ اسرا بھی کہا جاتا ہے کی ۸۰ ویں آیت وَقُلۡ رَّبِّ ...دۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ...لۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ؁ یعنی یہ رسولؐ نے بھی نہیں ...... بلکہ اللہ نے حکم دیا رسولؐ کو کہ رسولؐ اس ...رح سے کہو رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ یعنی میں جہاں جا رہا، مجھے داخل کر دے ...ے اطمینان سے سچائی کے ساتھ داخل کر دے۔ وَاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ اور جب ...ں خارج ہو رہا ہوں تو اسی طرح صدق کی حالت میں وَاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ...لۡطٰنًا نَّصِیۡرًا۔ اللہ نے یہ حکم دیا کہ آپ یہ دعا مانگیے کہ پروردگار اپنی بارگاہ سے ایک ...ضبوط اور طاقتور مددگار بھیج دے اب آیئے دوسرا حوالہ جاءَ الحق و ذھق الباطل ان

البا طل ان الباطل کان زھوقا جب حق آ جاتا ہے تو باطل کے لیے بھاگنے کے سوا چارا نہیں رہتا اور بے شک باطل ہے ہی بھاگ جانے کے لیے...... سورہ طٰہٰ کی ۲۴ ویں آیت سے بات شروع ہوتی ہے اور ۳۴ ویں آیت تک یعنی ۲۴ کو ملایا جائے تو گیارہ آیات چھوٹی چھوٹی سی بنتی ہیں۔

اِذۡھَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی ؀ اللہ نے حکم دیا جناب موسیٰؑ کو صرف اتنا کہ جایئے فرعون کی طرف یہ سرکش ہو گیا جواب میں جناب موسیٰؑ نے پوری تقریر کر ڈالی ...... کہا اتنا تھا اللہ نے کہ وہ سرکش ہو گیا...... اللہ نے کیے حکم دیا؟ جناب موسیٰؑ کو کہ موسیٰؑ جایئے اس کی طرف: اِذۡھَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی ؀ قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ؀ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ؀ وَ احۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ؀ یَفۡقَھُوۡا قَوۡلِیۡ ؀ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَھۡلِیۡ ؀ ھٰرُوۡنَ اَخِی ؀ اشۡدُدۡ بِہٖۤ اَزۡرِیۡ ؀ وَ اَشۡرِکۡہُ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ ؀ کَیۡ نُسَبِّحَکَ کَثِیۡرًا ؀ وَّ نَذۡکُرَکَ کَثِیۡرًا ؀ (طٰہٰ ۲۴۔۳۴)

یہ گیارہ آیات اللہ نے کہا! اے موسیٰؑ جایئے فرعون کی طرف کہ سرکش ہو گیا، یہ طغیان کر رہا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا پروردگار شرح صدر دے دے...... میرے سینے کو کشادہ کر دے...... ایک شرط موسیٰؑ نے یہ بھی بتائی کہ اگر شرح صدر نہ ہو، اگر کشادہ دلی نہ ہو تو اللہ کے راستے میں فرعونوں سے ٹکرانا بڑا مشکل کام ہوا کرتا ہے ... کشادہ دلی ہونا چاہیے۔ کیونکہ موسیٰؑ جانتے ہیں کہ دین کے پیغام کو پہنچانا کتنا مشکل کام ہے...... پہلی دعا مانگی اور مشکل امر مجھے درپیش ہے، میرے لیے اس امر کو آسان بنا دے...... شرح صدر دے، امر کو آسان کر...... کتنی بڑی دعا ہے ہمارے اہل علم کے لیے بھی کہ میری زبان کی گرہ کو کھول دے پروردگار...... میری زبان میں اتنی تاثیر دے دے ... یہ عمل کریں نہ کریں سننے کو تو تیار ہو جائیں...... میرا قول ایسا ہو جائے کہ مشکل ترین بات

آسان ہو جائے ...... یہ میری بات کو سمجھنا شروع کر دیں ...... میرے خاندان میں سے ایک وزیر قرار دے ...... میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے ...... اس کے ذریعے سے میری پشت کو مضبوط کر دے ...... میری طاقت بڑھانے والا بنا دے ...... میرے ہر امر میں اسے میرا شریک بنا دے ...... یہی دلیل دی جاتی ہے نا قرآن سے کہ اے رسول اگر تم نے شرک کیا تمہارے ہر عمل کو ختم کر دیا جائے گا ...... ادھر موسیٰؑ کیا کہہ رہے ہیں کہ میرے ہر امر میں اسے میرا شریک بنا دے تو رسالت سلب ہو گئی موسیٰؑ کی ...... شریک بنا رہے ہیں وہ اپنے امر میں ...... ہم نے تمہیں حکم دیا کہ شرک نہ کرنا ...... تم شریک کر رہے ہو ...... اُس سے مدد مانگ رہے ہو ...... مجھ سے مدد نہیں مانگی، میں زیادہ طاقت پہنچانے والا ہوں ...... یا تمہارا بھائی ...... میرے بھائی کو میرے ہر امر میں شریک کر دے۔ کیوں؟ تاکہ میں زیادہ سے زیادہ تیری تسبیح کروں۔ شاید آخری رسول نے بھی یہی دعا کی ابھی تو میں تیری تسبیح کرتا ہوں لیکن جب مجھے قوت ملے گی تو میں حرا سے باہر آ جاؤں گا اور جب میں حرا سے باہر آ جاؤں گا مجھے قوت ملے گی تو میں اتنی تسبیح کروں گا کہ قرآن خود کہے گا اے میرے رسولؐ اتنی تسبیح نہیں ...... اتنی عبادت نہیں ...... کچھ کم کرو ...... اللہ نے رسولؐ کی سنی ...... رسولؐ نے وعدے کو پورا کیا ...... رسولؐ کی کتاب کس پر نازل ہوئی ہارون پر یا موسیٰؑ پر ...... موسیٰؑ کا درجہ بلند ہے یا ہارون کا ...... موسیٰؑ کو زیادہ اختیارات ہیں یا ہارون کو ...... پھر بھی موسیٰؑ فرما رہے ہیں کہ جب تک میرا یہ بھائی مددگار نہ ہو گا میں کچھ بھی نہیں کر سکتا ...... میں تیرے وعدے کو پورا کروں گا تو میری دعا کو قبول کر لے۔

اب ہارون کا مقام کیا ہوا کہ جو کامیابی بھی موسیٰؑ حاصل کریں گے قرآن گواہی دے رہا ہے کہ ہارون موسیٰؑ کے شریک ہیں یہی تو کہا تھا رسولؐ نے کہ جو منزل ہے ہارون کو موسیٰؑ سے ...... یا علیؑ وہی منزل آپ میرے ساتھ ...... جب ہارون کی شرکت

موسیٰؑ کی کامیابیوں میں نظر آ گئی ...... تو مجھے بتاؤ موسیٰؑ آخری نبی ہے یا یہ رسولؐ ...... موسیٰؑ کا درجہ بلند یا اس رسولؐ کا ...... موسیٰؑ کو اس کا کلمہ پڑھنا پڑا اسے موسیٰؑ کا جب رسولؐ اور موسیٰؑ کا فرق سمجھ میں آ جائے تو پھر نتیجہ نکال لینا کہ ہارون ہر کامیابی میں موسیٰؑ کے شریک رسولؐ کیسے ہوئے؟ یہی بتا رہا ہے کہ علیؑ نہ ہوتا تو مجھے کوئی کامیابی نہ ہوتی اب دونوں دعاؤں کو جمع کر لیجئے لو اِدھر حوالہ دیا سورہ طٰہٰ میں کہ موسیٰؑ نے یہ دعا مانگی کہ میرے بھائی ہارون کو میرا مددگار بنا دے ...... یہی تو قرآن بتا رہا ہے کہ ھارون کا نام اس لیے لکھا کہ اب کو کوئی خوف نہیں، کوئی خطرہ نہیں قرآن میں تحریف کا۔ لیکن وَاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا۔ یہاں نام نہیں لیا ...... وہاں نام لیا ہارون کا ...... اس لیے کہ ہارون سے بظاہر انہیں کوئی خطرہ نہیں ہے ...... اگر علیؑ کا نام آ جاتا قرآن کا دعویٰ خطرے میں پڑ جاتا ...... ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے ...... ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ...... یا تو لوگ علیؑ بہت سارے بناتے ...... یا آیات میں تبدیلی کرتے ...... محفوظ رکھا اللہ نے قرآن کو تحریف سے ...... ایک آیت کو کہیں رکھا ایک آیت کو کہیں رکھا ...... عقل بھی دی شعور بھی دیا ...... علامات بھی بتائیں کہ جو نتیجہ نکالنے والے ہوں گے جو بابُ العلمؑ سے اپنا رابطہ رکھتے ہوں گے ...... خود بخود نتیجہ سامنے آئے گا۔

کیونکہ ہارون کے لیے دعا مانگی موسیٰؑ نے نام لے کر ...... میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے ...... یہاں قرآن اس آخری رسول کو دعا بتا رہا ہے کہ ایسے دعا مانگو ...... تو اب بتایئے جب مکہ سے چلا تو کس کو نائب بنا کر ...... مکہ سے چلا۔ بستر پر کسے سُلا کر چلا ...... امانتیں کس کے سپرد کر کے گیا ...... اتنا تو طے ہے کہ کفار قریش جو رسول کو رسول نہیں مانتے تھے مگر امین مانتے تھے ...... امین نہ مانتے ہوتے تو امانتیں رسولؐ کے پاس نہ رکھواتے ...... اتنا یقین ہے۔ رسولؐ جانتا ہے کہ جس کو میں امین بنا کر جاؤں اگر

اس نے ایک فرد کی بھی امانت دیر سے پہنچائی یا ادانہیں کی تو میرے منصب امانت پر حرف آجائے گا۔

منصب امانت ضمانت ہے اس بات کی کہ کفار بھی گواہی دیں ہاں وہ امین ہے، وہ صادق ہے...... تو اب امانت میں ذرا سی بھی تاخیر ہوئی تو پھر کیا ہوگا؟ اس منصب پر آنچ آئے گی۔ تو اسی لیے رسولؐ نے پہلے مرحلے میں بھی اپنا نائب بنایا...... امانتیں دینے کے لیے...... کسے بنایا اُسے بنایا جس پر اپنی طرح بھروسہ ہے...... اپنے بستر پر سُلایا کہ اس کا قتل ہونا میرا قتل ہونا ہے...... اس پر حملہ مجھ پر حملہ...... اور اس نے بھی بستر پر لیٹنے سے پہلے صرف اتنا ہی پوچھا تھا کہ میرے سونے سے آپ کی جان بچ جائے گی؟ تو یہاں رسول یہی بتانا چارہے ہیں کہ وہ **سُلْطٰنًا نَّصِیْر** طاقتور مدد کرنے والا، میں نے کون مانگا تھا کسی کو مانگا تھا کچھ لوگ میدان جنگ میں سائبان میں رسولؐ کے ساتھ کھڑے رہتے تھے ہمیشہ...... احباب تھے نا محبت کرنے والے تھے...... فضیلت ہے کہ رسولؐ کے ساتھ کھڑے تھے، مگر آگے کون لڑ رہا تھا وہی لڑے گا نا جو **سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا** ہوگا...... وہی ہوگا نا جو طاقت ور مددگار ہوگا۔

موسیٰؑ کی دعا نقل کرکے ہمیں بتایا جارہا ہے کہ رسولؐ جسے مانگ رہا ہے دیکھو کون ہے...... جو رسولؐ کے ہر امر میں شریک ہے...... ہر کامیابی میں شریک ہے...... ایک کامیابی بتاؤ رسولؐ کی جس میں علیؑ شریک نہ ہوا ہو...... تو موسیٰؑ نے مانگا ہارون کو...... اختیارات دیکھے...... موسیٰؑ کے اختیارات دیکھو...... رسولؐ کے اختیارات دیکھو...... ہارون کے اختیارات دیکھو...... علیؑ کے اختیارات دیکھو...... وہاں ہارون ہر منزل میں موسیٰؑ کے ساتھ شریک...... یہاں علیؑ ہر کامیابی میں رسولؐ کے ساتھ شریک۔

اب ہے ولایت کی بات...... نبی کی بات نہیں...... یہ مرتبہ تو کم ہوا ولی کا،

کیونکہ آپ نے کہا ولایت کے باب میں کہ آخری رسولؐ کے بعد علیؑ کی ولایت سب سے زیادہ ہے۔ لیکن حدیث نے تو یہ کہا کہ علیؑ تمہیں سارے مقام حاصل ہیں ہارون والے...... لیکن میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہ مرتبہ کم ہوگیا نا ظاہری طور پر یہی بات سمجھ میں آرہی ہے کہ علیؑ تمہیں ہر منزل حاصل ہے...... مگر کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو ہارون کی طرح تم نبی نہیں یہی تو دلیل ہے ختم نبوت اور ختم رسالتؐ پر۔ لوگوں نے علیؑ کو خدا مان لیا...... اگر علیؑ کے لیے یہ قید نہ لگاتا رسول کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تو مجھے بتاؤ لوگ علیؑ کو رسول ماننے سے چوکتے اور کوئی بعید نہیں کہ نہج البلاغہ کے معیار کو دیکھ کر اسے کوئی اور کلام قرار دے دیتے...... کیونکہ اب کوئی نبی نہیں آتا رسولؐ نہیں آتا...... یہی تو رسول بتا رہا ہے کہ نبی کی ضرورت نہیں ہے...... ضرورت جب پڑتی کہ جب دین نیا آتا...... پیغام نیا آتا...... کتاب نئی آتی...... شریعت نئی آتی...... نہیں یہی شریعت رہے گی علیؑ جو کرتا چلا جائے گا میرا فعل بنتا چلا جائے گا اے علیؑ تمہیں ہر منزل حاصل ہے بس میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا...... اسی ولایت کے سلسلے کو آگے چلنا ہے...... اسی کو کہا جاتا ہے امامت...... اسی لیے امام آئے گا ولی آئے گا...... یہ کہتا ہوا نہیں آئے گا کہ میں نبی ہوں جو یہ کہتا ہوا آئے گا کہ میں نبی ہوں خارج ہو جائے گا دائرہ اسلام سے بھی اور دائرہ ایمان سے بھی...... اور جتنے آتے گئے خارج ہوتے چلے گئے اور جنہوں نے جھوٹے مہدی ہونے کا بھی دعویٰ کیا...... کہ کبھی چاند میں نظر آئے کبھی سورج میں نظر آئے...... وہ جو ہمارا آنے والا ہے وہ ایسے نہیں آئے گا...... مانیں یا نہ مانیں لوگ اُسے...... مگر جب آئے گا تو اسی شان سے آئے گا جیسے ہمارے رسولؐ نے بتایا ہے۔ کیسے آئے گا یہ جتنے آئے نئی نئی چیزیں لے کر آئے...... یا اضافے لے کر یا کمی لے کر آئے بہت سارے چھوٹے چھوٹے بھی آج بھی ایک دو فرقوں کا لوگوں نے حوالہ دیا امام مہدی کے حوالے سے لیکن

یا شریعت میں کمی لے کر آئے یا اضافہ لے کر آئے ...... یا مہینوں میں تبدیلی لے کر آئے کہ جون میں ہوا تھا محرم لہٰذا جون میں ہی منائیں گے ...... نہیں سمجھ میں آئی بات ان کے ...... یہی حکمت الٰہی ہے کہ جس چیز کو جہاں رکھا گیا ہے۔ کسی حکمت کے تحت رکھا گیا ہے۔ اچھا رمضان کب پڑا تھا جنوری میں تو مزے آ گئے کہ جنوری میں روزے رکھا کرو ...... یہی بتاتی ہیں گمراہی کی باتیں ...... لیکن حقیقی وارث حقیقی ولی اللہ وہ کوئی تبدیلیاں لے کر نہیں آئے گا ...... وہ آپ سے یہ نہیں کہے گا کہ اچھا یہ کر لو یہ چھوڑ دو ...... کیا قرآن نہیں کہتا کہ شہر رمضان بھئی کیا جنوری کہا اللہ نے ...... اپریل کہا ...... مئی کہا ...... کیا کہا رمضان ...... اور حرام مہینے کن مہینوں کو کہا جون' جولائی' اگست کو حرام مہینے قرار دیا ...... یا رجب، ذیقعدہ، محرم اور صفر کو۔

تو جب قرآن کہہ رہا ہے کہ ان مہینوں کے حساب سے چلنا ہوگا اور وہ موسمی مہینے الگ ہیں۔ شریعت میں اس حساب سے تمہیں چلنا ہوگا ...... تو جو شریعت میں نئی چیز لے کر آئے گا وہ تو ہو گیا خارج ...... تو آخری آنے والا کیسے آئے گا۔ وہ یہ کہہ کر نہیں آئے گا کہ میرے جد نے ایسے کہا تھا ...... اور آج میں ایسے کہتا ہوں ...... وہ ہم سے کہے گا جو تم کرتے ہو وہ غلط ہے ...... آنے والا میرے اور تمہارے باپ دادا کی شریعت نہیں اپنے جد کی شریعت لے کر آئے گا ...... اور یہی رسول نے بتایا بھی کہ جب وہ آئے گا نیا دین لے کر آئے گا۔ حیران ہیں اصحاب کرام پوچھا کہ آپ کا دین نہیں آپ کی شریعت نہیں ...... فرمایا میری شریعت میرا دین لے کر آئے گا تو پھر نیا کیسے ہوگا ...... ؟ فرمایا نیا اس لیے ہوگا کہ جب وہ آئے گا تو لوگوں نے اتنی توجیہات کر دی ہوں گی میری شریعت میں کہ سر کے بل کھڑی ہوگی شریعت ...... یہ آ کے سیدھا کرے گا ...... اس لیے جب وہ آئے گا تو ہر آدمی کہے گا یہ تو دیکھا ہی نہیں کبھی ...... یہ تو سنا ہی نہیں کبھی ...... ارے تو اگر آپ

نے نہیں سنا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ شریعت میں نہیں آپ نے نہیں دیکھا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ دین میں نہیں ہے ...... دین میں اپنی مرضی نہیں دین میں چلے گی مولا کی مرضی اور جب وہ آئے گا تو اپنے جد علیؑ ابن طالب کی طرح آئے گا آپ ہی تو کہتے ہیں کہ عدالت قائم کرے گا تو عدالت کسے کہتے ہیں عدالت کیسے قائم ہو گی عدل کیسے قائم ہو گا جب عدالت کی بات آئی تو اپنے اور غیر میں تمیز نہیں کی تھی مولا نے ...... تو جب وہ آئے گا تو اسی شان سے آئے گا اسی لئے غیر تو غیر اپنے بھی آ جائیں گے مقابلے پر ...... اور اپنے بھی عام افراد نہیں بڑے بڑے اہل علم تو سوچئے بہکانے والے کن کن شکلوں میں بہکانے آئیں گے آپ کو۔

قرآن نے بھی کہا اور امام نے بھی کہا کہ اعتدال کے راستے پر رہو۔ یہی تقویٰ سے قریب ہے اہل بیتؑ کی محبت کو اپنے دلوں میں رکھو اور اللہ کی اطاعت کے سائے میں اہل بیتؑ کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کیے رہو ...... شکر ادا کرتے رہو کہ پروردگار تو نے محبت اہل بیتؑ دے دی ...... تو وہ آئے گا کیسے آئے گا ہم خوش ہیں دعا مانگ رہے ہیں آ جائے گا سب کو دیکھ لے گا صرف ایک ہی کام کے لیے نہیں آ رہا ...... وہ عدالت قائم کرنے آ رہا ہے وہ مردہ شریعت کو زندہ کرنے آ رہا ہے ...... جیسے کربلا میں حسینؑ نے زندگی دی اب یہ دنیا کوشش کر رہی ہے ...... کہ شریعت کو مسخ کیا جائے پامال کیا جائے نہ علیؑ نے ہونے دیا ...... نہ حسینؑ کے کسی بیٹے نے ہونے دیا تو کیسے تصور کر لیا جائے گا کہ آنے والا برداشت کرے گا اس چیز کو کہ اسکے جد کی شریعت کو مسخ کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ وہ علیؑ کا بیٹا ہے حسینؑ کا بیٹا ہے۔ علیؑ نے دفاع کیا ہے دین کا ...... علیؑ نے دفاع کیا ہے توحید کا ...... علیؑ نے دفاع کیا ہے مکتب کا علیؑ ہر امر میں رسولؐ کا شریک ہے ...... آیت انما میں بھی نام نہ لیا علیؑ کا ...... صرف صفات بتائیں کیوں صفات بتائیں ایک وجہ تو یہ کہ

قرآن میں تحریف نہ ہو...... دوسری وجہ یہ کہ یہاں بھی علیؑ تنہا شریک نہیں ہیں کارِ رسالت میں...... اس لیے بھی کسی جگہ تنہا علیؑ کا نام نہ لیا کہ جب علیؑ زکوٰۃ دے رہا ہے تو علیؑ اکیلا زکوٰۃ نہیں دے رہا گیارہ اولیاء اللہ اس کے صلب مطہر میں موجود ہیں آئمہ طاہرینؑ کے انوار مقدسہ اس فعل میں شریک ہیں...... علیؑ جو فعل انجام دے رہا ہے...... ساری حدیثیں آیات جمع کرتے چلے جاؤ ایک ہی نتیجہ نکلے گا جس امامؑ نے بھی اپنے زمانے میں جس طرح دین کی حفاظت کی وہ کارِ رسالتؐ میں شریک ہے...... کیونکہ ہر امام علیؑ کی نیابت کے فرائض انجام دے رہا ہے تو بس جس کارِ رسالت میں علیؑ شریک تھا ہر امامؑ اس فعل میں شریک ہے۔ علیؑ کو کیا اختیار تھا؟ علیؑ کو یہ اختیار تھا کہ علیؑ جہاں جائے گا حق وہاں چلا جائے گا یہ جو جو کرتا چلا جائے گا وہ شریعت بنتی چلی جائے گی...... وہ حکم بنتا چلا جائے گا...... ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو بات بات میں شک کریں...... کہ ابھی تو یہ کہا تھا اب یہ کہہ رہے ہیں...... وہ جانتا ہے کہ صلح حدیبیہ کا مقصد صرف ظاہری کامیابیاں نہیں ہے بلکہ کچھ کامیابیاں ایسی ہیں جو بعد میں حاصل ہونے والی ہیں...... بعض فیصلے ایسے ہوتے ہیں جن کے نتیجے برسوں میں ہیں...... اس وقت کے لوگ سمجھ نہیں پائے کہ صلح کیوں؟ یہ تو آنے والا وقت بتاتا ہے کہ جو لوگ اس صلح پر شک کر رہے تھے وہ غلطی پر تھے اس لئے کہ تو یہ صلح نہ ہوتی تو مکہ فتح نہ ہوتا کاش وہ آنکھیں رکھنے والے...... وہ تجزیہ کرنے والے ہوتے تو اس کے غلاموں کے فیصلوں کے نتیجے کو بھی دیکھ لیتے...... کہ اگر کس موقع پر وقتی طور پر صلح کو قبول نہ کیا جاتا تو آج دنیا میں حسینیت کی یہ عزت نہ ہوتی۔

آج حسینیوں کو دنیا کی قوموں میں جو مقام حاصل ہو گیا وہ نہ ہوتا دنیا نے دیکھ لیا کہ حسینیؑ کیسے مقابلہ کرنے والے ہیں...... دنیا نے دیکھ لیا کہ باوقار ملتیں کون ہیں جو اپنے فیصلے خود کرتی ہیں ان کے فیصلے باہر نہیں ہوتے اُن کے فیصلے چھوٹے ہوں یا

بڑے کم ہوں یا زیادہ...... اپنے استقلال کی حفاظت کرتے ہیں...... اپنی آزادی کی حفاظت کرتے ہیں...... اپنی کربلائی فکر کی حفاظت کرتے ہیں یزیدیوں کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیتے وقت بتاتا ہے اور پھر تاریخ طے کرتی ہے کہ صلح حدیبیہ کے کیا نتائج اور پھر تاریخ بتاتی ہے کہ صلح حسنؑ کے کیا نتائج تھے؟ اور تاریخ بتاتی ہے کہ معرکہ کربلا میں کون جیتا کون ہارا کب بتایا...... فوراً بتایا...... نہیں...... یہ ولایت کے اختیارات رکھنے والے ان کی نظریں قیامت تک کے حالات اور قیامت تک کے لوگوں پر ہوتی ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارا اثر محدود زمانے کے لیے نہیں...... ہمیں قیامت تک قوموں کی فکروں پر اثر انداز رہنا ہے...... دنیاوی حکمران فیصلے کرتے ہیں اس وقت تک جب تک حکومت ہو...... آئمہ طاہرینؑ اور اللہ کے ولی بھی وہی فیصلے کرتے ہیں کہ جب تک ہماری حکومت ہو ہمارے فیصلوں کا اثر باقی ہو...... ایک ایک سے سوال کا جواب لو کہ ان کی ولایت کی حکومت کب تک ہے...... تو پھر ان کے فیصلے بھی کیسے ہوں گے...... اگر اس وقت کے لوگوں کے سمجھ میں نہ آئے تو مطلب یہ نہیں کہ فیصلہ غلط ہے۔ نہ سمجھیں لیکن اس زمانے میں بھی جو صداقت پر یقین رکھتے ہیں...... کیونکہ جانتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا مگر یہ اللہ کا ولی ہے جو فیصلہ کر رہا ہے جانتا ہے کیونکہ اس کی حکومت قیامت تک ہی نہیں بلکہ قیامت کے دن بھی ہو گی...... اختیارات بھی ہوں گے اس کے پاس...... لہٰذا وہ جو فیصلے کرے گا ٹھیک کرے گا۔

کب تک کے فیصلے؟ آئندہ حالات کو دیکھ کر فیصلے کرے گا تاکہ ہر زمانے میں میرا فیصلہ مؤثر رہے...... اثر انداز رہے...... لوگ یہ کہہ کر نہ گزر جائیں کہ اس زمانے کی بات تھی ختم ہو گئی...... نہیں کیونکہ اللہ کا ولی ہے ہر زمانے میں حکومت ہے۔ لہٰذا اسی کا تسلسل ہے قائم کا ظہور...... جب وہ آخری حجت آئے گا انہی احکام کو جو مردہ کیے جا چکے

ہیں پھر سے زندہ کرے گا...... کیونکہ ولی ہے اللہ کا...... نئی شریعت نہیں بلکہ جس کو مسخ کر دیا ہے لوگوں نے اسی شریعت کو زندہ کرے گا۔ بس انسان اپنی ساری دعاؤں میں یہ دعا بھی کرتا رہے کہ پروردگار اہل بیتؑ کے راستے سے مجھے مت ہٹانا اہل بیتؑ کی حقیقی محبت جانتے ہو کیا ہے......؟

گناہ کرنا اور بات...... گناہ پر جری ہو جانا اور بات...... دونوں میں فرق ہو گیا نا انسان پناہ مانگے اس وقت سے کہ جب انسان خطائیں کرے اور جری ہو کر کرے اور یہ اعلان کرے کہ میں تو مولاؑ کا ماننے والا ہوں مجھے کیا ہو سکتا ہے؟ قیامت کے دن کس طرح سے جائے گا یہ شخص علیؑ کے سامنے...... حسینؑ کے سامنے...... جب مولاؑ کہیں گے کہ بدبخت اگر برائیاں کرنی تھیں تو ہمارا نام کیوں لیتا تھا...... کیوں دنیا کو بتاتا تھا کہ علیؑ کے ماننے والے ایسے ہوتے ہیں...... حسینؑ کے ماننے والے ایسے ہوتے ہیں...... ایک ہے گناہ کرنا...... اور ایک ہے گناہ پر جری ہونا گناہ کرنے والے کو تو شفاعت کی امید رکھنی چاہیے مگر اس وقت سے پناہ مانگے انسان کہ جب احکام الٰہی کا منکر ہونا شروع ہو جائے...... یہ اللہ کا گناہ تو بعد میں ہے...... مجھے بتاؤ کہ یہ پیغام پہنچائے کس نے ہیں؟ اللہ نے؟ جبرائیل تمہارے پاس آئے تھے؟ بس اہل بیت کو سمجھنے کے لیے اس زاویے سے بھی کبھی سوچا کہ ان کی بارگاہ میں جانا ہے تو شرمندہ نہ جاؤ...... یہ تعارف کرا رہے ہو اپنا دنیا کے سامنے...... اور تمہارا تعارف کس کا تعارف؟ اہل بیت نے کہا کہ تم ہمارے معرّف ہو لوگوں کے سامنے...... ہم نہیں ہوں گے لوگوں کے سامنے...... ہمارے شیعہ ہوں گے...... لوگ ہمارے چاہنے والوں کو دیکھ کر ہماری محبت اپنے دلوں میں محسوس کریں گے...... پہلے کا بھی یہی کام ہے اور آخری کا بھی یہی کام ہے...... جری مت بنو احکام الٰہی کا مذاق نہ اڑاؤ اور نہ اُڑانے دو...... یہ علیؑ کا حکم ہے...... جو ایک کا کام وہی

سب کا کام...... کہ علیؑ کا سجدہ نامکمل تھا حسینؑ نے کربلا میں مکمل کر دیا...... علیؑ سجدے میں گئے سر پہ ضربت لگی تو کیا کہا...... جس رب کعبہ کے سامنے علیؑ سر جھکاتا رہا فرماتے ہیں مولاؑ اس رب کعبہ کی قسم آج کامیاب ہو گیا...... دنیا دیکھے قیامت تک کے لیے دیکھ لے کہ جب میرے سر پر ضربت لگی تو میں سجدے میں تھا...... میں ہدایت کے لیے آیا تھا میری ولادت بھی ہدایت اور میری شہادت بھی ہدایت...... دیکھ لو میں سجدے میں تھا جس گھر سے آیا تھا اُس معبود نے اسی گھر سے مجھے اُٹھا لیا...... اللہ کی قسم علیؑ کامیاب ہو گیا...... دنیا کو بتانے کے لیے...... یہ باپ کے الفاظ اور بیٹا اطمینان سے سجدے کو مکمل کرتے ہوئے کہہ رہا ہے معبود جو تو نے میرے مقدر میں رکھا میں اس پر راضی ہوں...... تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں...... جو نعمتیں تو نے مجھے اور میرے گھرانے کو دے دیں۔

تو کب حسینؑ یہ سجدہ مکمل کر رہا ہے جب قاتل کا خنجر اس کی گردن پر ہے...... شکر ادا کر رہا ہے کیونکہ حسینؑ جانتا ہے کہ میرا یہ سجدہ قیامت تک کے سجدوں کو بچا جائے گا۔ میرا یہ آخری سجدہ قیامت تک کے لیے راہ نما بن جائے گا۔ ان انسانوں کے لئے جو ہدایت حاصل کرنا چاہیں گے۔ ہدایت جو ہر فرد اسی طرح آگے بڑھتا رہا...... کربلا کا عینی شاہد کون...... جس کا نام لوگ نہیں لیتے اس کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

امام زین العابدینؑ اس سے زیادہ کوئی رویا حسینؑ کو؟ اس سے زیادہ کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نے ماتم کیا حسینؑ کا؟ لیکن یہی تو چوتھا امام بتانا چاہ رہا ہے کہ دیکھو میں کربلا کا عینی شاہد ہوں...... میرے سامنے میرے بابا کا سر نوکِ نیزہ پر بلند کیا گیا...... میرے سامنے میرے بابا کے لاشے کو پامال کیا گیا...... میری آنکھوں کے سامنے خیام کو آگ لگائی گئی...... میرے سامنے میری ماؤں، بہنوں، پھوپیوں کے سروں سے چادریں چھینی گئیں...... انہیں بازوؤں میں رسن باندھ کر بازاروں میں پھرایا گیا...... اور میں

سار بانی کرتا رہا امیروں کے قافلے کی اتنا رویا کہ روایات کہتی ہیں کہ خون کے آنسو بہائے سید سجادؑ نے واقعہ کربلا پر اتنا رونے والا شخص بارہ اماموںؑ میں اس کا لقب بن جائے سجدہ کرنے والوں کا سردار سید الساجدین سید سجادؑ سب سے زیادہ سجدے کرنے والا ......اس کا لقب بن جائے زین العابدینؑ عبادت کرنے والوں کی زینت ...... کربلا بتا رہی ہے کہ ثانی زہرا کی واجب نماز تو کیا پشت ناقہ پر جب پس پشت اس کے ہاتھ بندھے تھے نماز شب بھی قضا نہیں ہوئی۔

یہ امامؑ نے گواہی دی کسی اور نے نہیں۔ چوتھے امامؑ فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی کی نماز شب بھی قضا نہیں ہوئی ......تم واجب نماز کی بات کرتے ہو ...... وہ بی بی کہ جب حسینؑ نہیں نظر آیا، بھائی نظر نہ آیا تو گھبرا کر خیمے سے باہر آ گئی یہ وقت وہ ہے جب سیاہ آندھیاں چلنی شروع ہوئیں ......زینبؑ گھبرا کر فضہ سے کہتی ہیں کہ اماں فضہ ذرا خیمے کا پردہ تو اٹھاؤ ...... خیمے کا پردہ ہٹا زینبؑ نے کہا دیکھ کہیں میرا بھائی نظر آتا ہے ......فضہ نے سر پیٹنا شروع کیا شہزادی حسینؑ کہیں نظر نہیں آتے یہ وہ موقع ہے کہ جب زینبؑ نے چادر سر پر ڈالی اور دوڑی خیمے سے باہر...... اور اُدھر حسینؑ ذوالجناح سے نیچے آئے ہیں ...... زینبؑ دوڑ رہی تھی ایک ٹیلے کی جانب کبھی اس ٹیلے پر جاتی تھیں اور کبھی نیچے آتی تھیں کہ کہیں میرا بھائی نظر آ جائے ...... گھبرا گھبرا کر آوازیں دیتی تھی ارے کوئی میرے بھائی کی خبر دو ......میرا حسینؑ کہاں ہے ...... حسینؑ کا جسم اطہر تیروں پر معلّق ہے، حسینؑ نے زینبؑ کو دیکھا نگاہ پڑی زینبؑ پر اپنے آپ کو نشیب میں لڑھکانا شروع کر دیا ...... کیوں؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بہن مجھے اس حالت میں دیکھ لے ...... بس جب زینبؑ کو کچھ سمجھ میں نہیں آیا اور زینبؑ نے آوازیں سنیں، زینبؑ نے نعرے سنے ...... کوئی کہتا تھا تلوار مارو، کوئی کہتا تھا برچھی مارو، ایک آواز بلند ہوئی جلدی کرو حسینؑ کا سر قلم

کرو ......بس زینبؑ کے کانوں میں جوں ہی یہ آواز آئی چیخ کر کہا او! عمر سعد ارے تو دیکھتا ہے اور رسول کا بیٹا قتل کیا جاتا ہے، واپس ہوئی زینبؑ بیمار کا شانہ ہلایا بیٹا سید سجاد آنکھیں کھولو یہ قیامت کیسی برپا ہے ......بس سید سجادؑ نے اپنے آپ کو سنبھالا ...... خیمے کے رُخ پر بیٹھے پھوپھی اماں ذرا پردہ ہٹوایئے ...... ادھر خیمے کا پردہ ہٹا ...... ادھر سید سجاد بے ساختہ اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر کہتے ہیں السلام علیک یا ابا عبداللہ اے میرے مظلوم بابا اس بیٹے کا سلام قبول کیجئے۔ زینبؑ نے دیکھا نوکِ سناں پر حسینؑ کا سر بلند ہے...... بھائی کے سر کو دیکھا زینبؑ خاموش ہو گئی ...... کیوں خاموش ہو گئی بھائی کی وصیت یاد آ گئی اب زینبؑ اگر روئے تو اُم کلثومؑ کو کون سنبھالے گا ...... اب اگر زینبؑ روئے تو سکینہؑ کو کون سنبھالے گا ...... اور اگر اب زینبؑ روئے تو امامت کو کون بچائے گا ...... زینبؑ سائبان بن گئی ہے ساری بیبیاں بچے زینبؑ کے گرد جمع ہیں زینبؑ ایک ایک کو ڈھارس دے رہی ہے ...... ایک خیمہ جلا زینبؑ سب کے ساتھ دوسرے خیمے میں ...... کسی نے کہا کہ سید سجاد جلتے ہوئے خیمے میں رہ گئے ہیں ...... دوڑی زینبؑ واپس سید سجادؑ کو اپنی پشت پر لادا دوسرے خیمے میں لے کر گئی ...... پھر خیمہ جلا پھر سید سجادؑ کو گود میں اُٹھایا یہاں تک کہ آخری خیمہ باقی بچا علیؑ کی بیٹی شریعت کی محافظ ہے۔ آخری خیمہ جلنے لگا سید سجادؑ کا شانہ ہلایا بیٹا سید سجادؑ آنکھیں کھولو ...... زینبؑ کو شرعی مسئلہ پیش آ گیا بیٹا تو وقت کا امام ہے ...... جسے گود میں اٹھا اٹھا کر بچا رہی ہے جسے پشت پر لاد لاد کر بچا رہی ہے ...... قیامت تک آنے والے شیعوں کو بتا رہی ہے کہ دیکھو امام امام ہوتا ہے ...... میرا منصب کچھ بھی سہی ...... ماں، پھوپھی سہی ...... لیکن میرا بھتیجا امام ہے ...... بیٹا تو وقت کا امام ہے۔ مسئلے کا حل بتا ...... زینبؑ کیا کرے ...... اور مسئلہ کیا پوچھا؟ آخری خیمہ بچا ہے میرے لال کیا کرے زینبؑ جان دے دے جل کر یا باہر نکل جائے ...... اب باہر جانے میں فرق ہے

جب باہر جانے میں فرق تھا...... اب زینبؑ جانتی ہے کہ اب خیمے سے باہر گئی تو بے پردہ کر دی جاؤں گی...... اب رسن باندھی جائے گی...... اب بازاروں میں پھرائی جاؤں گی...... سیدِ سجادؑ نے جو جواب دیا وہ تو صرف اتنا تھا کہ پھوپھی باہر نکل جائیں ہر امتحان سے گزری زینبؑ۔ اب میرا چوتھا امام کہتا ہے کہ میں نے رات کی تاریکی میں دیکھا کہ میری پھوپھی نے جلتے ہوئے خیموں کی راکھ میں کچھ ڈھونڈنا شروع کیا۔ جلی ہوئی چادروں میں سے ایک ٹکڑا زینبؑ کو ملا، زینبؑ کچھ اور تاریک حصے کی طرف گئی کچھ پتھر پڑے تھے ان پتھروں کی آڑ میں حسینؑ کی بہنؑ نے اس کپڑے کو بچھا کر نمازِ شب پڑھنا شروع کر دی۔

جب فارغ ہوئی تو کچھ اور تلاش کیا خیموں میں ایک ٹوٹا ہوا نیزہ ہاتھ آ گیا زینبؑ کے...... اب زینبؑ نہیں چاہتی کہ یہ میرے بچے ابھی تھک ہار کر سوئے ہیں کوئی ان کی نیند خراب کرے وہ ٹوٹا ہوا نیزہ اٹھایا اور شبِ عاشور پہرا دینا شروع کیا عباسؑ بن گئی زینبؑ پہرا دے رہی ہے...... نیزہ ہاتھ میں لے کر، خیمے تو نہیں رہے، اس ڈھیر کی طرف پہرا دے رہی ہے زینبؑ رات کی تاریکی میں جب دیکھا زینبؑ نے کوئی سوار چلا آ رہا ہے، زینبؑ آگے بڑھی آگے بڑھ کر آواز دی او آنے والے اگر لوٹنے کے ارادے سے آ رہا ہے تو واپس چلا جا اب ہمارے پاس کچھ نہ رہا آنے والا نہ رکا...... زینبؑ نے پھر دو قدم بڑھ کر کہا کہ دیکھ میں نے تجھ سے کہا کہ چلا جا ابھی ابھی میرے بچے سوئے ہیں۔ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ ہمارے پاس کچھ مال و اسباب ہے تو دن کی روشنی میں آ جانا۔ واپس چلا جا جب آنے والا نہ رکا اب علیؑ کی لاڈلی کو جلال آ گیا جیسے عباسؑ کو جلال آ جاتا تھا، بس زینبؑ کو بھی جلال آ گیا زینبؑ اسی نیزے کے ساتھ آگے بڑھی اور آگے بڑھ کر کہا سن مجھے کوئی معمولی عورت نہ سمجھنا میں علیؑ کی بیٹی ہوں...... میں فاتح خیبر کی بیٹی

ہوں...... مجھے کوئی معمولی عورت مت سمجھنا...... میں عباسؑ کی بہن ہوں اور پھر اس کے بعد بھی نہ رکا آنے والا تو زینبؑ آگے بڑھی اور گھوڑے کی باگ میں ہاتھ ڈال دیا کہا اب اگر قدم آگے بڑھایا تو زینبؑ عباسؑ بن جائے گی...... زینبؑ علیؑ بن جائے گی آنے والے کو کتنا پیار آیا ہوگا ایسا ہی ایک وقت گزرا تھا کہ جب عباسؑ علیؑ کے سامنے آیا تھا کم سن عباسؑ جسے علیؑ نے تیاری کرائی تھی عاشور کے دن کے لیے۔ ایک باغ کے سامنے کھڑا کیا تھا میرے لال عباسؑ کوئی جانے نہ پائے عباسؑ پہرا دے رہا تھا آیا تھا آنے والا نہیں رُکتا تھا۔ عباسؑ نے اسی انداز میں بڑھ کر تعارف کرایا تھا کہ سن میں تعارف کرا دوں تجھے کہیں ایسا نہ ہو کہ تو کہے میں جانتا نہیں تھا۔ میں علیؑ کا بیٹا ہوں عباسؑ...... میں فاتح خیبر کا بیٹا ہوں عباسؑ...... پیار آ گیا تھا، آنے والے کے مقابلے میں جب عباسؑ نے کمزوری کا اظہار کیا کہ آنے والے ارے اب تو میرے بازو بھی تھک گئے، تو کون ہے جو میرے بابا کی طرح تلوار چلاتا ہے۔ علیؑ نے سینے سے لگا لیا تھا عباسؑ کو تلوار پھینک دی تھی میرے لال کسی اور سے نہیں اتنی دیر سے تو اپنے بابا سے شمشیر زنی کر رہا تھا۔

آج زینبؑ سامنے کھڑی ہے اور آنے والے مجھے پہچان میں علیؑ کی بیٹی ہوں آنے والا اُترا اپنے چہرے پر پڑی ہوئی نقاب ہٹا دی...... میری بچی جاؤ آرام سے سو جاؤ میں کوئی اور نہیں تیرا بابا حیدرِ کرار ہوں۔ ابھی تک نہیں روئی تھی زینبؑ کس کے سامنے روتی...... بابا کا سینہ ملا بچوں کی طرح زینبؑ نے بلک بلک کر رونا شروع کر دیا...... اے بابا تھوڑی دیر پہلے آ گئے ہوتے...... ابھی ابھی تو میرا حسینؑ گھوڑوں کی ٹاپوں تلے پامال کیا گیا...... ابھی ابھی تو میرے حسینؑ کا سرِ نوک سناں پر چڑھایا گیا...... تھوڑی دیر پہلے آ جاتے جب حسینؑ سے کڑیل جواں کا لاشہ نہیں اُٹھ رہا تھا۔

✿......✿......✿

نویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۞ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوۡتُ يُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۞ البقرہ

اللہ صاحبان ایمان کا ولی ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی تاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (البقرہ ۲۵۷)

اس مجلس میں آغاز ایک سوال کے جواب سے کرنا چاہیں گے کہ، رب تعالیٰ سے دعا کیسے مانگنی چاہیے؟

جیسے دل چاہے مانگیں۔ جبکہ تمام ائمہ طاہرین بھی باب الحوائج ہیں اور حضرت عباسؑ بھی باب الحوائج کی منزل پر فائض ہیں۔ اس لیے باب الحوائج سے مانگنا کوئی شرک نہیں ہے...... یہ سب باب الحوائج ہیں۔ ہر ایک کی اپنی منزل ہے، ہر ایک کا مقام ہے۔

یہ معرفت کی بات ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرد کی استعداد اور معرفت جدا جدا ہے...... کسی کو دعائے کمیل میں بڑا مزہ آتا ہے...... کسی کو دعائے مشلول میں لطف

آتا ہے۔ یہ سارے خزانے...... یہ سارے دروازے اللہ نے کھولے اسی لیے ہیں۔ ہمارے لیے کھولے ہیں۔ اسی لیے ہمارے گھروں میں یہ نہیں لکھا ہوتا کہ ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے...... کیا بارش برسانے کے لیے اللہ کافی نہ تھا...... یہ حضرت میکائیل کو کیوں تکلیف دی گئی۔ ہر چیز کے لیے جب اللہ کافی ہے تو ان ملائکہ کا وجود کیوں؟ اللہ ہی کافی تھا تو جبرائیل کو کیوں بھیج دیا......؟ یہ حضرت عزرائیل سے کیوں ڈرا دیا گیا......؟ اللہ یہ کام خود نہیں کر سکتا......؟ یہ ملک الموت کیوں مسلط کیا......؟ یہ فرشتہ موت پر اسی لیے مسلط کیا گیا کہ اسے دیکھ کر یہ نہ کہنا کہ ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے...... وہ کہے گا کہ تمہاری گردن دبانے کے لیے اللہ نے مجھے رکھا ہے...... یہ سارے کام تقسیم کیے ہوئے ہیں اللہ نے...... تو اسی لئے ہمارے گھروں میں یہ نہیں لکھا ہوتا کہ ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ یہ وہ لوگ لکھتے ہیں جو ایک ہی ٹکڑا لیتے ہیں آیت کا کہ اللہ کافی ہے......

بس اتنا لے لیا انہوں نے کہ حَسۡبُنَا اللّٰهُ اور کہیں کہتے ہیں کہ حَسۡبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ کتاب کافی...... یا اللہ کافی...... کیا کافی ہے...... کوئی ایک بات کرو۔ آپ کے بزرگ کہتے رہے حَسۡبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ آپ اپنی دکانوں میں لکھ رہے ہو حَسۡبُنَا اللّٰهُ۔ انہوں نے تو یہ نہیں کہا، انہوں نے کہا کہ کتاب کافی...... اتنا تو اُن کو بھی پتہ تھا کہ خالی اللہ کافی نہیں ہے، کتاب کافی ہے۔ اور ہم نے کہا کہ خالی کتاب نہیں، کتاب کے ساتھ وارثانِ کتاب بھی ہیں۔ ان سارے کاموں کے لیے اللہ ہے۔ اس نے خود چاہا کہ امور کی انجام دہی میں یہ وسیلہ ہوں۔ یہ نظریہ صرف علیؑ کی دشمنی میں ایجاد کیا گیا کہ اللہ کافی ہے۔

دوسرا سوال یہ کہ جب علم غیب تھا تو جبرائیل کیوں آتے تھے......؟ قرآن کا

ایک نزول تدریجی اور ایک نزول دفعی ہے۔ ایک بار قرآن پورا کا پورا نازل ہوا کہ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ہم نے شب قدر میں اس قرآن کو نازل کیا...... ایک بار کہا کہ ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا۔ سوال واضح کر دیں کہ اگر شب قدر میں نازل ہوا تھا تو کون سا...... اور یہ تھوڑا تھوڑا لے کر آتے تھے تو یہ کون سا ہوا۔

دوسری بات یہ کہ ہر حکم جبرائیل لے کر آتے تھے تو رسول کو تو پتہ ہی نہیں تھا اسی لیے تو جبرائیل نے بتایا...... سوال یوں ہوا تھا کہ اگر رسول کو پتہ تھا تو جبرائیل کیوں لے کر آتے تھے......؟

ہم نے شب قدر میں اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ یہ رمضان کا مہینہ ہے کہ جس میں قرآن کو نازل کیا گیا...... تو پھر ۲۳ سال میں کیسے نازل ہوا......؟ شب قدر میں کیسے نازل ہوا......؟ اور لوح محفوظ سے قلب رسولؐ پر کب منتقل ہوا......؟ بلکہ امکان ہے اس بات کا کہ قلب رسولؐ سے کوئی چیز جدا ہوئی ہی نہیں۔ کیونکہ کائنات بعد میں خلق ہوئی رسول کا نور پہلے خلق ہوا۔ اس کائنات پر گواہ جس کو بنایا اس کو پہلے ہونا چاہیے...... کائنات کو بعد میں ہونا چاہیے۔ کیونکہ گواہ کس کو بنایا جاتا ہے......؟ جس کے سامنے واقعہ ہوا ہو۔ ورنہ کیا کہلائے گا......؟ ہماری عدالتوں کا گواہ کہلائے گا یعنی جھوٹا۔

گواہ کسے بنایا جائے گا، جس کو حالات کا علم ہو۔ ہمارے یہاں بھی یہی ہوتا ہے کہ جھوٹا گواہ بنانے کے لیے بھی پہلے بٹھا کے تین چار دن بتانا پڑتا ہے کہ گواہی کیسے دینی ہے......؟ واقعہ کو اتنا اس کے سامنے دہراؤ کہ وہ سمجھ لے کہ واقعی ایسا ہوا ہوگا۔ عدالت میں جا کے بتائے کہ ایسا ہوا ایسا ہوا...... اب یہ الگ بات کہ آخر میں پوچھنا بھول جائے یہ گواہی دینی کس کی ہے، انسان کی یا حیوان کی۔

تو گواہ کسے بنایا جاتا ہے......؟ جسے حالات کا پورا علم ہو۔ تو کائنات خلق

ہوئی...... ملائکہ کائنات میں ہیں کہ نہیں...... جن و انس کائنات میں ہیں کہ نہیں...... کائنات کی ہر شئے خود کائنات میں ہے کہ نہیں...... تو پہلے گواہ کو بنایا...... گواہ کے سامنے ساری چیزوں کو بنایا...... ان ساری چیزوں کے علم کو کتاب میں رکھا۔ کتاب قلب رسولؐ میں محفوظ کی...... تو اب بتاؤ کہ جبرائیل کو پہلے معلوم یا رسولؐ کو پہلے معلوم...... تو پھر جبرائیل کا آنا جانا کیسا......؟

سوال تو اپنی جگہ ہے۔ وحی نازل ہوئی، سورہ احزاب کی کچھ آیتیں آئیں جنگ خندق سے متعلق۔ جب آیات نازل ہوئیں تو آیات نازل ہونے کے بعد رسولؐ نے کہا کہ ان آیات کو فلاں سورہ میں رکھ دو۔ اس سورہ میں شامل کر دو اور ان آیات کو فلاں سورہ کے ساتھ...... سورۂ مائدہ قرآن کا پانچواں سورہ اور آخری آیات اسی میں ہیں...... جو دس ہجری میں آئیں، کہاں ہونا چاہیے تیسویں پارے میں...... جو جبرائیل لے کر آرہے ہیں۔ اس ترتیب سے ہونا چاہیے نا پہلا سورہ کون سا؟ اقراء باسم ربک الذی خلق کو ہونا چاہیے۔ سورۂ علق کو پہلا سورۂ ہونا چاہیے لیکن کہاں ہے......؟ تیسویں پارے میں۔ کیوں......؟ بھئی آپ بھی یہی کہتے ہیں۔ میں بھی یہی کہتا ہوں...... چلو میرا تو اختلاف ہے۔ مگر اکثر لوگ یہی کہتے ہیں کہ پہلی آیت یہی ہے اس کو پہلا سورہ ہونا چاہیے تھا...... تو سورۂ بقرہ کو پہلا سورہ کہا گیا۔ کیا مسئلہ ہے یہ......؟ جبرئیلؑ جس ترتیب سے لا رہے ہیں اُس ترتیب سے تو پہلا سورۂ علق اور آخری سورہ مائدہ ہونا چاہیے۔ پانچواں سورہ کیوں......؟ بس رسولؐ کا یہ ترتیب دینا بتلا رہا ہے کہ رسولؐ قرآن کی ترتیب سے آگاہ ہیں۔ کیا مسئلہ ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ قرآن قیامت تک کے لوگوں کے لیے ہدایت بن کر آیا ہے۔

قرآن پہلے سے موجود ہے۔ لیکن واقعات جس ترتیب سے پیش آرہے ہیں اسی کی

مناسبت سے جبرئیلؑ حکم خدا لیکر آتے ہیں کہ رسول اب ان آیات کی تلاوت کریں......
رسولؐ ان آیات کی تلاوت کرتا ہے یہ سمجھانے کیلئے کہیں تم یہ نہیں سمجھنا کہ ترتیب وہ ہے
جس ترتیب سے جبرائیل لا رہے ہیں۔ نہیں، ترتیب وہ ہے جو میں بتا رہا ہوں کہیں بھی
کسی بھی جگہ رسول کا یہ قول نہیں ملے گا کہ ترتیب جبرائیل نے بتائی مجھ سے جبرائیل نے
کہا کہ ان آیات کو فلاں سورہ میں رکھو اور ان آیات کو فلاں سورہ میں رکھو۔

جبرائیل آیت لے کر آئے ترتیب رسولؐ بتا رہے ہیں۔ یہ بتانے کے لیے کہ
قرآن میرے قلب میں محفوظ ہے...... میں جانتا ہوں کہ کس آیت کا مقام کہاں ہے......
کس آیت کو کون سے سورہ میں رکھنا ہے۔ کس آیت کو کہاں بچا بچا کر حسن و خوبصورتی
کے ساتھ چھپا دینا ہے...... غیب کی خبریں ولی کیوں دے رہا ہوتا......؟ غیب کی خبریں
ولی کیسے دیتا......؟ کیا غیب کی خبریں نہیں دیں...... کیا ہم غیب پر بات نہیں کر چکے......؟
نہروان و جمل و صفین کے حالات پہلے سے مولائے کائنات بتاتے نہیں چلے جا رہے
ہیں...... کہ ایسا ہوگا، ایسا ہوگا۔ مخبر خبر دے رہا ہے نہروان سے کہ خارجیوں نے دریا عبور
کر لیا ہے...... نہر پار کر کے اس طرف آ گئے ہیں...... اور مولائے کائنات چلتے چلتے کہہ
رہے ہیں کہ نہیں ابھی پار نہیں کیا۔ پھر مخبر نے آ کے کہا کہ وہ دریا پار کر چکے ہیں۔ کہا کہ
نہیں ابھی نہیں پار کیا۔ اُسی طرف ہے ان کی قتل گاہ اِدھر نہیں ہے تو جندب بن عبداللہ کہتا
ہے، دل میں سوچتا ہے کہ اتنے مخبر خبر لے کر آ رہے ہیں کہ خارجیوں نے دریا پار کر لیا ہے
اور علیؑ بار بار کہتے ہیں کہ نہیں پار کیا...... نہیں پار کیا۔ اگر انہوں نے دریا پار کیا ہوا تو سب
سے پہلے میں علیؑ کے خلاف جنگ میں حصہ لوں گا۔ غیب کی خبریں دے رہے ہیں علیؑ
......یہ کہتا ہے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ غیب کی خبریں دے رہے ہیں علیؑ۔ کہتے
ہیں کہ جب ہم پہنچے تو جو علیؑ نے کہا تھا وہی صحیح نکلا...... انہوں نے دریا پار نہیں کیا تھا۔ علی

نے ہم سے کہا کہ تم پار کرو...... اور مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور کہا...... جندب
بن عبداللہ میری بات صحیح نکلی یا تیری سوچ اور پھر فرمایا کہ عبداللہ اس سینے میں اتنا علم دیا
گیا ہے کہ کاش لوگ اہل ہوتے تو میں قیامت تک کی خبریں ان کو بتاتا چلا جاتا۔ یہ ہے
ولی کا علم۔

تو جناب جبرائیل کی ذمہ داری کیا ہے کہ جیسا موقع محل ہے ویسی آیات کی
تلاوت کا حکم لے کر آتے ہیں۔ اب آیئے آخری اور اہم سوال کہ انبیاء اور علیؑ کا آپ
نے جو موازنہ کیا ہے، ذرا اس کی وضاحت فرما دیجئے۔

ہمارے یہاں تو بے شمار روایتیں ہیں لیکن ہم بیہقی سے روایت لیتے ہیں......
اہلسنت کے بہت ہی معتبر عالم روایت نقل کرتے ہیں حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے
بارے میں...... روایت بعد میں صفات پہلے بیان کرتے ہیں جناب آدمؑ علم کے حوالے
سے پہچانے گئے...... نوح کی پہچان ان کا تقویٰ۔ نوح تقویٰ میں کامل نوح گریہ میں
کامل۔ ابراہیم کی بردباری، بردباری سے نمرود کا مقابلہ کیا۔ تمام صفات ہوتی ہیں نبی میں
لیکن جو وجہ شہرت بنی وہ ہر نبی کی ایک صفت تھی۔ اہلِ بیت میں بھی تمام صفات موجود۔
لیکن تعارف کرانے کے لیے اپنے زمانے میں جیسا ماحول جیسا زمانہ وہی صفت اُبھر کر
سامنے آئی...... جناب موسیٰؑ کی شہرت ہیبت یعنی اب تعارف کرائے گا تو ہیبت کی
صفت سے کیوں کہ فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجا ہے تو فرعون کے زمانے میں اس
کی ہیبت کا چرچا ہے۔ لہٰذا اللہ نے بتایا کہ اُس کی ہیبت کچھ بھی نہیں جو میرے نبی کی
ہیبت ہوگی۔ لہٰذا موسیٰ کو ہیبت دے کر بھیجا...... عیسیٰؑ کی عبادت اُن کا زہد، اتنی عبادت اتنا
زہد کہ وجہ شہرت بن گئی۔ عبادت اور زہد تو ایک ایک صفت میں ہر نبی کامل۔ اب آیئے
بیہقی کی روایت پڑھتے ہیں کہ بیہقی کیا کہتا ہے کہ رسولؐ نے ارشاد فرمایا! اصحاب بیٹھے

تھے ان کے درمیان میں کسی نے سوال کیا کہ علیؑ کی منزلت کیا ہے، آپ جو بار بار علیؑ علیؑ
علیؑ ہر جگہ تعارف کراتے ہیں...... ہم ہی تھوڑی کرتے ہیں صرف علیؑ علیؑ ہم پر اعتراض
ہے...... رسولؐ پر بھی اعتراض تھا...... بس انداز بدل جاتا تھا۔ تو اس کے جواب میں
رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ آدمؑ کی پہچان تھی ایک صفت ...... نوحؑ کی پہچان ایک صفت
......ابراہیمؑ کی پہچان ایک صفت...... موسیٰؑ کی پہچان ایک صفت...... عیسیٰؑ کی پہچان ایک
صفت...... رسولؐ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اگر سارے انبیاء کی صفات کو ایک جگہ جمع کرنا
چاہتے ہو تو علیؑ کے چہرے پر نگاہ ڈالو...... یعنی یہاں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ علیؑ اس میدان
میں آگے، علیؑ اُس میدان میں آگے جتنے میدان ہیں انبیاء کے علیؑ ان سب میں آگے
ہے...... لہٰذا ہر نبی اور پیغمبر کی پہچان ایک صفت بنی۔ علیؑ کی کس صفت کو تم کہو گے کہ یہ
سب سے افضل ہے...... علیؑ شجاعت میں سب سے آگے تھے...... علیؑ عبادت میں سب
سے آگے تھے...... کس کس میدان میں دیکھو گے تقویٰ میں...... حلم میں...... علیؑ سے بڑا
حلیم کون ہوگا کہ اس کے مقابلے پر روئے زمین کے بدترین لوگ آئے اور کتنے حلم اور
بردباری سے علیؑ نے اُن کا مقابلہ کیا...... علیؑ سے زیادہ صابر کون ہوگا کہ ایسے ایسے حمایت
کرنے والے ملے کہ علیؑ مسجد کوفہ کی دیوار سے پشت لگا کر آہ بھرتا ہے اور کہتا ہے کہ کاش
اپنے دس دے دوں اور اس کا ایک لے لوں...... ایسا بھی تو ہوا کہ دوسروں نے جو کیا سو
کیا...... اپنوں کا بھی حال یہی تھا کہ مولا آخر یہ ہمیشہ جہاد کی باتیں کیوں کرتے
ہیں......؟ ابھی تو سردی ہے گرمی میں چلیں گے...... گرمی آگئی تو کہا کہ سردی میں چلیں
گے۔ یہ علم، حلم، بردباری، صبر، تقویٰ ادھر علیؑ کی صورت میں اور اُدھر روئے زمین کے
بدترین لوگ اور کیسے سازشی لوگ...... خدا نہ کرے کسی طرف اشارہ نہیں...... لیکن بتا رہا
ہوں کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جذبات کو بھڑکانے کے لیے نازک مسائل کو چھیڑ دیا جاتا

ہے خط بھیجا امیر شام نے صفین کے میدان میں...... بے وقوف بنانے کے لیے لوگوں
کو...... کہ آپ تو ہمیشہ سے ہی مخالف رہے ہیں پہلے کے بھی مخالف...... دوسرے کے بھی
مخالف...... تو یہ خط کیوں بھیجا تاکہ جذبات برانگیختہ ہو جائیں گے اور ایک عام آدمی کی
طرح علیؑ غصے میں آجائیں گے میرا مسئلہ حل ہو جائے گا...... خط دکھا دوں گا کہ دیکھو یہ
لکھا ہے جن کو تم بزرگ مانتے ہو علیؑ نے ان کو یہ لکھا ہے...... تو کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ آپ کو صرف اسی لیے چھیڑا جاتا ہے کہ آپ کی بات ان کے لیے سند بن جائے۔
سیدھے سادھے لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لیے...... ان کے جذبات کو
بھڑکانے کے لیے...... ان کو آپ کے خلاف جمع کرنے کے لیے...... تو کیوں مولائے
کائنات کا انبیاء سے میں موازنہ کر رہا ہوں آپ اس کے ماننے والے...... اس کے
چاہنے والے ہیں کیوں اتنی جلدی اس راستے پر چلے جاتے ہیں جس پر دشمن چلانا چاہتا
ہے۔ مولا نے اس کو جواب لکھا...... تو اُن کے ذکر کو چھوڑ وہ چلے گے خدا کی بارگاہ میں
جیسا بھی ہے ان کا فیصلہ ہو جائے گا...... تو اپنی بات کر کہ تو کب سے اسلام کا خیر خواہ ہو
گیا...... تو اپنے باپ کی بات کر...... تو اپنے دادا کی بات کر...... ان کی بات کو چھوڑ وہ
چلے گئے...... تو اپنی بات کر...... کہ اِسی لیے ان کو بیچ میں لانا چاہتا ہے کہ اپنا اُلّو سیدھا
کرے...... تو یہ بتا تو ان کا کتنا خیر خواہ تھا وہ محاصرے میں تھے...... ان پر پانی بند تھا......
ان پر ظلم ہوا تو نے کیا کیا......؟ اُن کا خون بھرا کرتا لیکر تو دوڑا اور ان پر رونے والے
پچاس ہزار تو نے جمع کیے لیکن جب وہ محاصرے میں تھے تو تو نے مدد نہ کی...... کتنا چھ
مہینے محاصرہ رہا نہ چھ دن کی کہانی تو نہیں چھ گھنٹوں کی بات تو نہیں...... چھ مہینے کا
محاصرہ...... لیکن تو انتظار کرتا رہا کیوں کہ تو ان کو اپنی راہ کا کانٹا سمجھتا تھا...... تو انتظار کرتا
رہا کہ یہ کانٹا راستے سے ہٹے تاکہ تیرے دل کی مرادیں پوری ہوں...... اپنی بات کر مجھ

سے اُن کو چھوڑ......تو کتنے حلم اور بردباری سے اتنی بڑی سازش کو علیؑ نے ناکام بنایا۔

تو عزیزو! مولا اِس تدبر سے کام نہ لیتے تو آج تشیع کا وجود بھی نہ ہوتا......

بظاہر ہر فیصلہ ایسا فیصلہ جس کے نقصانات ہوئے......تھوڑی سی سودے بازی اگر مولا کر لیں تو مشکلات حل ہو جائیں...... کچھ دے دیا جائے کچھ لے لیا جائے...... وہ یہی تو چاہتا تھا کہ مجھے شام کی گورنری دے دی جائے...... میں تمہیں خلیفہ مانوں گا......دے دی جاتی تو کیا فرق پڑ جاتا...... جھگڑا نہیں ہوتا...... جب جھگڑا نہیں ہونا تو مولاؑ کے کائنات اور دوسروں میں فرق کیا رہ جاتا...... ہم نے تو یہ کہا وہ بیٹھا ہی غلط تھا، اس نے کام ہی غلط کیا۔ اگر تو نے بھی اپنی حکومت کے لیے کہہ دیا آجاؤ ہمارے ساتھ تو پھر علیؑ میں اور اُن میں فرق کیا رہ گیا...... یہی تو دنیاوی حکمرانوں میں اور الٰہی نمائندوں میں فرق ہوتا ہے...... کہ ہر دنیاوی حکمران جتنا ہی پاک آئے کل تک جنہیں ڈاکو چور وغیرہ کہتا تھا جب اسے اپنی حکومت کی ضرورت پڑتی ہے تو ان سب چوروں کو لٹیروں کو ڈاکوؤں کو سمگلروں کو اپنے ساتھ جمع کر لیتا ہے......تو کیا فرق بتایا علی نے! اب سمجھ میں آئی بات آج حق و باطل کی تمیز مٹ چکی ہوتی اگر علیؑ نے اسے شام کے تخت پر برقرار رکھا ہوتا......علیؑ میں اور پہلے اور بعد والوں میں فرق کیا رہ جاتا...... جانتا ہے علیؑ کہ یہ حکومت ختم ہو جائے گی۔ جس نے جس زمانے میں ظالم سے سودا کیا گمراہوں سے سودا کیا...... بعد میں ذلت کا نشان بن گیا......علی نے امیر شام سے جنگ کر کے بتا دیا کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تجھے اپنا دوست بنا لوں...... تجھے میں گورنر بناؤں......تو پھر جو پہلے غلط ہوتا رہا تو میں نے بھی غلط کر دیا...... پھر ہم بھی تو یہی کہتے ہاں یہ ہو سکتا ہے ظالم کے ساتھ بھی بیٹھا جا سکتا ہے...... ظالم سے دوستی کی جا سکتی ہے......کل تک جو ڈاکو تھے ان سے سودے بازی کر کے اپنے نعرے لگوائے جا سکتے ہیں...... یہ ہے سیاسی لوگوں کا ضمیر......اس لئے آپ

تباہی کے دہانے تک پہنچ گئے چون سال کی بات ہے، چون دن کی داستان نہیں ہے......
چون سال میں ان لٹیروں نے ان ڈاکوؤں نے اس ملک کو کن کن طریقوں سے لوٹا ہے......تباہ کر دیا آپ کی نسلوں کو آپ کی فکروں کو نامعلوم کہاں گئے......وہ چند دیوانے' چند محبِ وطن' وہ چند تیرے نام لیوا نامعلوم کہاں چلے گئے یہ سارا لٹیروں کا بازار جنہیں کوئی فکر نہیں کل کیا ہونے والا ہے آپ کے ساتھ...... وہ تو اسی میں مگن ہیں آج اچھی ہونی چاہیے ہماری...... آج جتنا ان لوگوں کا خون نچوڑ نچوڑ کر باہر بھیج سکتے ہو بھیجو...... تاکہ کل کچھ ہو تو ہم وہاں چلے جائیں...... یہ ہے آج کی بات۔

علیؑ ولی ہے۔ قیامت تک کے لیے تو یہ ہیں وقتی فیصلے یہ ہیں سامنے کے فیصلے...... کہ اپنے کو کتنی لمبی بادشاہت دلا سکتا ہوں...... امیر شام نے کتنے سال حکومت کی...... بیس سال چالیس ہجری سے ساٹھ ہجری تک...... اگرچہ کہ اٹھارہ ہجری میں شام کا گورنر بن چکا تھا اتنی حکومت کی...... بیس سال کی حکومت اس سے زیادہ اور کیا کر لیتا، تیس سال، چالیس سال اس سے آگے کیا جاتا۔ علیؑ ولی ہے قیامت تک کے لیے۔ جب کائنات خلق نہیں ہوئی تھی علیؑ کے سر پر تاج ولایت رکھ دیا گیا تھا۔ امیر شام کو جلدی ہے کہ مجھے حکومت مل جائے میری عمر ختم نہ ہو جائے...... اسے جلدی ہے اپنے بچوں کو حکومت دے جانے کی...... اسے جلدی ہے بدر کا انتقام لینے کی......اُحد کا انتقام لینے کی کیوں جانتا ہے کہ میری زندگی محدود ہے...... جو لینا ہے اپنی زندگی میں لے لو...... اس لیے جلدی ہے۔ اس صفت کے ہر شخص کو جلدی ہوتی ہے...... وہ یہ چاہتا ہے کہ زندگی تھوڑی ہے جو ملنا ہے مل جائے چاہے وہ کسی بھی سطح کا ہو......تو جلدی کس کو ہوتی ہے جس کے پاس وقت بھی کم ہو۔ اور جس کی عمر بھی کم...... اس کی جلدی بتا رہی ہے کہ میں نے جلدی نہیں کی تو وقت ہاتھ سے نکل جائے گا...... جلدی اس کو تھی کہ وقت بھی کم موقع

بھی کم...... علیؑ کو کس چیز کی جلدی...... علیؑ کو کس بات کی جلدی...... علیؑ جانتا ہے کہ جلدی اس کو ہوتی ہے جس کے پاس اختیار نہیں ہوتا...... علیؑ نے بتایا کہ کوئی جلدی نہیں اللہ کو کیوں کہ اسے معلوم ہے تم اس کی حکومت فرار ہو ہی نہیں سکتے...... تو علیؑ کو کس بات کی جلدی......؟ جہاں جہاں تک اللہ کی حکومت وہاں وہاں تک علیؑ کی ولایت...... تو علیؑ کو کس چیز کی جلدی...... یہی بتا رہا ہے علیؑ کہ یہی فرق ہے تجھ میں اور مجھ میں تجھے جلدی ہے کیونکہ تو جانتا ہے کہ تیری عمر بھی محدود ہے...... مجھے کوئی جلدی نہیں کیوں میری ولایت کو جاری و ساری رہنا ہے میرے بعد حسنؑ...... حسنؑ کے بعد حسینؑ سلسلہ جاری رہے گا ہماری ولایت کا...... ہمیں جلدی نہیں جب ہمارا آخری آئے گا سب حساب چکائے گا...... تو جلدی کس بات کی اس کی حکومت گیارہویں کی حکومت...... گیارہویں کی حکومت دسویں کی حکومت...... سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا...... یعنی بتا رہا ہے علیؑ کہ وہ جو میرا بیٹا حکومت کرے گا تو یہ سمجھ لو کہ میں حکومت کر رہا ہوں...... میں نے اس کے لیے اپنی مسند کو خالی رکھا ہے...... اس پر تو کوئی بیٹھ ہی نہیں سکتا...... اس کو میں نے بچا لیا...... تخت بناتے رہنا بیٹھتے رہنا یہ سب کرتے رہنا لیکن مجھے کوئی جلدی نہیں...... اس لیے کہ اگر میری ولایت محدود ہوتی تو مجھے جلدی ہوتی تم نکل کر کہاں جاؤ گے...... ایک علیؑ علیؑ کے حصار سے نہیں نکل پائے چودہ سو سال میں...... نعرۂ حیدری ہی ہضم نہیں ہوا اب تک...... کانوں میں کیسا ہتھوڑے بن بن کر برس رہا ہے...... لاؤ اور کتنے نام بدل بدل کر لائے گئے...... اور کتنی کوششیں کی گئیں لے آؤ نشان...... سارے نشان بنا کر لے آؤ ہم نے تو یہی دیکھا کہ جب سے نشانوں کی بات ہوئی ہے جب سے حالات بھی دیکھ لو کہاں سے کہاں تک پہنچے...... حقیقت یہی ہے روز بدلو گے، روز بدلتے چلے جاؤ گے مگر علیؑ کا ہمسر نہیں ملنے والا تمہیں...... لہٰذا تھک ہار کر اب یہ کوشش کی کہ ان میں تو کسی میں دم ہے ہی

نہیں کتنا ہی زور لگا دو ہیں کے وہیں پڑے ہیں...... بس علیؑ علیؑ کے پیچھے پڑ جاؤ...... علیؑ علیؑ ختم کراؤ...... تو مقابلے کے لیے سامنے کھڑا کر دیا کس کو مقابلے پر لائے یہ علیؑ کی عظمت کی دلیل ہے۔

نماز اور حسینؑ کے لیے جو مقابلہ کراتا ہے وہ بے وقوف ہے...... یہ دونوں الگ نہیں ہیں...... یہ دونوں ساتھ ہیں...... جو مقابلہ کراتا ہے اس کو پتہ ہی نہیں ہے...... نہ نماز کا پتہ ہے اور نہ حسینؑ کا پتہ ہے...... جاہل ہے وہ...... یہ دونوں ایک ہیں ان میں کوئی جدائی ڈال ہی نہیں سکتا...... جب اللہ نے جدائی نہیں ڈالی رسولؐ نے جدائی نہیں ڈالی تو تم کون ہوتے ہو جدائی ڈالنے والے...... اللہ کا ذکر علیؑ کا ذکر ہے علیؑ کا ذکر ہی کرنا عبادت ہے...... کیوں؟ علیؑ کا ذکر ہوگا منافقوں کے چہروں کی رنگتیں بدلنا شروع ہو جاتی ہیں...... کیوں؟ ہم علیؑ کا ذکر کرتے ہیں ہم بھگتیں گے تمہیں تو نہیں بھگتنا...... تمہیں کیوں پریشانی ہے...... ہمارا جواب تمہیں تو نہیں دینا...... مسئلہ یہ نہیں ہے بلکہ مسئلہ کچھ اور ہے کیونکہ جانتے ہیں کہ علیؑ کا ذکر ہی یہ بتاتا ہے کہ اسلام علیؑ...... ایمان علیؑ...... رسالت علی ......عبادت علیؑ علیؑ نہ ہوتا تو کعبے کو بتوں سے کون پاک کرتا علیؑ نہ ہوتا تو جنگیں کیسے ختم ہوتیں؟ بدر میں فرشتوں نے مدد کر دی...... اُحد میں کس نے مدد کی...... اُحد میں اللہ نے فرشتوں کو ہٹا لیا بدر میں بچ گئے تھے یہ لوگ اُحد میں بھی یہی سوچ کہ کچھ لوگ ساتھ آئے تھے کہ فرشتے مدد کریں گے نام ہمارا بھی آجائے گا۔ لیکن جب بھگدڑ مچی تو سیدھے پہاڑ پر...... دشمن بھی ان کے پیچھے بھاگا...... پہاڑ پہ...... یہ اور بات کے یہ زیادہ تیز نکلے...... یہاں بھی میدان میں علیؑ ڈٹے رہے اور دین کے دشمنوں سے لڑتے رہے...... جو مصائب رسولؐ کو جھیلنا تھے علیؑ ان کے لیے ڈھال بن گیا۔

اپنے بابا کی وصیت کے مطابق...... ابو طالبؑ نے پال کر جوان کیا کہ رسولؐ

کی ہر مصیبت تجھے جھیلنی ہے...... دشمنی علیؑ سے اس لیے ہے کہ جب علیؑ کا ذکر ہوگا رسولؐ خوش ہوگا...... اللہ خوش ہوگا...... وہ علیؑ کا ذکر ہی نہیں جو انسان کو اللہ سے دور لے جائے...... کچھ لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ علیؑ کیا ہے...... وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ صرف علیؑ کا نام لینے سے مولائی بن جاتا ہے انسان۔ انہیں پتہ ہی نہیں مولائی کسے کہتے ہیں...... مولائی کہتے ہیں ہارونِ مکی کو...... مولائی کہتے ہیں میثم تمار کو مولائی کہتے ہیں عمارِ یاسر کو...... مولائی کہتے ہیں قنبر کو...... جن لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے زنجیریں توڑ ڈالیں تھیں ان سے پوچھو کہ کسے کہتے ہیں مولائی...... مجھے نہیں معلوم کہ کسے کہتے ہیں مولائی۔ میں نے تو ہارونِ مکی کو دیکھا......

کسے کہتے مولائی......؟ اس سے پوچھو مولائی کس کو کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم مولائی ایسا ہوتا ہے کہ کہے کسی اور سے امام...... اور وہ کہے کہ میں بیٹھ جاؤں تندور میں مجھے اجازت ہے...... مولا نے کہا تم بیٹھ جاؤ اگر تمہارا دل چاہتا ہے...... تو بیٹھ گیا تا جا کر تندور میں جلایا آگ نے اس کو...... اُسے نہیں پتہ تھا کہ آگ اُسے جلائے گی کہ نہیں جلائے گی...... وہ تو بیٹھ گیا لیکن اتنا بھی بے خبر نہیں تھا۔ معرفت رکھتا تھا امامؑ کے الفاظ کی...... جانتا تھا کہ امامؑ نے کہا ہے کہ بیٹھ جاؤ یہ نہیں کہا کہ جل جاؤ...... اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ آگ بھی اسی طرح مطیع اور فرماں بردار ہے خدا کے اس ولی کی جیسے انسان...... جانتا ہے کہ یہ ہر شے کا امام ہے یہ ہر شے کا ولی ہے...... ایسے ملنگی کہیں ملیں تو ان کی عظمت کو ہمارا سلام ہے...... ایسا مولائی نظر آجائے تو ہماری جان اس پر قربان...... ایسے بنو عزیزو! ایسے بنو اس منزل پر پہنچو۔

مالکِ اشتر ہیں مولائی...... رات رات بھر روتے تھے مالک اشتر...... صفین کے بعد خاص طور پر اتنا اثر ہوا ہے مالک اشتر پر کہ مالک مسجد کوفہ میں آتے ہیں رو رہے

ہیں، زار و قطار جناب محمد ابنِ ابی بکر بندۂ مقبول یہ بھی داخل ہوئے مسجد میں دیکھا کہ مالک رو رہے ہیں بیٹھے رہے پاس مالک کو احساس ہوا کوئی میرے پاس بیٹھا ہے...... دیکھا جناب محمد ابن ابی بکر بندۂ مقبول بیٹھے ہیں فوراً اپنے آنسو خشک کرنا شروع کیے جناب محمد ابن ابی بکر نے اپنے سینے سے لگایا۔ مالک سے کہا مالک مت پریشان ہو ختم ہو جائیں گے یہ مصیبت کے دن...... گھبرا گئے ہو...... پریشان ہو، ٹل جائیں گی یہ مصیبتیں...... ختم ہو جائیں گے دن یہ، مالک محمد سے کہتا ہے میرے بھائی میں اس لیے نہیں رو رہا کہ میں پریشان ہوں...... میں اس لیے نہیں رو رہا کہ مجھ پر مصیبتیں بہت ہیں...... میں تو اپنے مولاؑ کی تنہائی پر رو رہا ہوں...... میں اپنے مولاؑ کی مظلومیت پر رو رہا ہوں...... کیسے ہیں یہ لوگ علیؑ ان کے سامنے ہے اور یہ علیؑ کو نہیں پہچانتے...... جب سامنے والوں نے نہ پہچانا تو آنے والوں سے کیسا گلہ...... بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ علی کل بھی تنہا تھا اور آج بھی تنہا ہے...... ماننے والے ہزاروں لاکھوں کروڑوں مگر سمجھنے والے نہ ملے علیؑ کو...... عمل نہ کرنے والے ملے علیؑ کو...... محبت کرنے والے کروڑوں مل گئے، علیؑ کی بات پر عمل کرنے والے علیؑ کو نہ ملے...... کل بھی تنہا تھا آج بھی تنہا ہے......

کل بھی علیؑ بیابانوں میں چلا جاتا تھا کنوؤں میں جھانک کر باتیں کرتے تھے کہ کہاں منتقل کروں یہ علم...... جب آتے تھے سوال کرنے والے کہ جانتے ہیں کہ علیؑ سے کیا پوچھتے تھے......؟ کہتے تھے کہ سر میں بال کتنے ہیں......؟ آسمان پر ستارے کتنے ہیں......؟ اگر تجھے بتا بھی دیں کہ تیرے سر پر بال کتنے ہیں تو کل دس اور گر جائیں پرسوں بیس اور گر جائیں گے تو بتا دوں تو تجھے کیا فائدہ...... علیؑ کہہ رہا ہے کہ مجھ سے پوچھو وہ باتیں کہ کچھ علم میں اضافہ ہو۔ جب کہا سلونی تو کہا کہ اچھا اس کے یہاں ولادت ہونے والی ہے لڑکے کی ہوگی کیا لڑکی کی ہوگی...... علم غیب کا یہ معیار انہی نے بنایا ہوا تھا۔

کل بھی تنہا آج بھی تنہا...... اگر کہیں میثم تمار مل جاتا تھا تو وہاں بیٹھ جاتے
تھے علیؑ کھجور بیچنے والا وہ شخص...... لیکن علیؑ جانتے ہیں کہ اہلیت رکھتا ہے میری باتوں کو سمجھنے
کی...... جن میں اہلیت ہوتی ہے وہ چھوٹے چھوٹے مسائل میں نہیں الجھا کرتے......
نکل آؤ ان چھوٹے مسائل کی دنیا سے باہر...... چھوٹے چھوٹے مسائل میں اپنے آپ کو
نہ الجھاؤ...... یہ کائنات تمہیں پکار رہی ہے کہ تم علیؑ والے ہو...... یہ انتظار کر رہی ہے کہ تم
علیؑ کا نعرہ لگا کر آگے بڑھو اور پوری کائنات کو تسخیر کرو...... دوسرے کیوں کریں تم کیوں
نہ کرو...... تم آگے کیوں نہ بڑھو تم علیؑ کا پیغام کائنات کے کونے کونے میں کیوں نہ
پہنچاؤ...... کون کرے گا یہ کام کس کے ذریعے سے ہو گا یہ کام...... دوسرے وہ کام کریں
ہم نے کیا سمجھا ہے علیؑ کے ذکر کو؟ خوش ہوئے چلے گئے...... مولا کو خوش کرو...... تمام علوم
کا سرچشمہ جتنے بھی علوم نکلے...... علیؑ سے نکلے علیؑ سے آگے بڑھے...... اور اگر ہماری علم
سے ہی دشمنی ہو جائے...... ہمارا معیار اتنا گر جائے کہ دوسرے تو دوسرے اپنوں کو بھی
بیٹھتے ہوئے شرم آنے لگے ہماری محافل میں کہ کر کیا رہے ہیں یہ...... اس کو خطابت کہا
جاتا ہے...... یہ جو تماشا ہو رہا ہے...... ہمارا معیار ہی ختم ہو جائے...... کہ خطیب کیا ہوتا
ہے خطابت کہتے کس کو ہیں...... یہی سمجھ میں نہیں آتی بات کہ تماشے میں اور خطابت
میں...... ایکٹنگ میں اور بلاغت میں کوئی فرق نہیں رہ گیا...... علیؑ دیکھ رہا ہے اپنے چاہنے
والوں کو...... کیا حسینؑ نہیں دیکھ رہا اُسے دُکھ ہوتا ہے یا خوشی ہوتی ہو گی...... بازار تو مت
بناؤ جس چیز کا جو مقام ہے اُس کو اُس کے مقام پر رکھو...... ظلم کی تعریف کیا عدل کی
تعریف کیا ہے اس چپل کو سر پر رکھو ظلم ہو گیا...... کیونکہ چپل کا مقام کیا ہے پیر میں
پہننا...... ٹوپی کا مقام کیا ہے؟ سر پر رکھنا یہ عدالت ہے ٹوپی کے ساتھ کہ ٹوپی کو سر پر رکھا
جائے پیروں میں رکھا ظلم ہو گیا ظلم صرف وہ تو نہیں جو لوگ تیروں سے کرتے ہیں'

تلواروں سے کرتے ہیں' ظلم یہ بھی تو ہے کہ جس چیز کا مقام جہاں ہے اس کو وہاں سے
ہٹا دیا جائے...... یہ ظلم ہی تو ہے اہلِ بیت پر ہر طرح کے ظلم ہوئے یا نہیں ہوئے...... نا
اہلوں کو وہ مقام دے دیا کہ جس کے وہ اہل نہ تھے۔ جو جس مقام کے اہل تھے انہیں اُن
کا مقام نہ دیا گیا بس اتنا کافی ہے اس سے زیادہ عرض نہیں کرنا چاہتا۔

کوشش کرو کہ مزاج بدلے ماحول بدلے...... ایک بار نہ سہی کچھ عرصے میں
کچھ وقفے میں...... تھوڑا سا انتہا پسندی کی دنیا سے باہر آ جاؤ...... یہ جو ایک ایک سرے پہ
کھڑا ہے اور دوسرا دوسرے سرے پر اس سے نیچے اُتر آؤ۔ جادۂ اعتدال پر آ جاؤ ہر مسئلہ
تمہارا حل ہو جائے گا...... کوئی آخری بات کہہ کر نہیں جاتا...... میری بات بھی حرفِ آخر
نہیں لیکن جد وجہد کرنا تو فرض ہے نا ہر آدمی یہ بات نہیں سمجھا...... لیکن کچھ تو سمجھ لیں کوئی
کسی انداز سے سمجھتا ہے اور کسی انداز سے۔ کچھ کو اچھی لگتی ہے یہ بات کچھ کو بری لگتی
ہے۔ جب اپنے حساب سے آپ دوسروں کو دیکھیں گے کہ جب میں یہ چاہتا ہوں کہ
جب میں کوئی غلطی کرتا ہوں تو دوسرا مجھے معاف کر دے کہ ہو گئی مجھ سے غلطی...... پھر میں
بھی دوسرے کے لیے یہ ہی جذبات رکھوں...... جب یہ جذبہ پیدا ہو جائے گا ایک
دوسرے کے لیے کہ اپنا بھائی تو ہے، مؤمن تو ہے کہ آج عمل نہیں کرتا کل کرے گا...... اس
کو بھگاتے کیوں ہو اپنی صفوں سے...... اس کو دور کیوں ہٹاتے ہو...... آج ہماری صفوں
میں نہیں آتا کل آ جائے گا...... لیکن دور تو نہیں بھگاؤ...... نام تو حسینؑ کا لیتا ہے۔ دشمن تو
اُسے ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے کہ یہ علیؑ والا ہے...... وہ اس نظر سے دیکھے اور ہم اپنے
ہاں تقسیم بندی کر لیں کہ یہ فلاں والا ہے اور یہ فلاں والا۔

ایک ہے پہچان بس ہم حسینی ہیں...... حسینیت ہماری میراث ہے...... کربلا
ہماری میراث ہے...... ہم یہ اور کیا ہیں......؟ ہر قسم کے لوگ تھے خود کربلا میں جناب سید

الشھداءؑ کے ساتھ مختلف مزاجوں اور نسلوں کے لوگ تھے۔ حسینؑ کے لشکر میں آئے تو بہتر کے بہتر ایک تھے...... آج تک آپ یہ کہتے آ رہے ہیں کہ سب ایک تھے...... ارے یہ فکر ایک تھی یہ حسینؑ کی محبت میں اتحاد تھا...... ورنہ مزاج تو وہاں بھی مختلف تھے...... کوئی زیادہ غصے والا تھا اور کوئی کم غصے والا تھا...... کوئی بوڑھا تھا، کوئی جوان تھا، کوئی گورا تھا، کوئی کالا تھا...... جناب جون کی طرح...... سوچ کا انداز بھی الگ تھا ایک کہتا تھا ابھی جنگ کرو، ایک کہتا تھا کہ بعد میں جنگ کرو...... تو متحد کس نے کیا...... عشق حسینؑ نے انہیں متحد کر دیا...... عشق حسینؑ تھا جس نے انہیں متحد کر دیا...... جب اختلاف ہوا کوئی کہتا جنگ کرو کوئی کہتا تھا نہیں کرو...... حسینؑ کیا کہتا ہے اب جو امام کہے گا تو عباسؑ کی مرضی تو نہیں چلے گی نا۔ حسینؑ جب کہے گا تو زہیر بن قین کی بات تو نہیں چلے گی...... لہٰذا مزاج الگ الگ مگر عشق حسینؑ تھا جس نے اُن کی فکروں کو متحد کر دیا تھا...... بس ہم سب میں جو قدرِ مشترک ہے وہ کیا ہے...... حسینیت...... عشق حسینؑ...... اس قدرِ مشترک کی حفاظت کرو یہ جو رشتہ ہے اس کی حفاظت کرو...... سب کی ذمہ داریاں الگ الگ تھیں کربلا میں وہاں اذان دینے والا ایک...... اقامت دینے والا ایک...... اذان دینے والا کون جناب نافع ابنِ ہلال ان کا کام اذان دینا، اقامت کبھی مسلم بن عوسجہ کبھی زہیر کہتے تھے ہر ایک کے اپنے اپنے کام اور کبھی کبھی جب حسینؑ مناسب سمجھتے تھے تو ذمہ داریاں تبدیل بھی کر دیتے تھے۔

عاشور کے دن ایک وقت ایسا آیا بھی تھا کہ جب علَم جناب زہیر کو بھی دیا گیا کچھ دیر کے لیے اور پھر مستقل طور پر علمدارؑ جنابِ عباسؑ ہی بنائے دیئے گئے۔ یہ سب ذمہ داریاں ہوئیں جنابِ نافع کی ڈیوٹی اذان دینا ہے اور وہ اپنی ڈیوٹی انجام دینے جا رہے ہیں۔ صبح عاشورہ جا رہے ہیں اذان دینے...... حسینؑ نے روک دیا صبح عاشورہ نمودار

ہو رہی ہے...... جناب نافع چلے اذان دینے کے لیے روک دیا حسینؑ نے نافع آج آپ اذان نہیں دیں گے کہا فرزند رسولؐ کوئی غلطی ہوئی ہے مجھ سے...... فرمایا نہیں نافع خدا آپ کو جزائے خیر دے آپ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی کبھی اذان دینے میں...... لیکن آج میرا جی چاہتا ہے کہ میرا اکڑیل جوان علی اکبرؑ اذان دے...... میں چاہتا ہوں کہ یہ آخری اذان رسولؐ کی آواز میں سُن لوں...... ظہر کی اذان تو نہیں ہوئی تھی لشکر حسینی میں...... فجر کی اذان ہوئی تو میں چاہتا ہوں کہ یہ آخری اذان اپنے نانا کی آواز میں سُن لوں...... بیٹا علی اکبرؑ تم جاؤ اذان دو...... ادھر علی اکبرؑ گلدستہ اذان پر پہنچے اذان دینے کے لیے تکبیر بلند کی اللہ اکبر...... ابھی چوتھی تکبیر نہیں ہوئی تھی کہ خیموں سے بیبیوں کی گریہ و زاری کی آوازیں بلند ہوگئیں...... علی اکبرؑ کی آواز کا ٹکرانا تھا خیموں سے کہ ہر بی بی سمجھ گئی کہ اب اس کے بعد علی اکبرؑ کی آواز سننے کو نہیں ملے گی۔ ہر بی بی اس تصور میں ڈوب گئی کہ آخری بار شبیہ پیغمبرؐ کو جس کو دیکھنا ہو وہ دیکھ لے...... اس کے بعد یہ شبیہ پیغمبر دیکھنے کو نہ ملے گی...... اذان دی پہلا حملہ ہوا عمر سعد کے لشکر کی طرف سے تیر برداروں نے نیزہ برداروں نے یورش کی...... اس پہلے حملے کو انصارِ حسینی نے روکا مگر اس پہلے حملے میں بیس سے پچاس جانثار جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ روک لیا آگے آنے نہیں دیا عمر سعد کے لشکر کو...... نیزوں کی دیوار اپنے جسموں کی دیوار بنا کر روک لیا تیروں کو...... لڑائی شروع ہوئی ایک کے بعد ایک...... سب سے پہلے حسینؑ نے علی اکبرؑ کو بھیجا جاؤ علیؑ اکبر پہلے تم جاؤ گے میدان میں...... علی اکبرؑ نے کہا بابا جان پہلے میں جاؤں گا ادھر علی اکبرؑ آگے بڑھے انصارِ حسینی سامنے آ گئے...... مولا یہ کیسے ہوگا یہ تو نہیں ہو سکتا ہم سے پہلے علی اکبرؑ چلا جائے...... علی اکبرؑ ہمارے سامنے شہید کر دیا جائے...... ہمارے سامنے ہمارے رسولؐ کی شبیہ کو شہید کر دیا جائے...... پھر ہم رسولؐ کو کیا شکل دکھائیں گے...... مولا ہم یہ

دیکھ سکتے کہ ہمارے سامنے علی اکبرؑ میدان میں چلا جائے...... روک دیا انصارِ حسینی
...... التجا کی حسینؑ سے...... لہٰذا علی اکبرؑ کو رکنا پڑا انصارِ حسینی ایک ایک کر کے جامِ
ت نوش کرتے رہے...... انصارِ حسینی نے صبح عاشور کو یہ عہد کیا کہ جب تک ہم ہیں
رسولؐ میں سے کسی پر بھی زخم نہیں آنے دیں گے...... خیام حسینی میں کوئی تیر نہیں پہنچے
گے...... یہ انصارِ حسینی کی وفا کی معراج ہے...... مسئلہ پیاس کا نہیں ایک ایک کر کے
حسینی جام شہادت نوش کر چکے...... اب باری آئی اب پھر علی اکبرؑ جاؤ میدان
...... علی اکبرؑ نکلے اولادِ جعفر و عقیل سامنے آ گئی مولا یہ تو نہیں ہوسکتا چچا یہ تو نہیں ہوسکتا
م لوگ باقی ہوں اور شبیہ پیغمبرؐ قتل کر دیئے جائیں یہ نہیں ہوسکتا...... اولادِ جعفر و عقیل
شہید ہو چکی اولادِ علیؑ...... علیؑ کے بیٹے...... حسنؑ کے بیٹے...... اب پھر علی اکبرؑ جاؤ......
اکبرؑ چلا علیؑ کے بیٹے سامنے آ گئے حسنؑ کے بیٹے سامنے آ گئے یہ کیسے ہو گا چچا جان یہ
ہو گا بھائی جان کہ علی اکبرؑ چلا جائے ہمارے سامنے...... ایک ایک کر کے سب اپنی
معراج کو پاتے رہے عباسؑ بھی چلے گئے اب علی اکبرؑ رہ گئے...... اب علی اکبرؑ آئے
بابا کے پاس بابا مجھے اجازت ہے جانے کی...... حسینؑ کیا کہیں گے علی اکبرؑ سے......
اکبرؑ نہ جاؤ تم میرے بڑھاپے کے عصاء ہو...... میری ضعیفی کا عصاء...... نہ جاؤ علی اکبر
ارے یہ وہی حسینؑ ہے جو یہ کچھ دیر پہلے قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑے لے کر آیا ہے ابھی
ابن عونؑ و محمدؑ کے لاشے لے کر آیا ہے ہر ایک کا لاشہ اٹھایا ہے...... حسینؑ نے یہاں
کہ حُرؑ کے بیٹے کا لاشہ بھی حسینؑ ہی اٹھا کر لایا ہے...... حُرؑ کو اٹھانے نہیں دیا تھا......
حُرؑ کا بیٹا زخموں سے چور ہو کر گھوڑے سے گرا تھا تو اس نے آواز دی تھی اپنے باپ کو
میری خبر لے علیؑ ابن حُرؑ اس کا نام تھا بابا میری خبر لے کہ میں نے اپنی جان کو قربان کر
...... فرزند رسولؐ پر...... تو حُرؑ بڑا دلیر ہے لیکن کڑیل جوان کی آواز سُن کر تڑپ اٹھا اور

دوڑا تھا قتل گاہ کی طرف...... اِدھر حُرؑ دوڑا اُدھر حسینؑ نے آواز دی خبردار حُرؑ کو میدان میں جانے نہ دینا...... حبیبؑ، مسلمؑ، زہیرؑ، عباسؑ روکو حُرؑ کو جانے نہ دینا قتل گاہ میں جوان بیٹے کا لاشہ ہے حُرؑ سے دیکھا نہ جائے گا۔ انصارِ حسینی آگے بڑھے تھام لیا حُرؑ کو حسینؑ گئے رن سے حُرؑ کے بیٹے کا لاشہ اپنے ہاتھوں پر لائے...... میں کہتا ہوں مولا سب انصار کو جانے نہ دیجئے ایک دو کو روک لیجئے، کچھ کو روک لیجئے کہ عصرِ عاشورا جب آپ ٹھوکریں کھا رہے ہوں...... جب آپ کو علی اکبرؑ کا لاشہ نظر نہ آتا ہو کوئی تو آگے بڑھ کر کہے کہ جوان کا لاشہ ہے حسینؑ سے اٹھایا نہ جائے گا۔

کوئی نہ بچا علی اکبرؑ نے کہا بابا اب مجھے اجازت دیں۔ حسینؑ نے ایک جملہ کہا بس جاؤ بیٹا جاؤ، لیکن پہلے ماں سے رخصت ہو لو...... ماں کو آخری سلام کر آؤ...... ماں کی خدمت میں آیا علی اکبرؑ، اٹھارہ سال کا کڑیل جوان...... علی اکبرؑ صورت اور سیرت میں حسینؑ کے نانا کی شبیہ میں تو یہی کہتا ہوں کہ رسولؐ تو کربلا میں ظاہری شکل میں موجود نہیں تھے، رسولؐ نے اہتمام کیا علی اکبرؑ کو دیا حسینؑ علی اکبرؑ کی صورت میں، میں بھی شریک رہوں گا۔ یہ میری عقیدت کا جملہ ہے اس کو روایت کا جملہ مت سمجھئے گا۔ ماں کی خدمت میں جب یہ کڑیل جوان آیا اور آنے کے بعد کہا...... مادرِ گرامی اپنے بابا پر قربان ہونے کے لیے ہم جا رہے ہیں۔ آخری سلام کے لیے آئے ہیں۔ ہمارا سلام کربلا کی ان ماؤں پر جناب اُم لیلیٰ نے علی اکبرؑ کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور کہا بیٹا میں کون ہوتی ہوں اجازت دینے والی جس نے پال کر تجھے ایسا کڑیل جوان بنایا ہے اس سے اجازت لے۔ علی اکبر کی شہادت کے بعد میں اتنی اجازت میں آپ سے چاہتا ہوں ہمیشہ کی طرح کہ روایت وہی مستند اور معتبر ہے لیکن میں اپنے الفاظ میں اسے نقل کرتا ہوں تاکہ بین کا بھی حق ہو جائے، نوحے کا بھی حق ادا ہو جائے، مصائب کا بھی حق ادا ہو جائے اور کوئی بی بی شاید

...م سے بھی راضی ہو جائے علی اکبرؑ کے لیے، بڑا سخت مرحلہ آ گیا ثانی زہراؑ سے اجازت
...نے کا، گئے ثانی زہرا کے خیمے میں اجازت طلب کی سلام کیا علی اکبرؑ نے پھوپھی کو
...پھی نے جواب تو دیا لیکن رُخ پھیر لیا۔ علی اکبرؑ حیران ہو کر کہتے ہیں کہ پھوپھی اماں
...ھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہوں اور آپ نے رُخ پھیر لیا
آج کیا بات ہے؟ کیا علی اکبرؑ سے خطا ہو گئی؟ زینبؑ کہتی ہے نہیں میرے لال بھلا تجھ
...ے کوئی خطا ہو سکتی ہے، لیکن میرے لال میں جانتی ہوں کہ آج تو کس ارادے سے آیا
...ہے۔ علی اکبرؑ تیری جوانی بچانے کے لیے میں نے عونؑ و محمدؑ کو قربان کر دیا، علی اکبرؑ زینب
...ے اجازت نہیں دے گی میدان میں جانے کی...... علی اکبرؑ مزاج آشنا ثانی زہراؑ کا ثانی
...راؑ کی گود کا پروردہ علی اکبرؑ ثانی زہرا کی گود میں پل کر جوان ہونے والا علی اکبرؑ جانتا ہے
...ہ اجازت لینا کتنا مشکل ہے۔ کہتا ہے پھوپھی جان جب تک آپ اجازت نہیں دیں
...ں علی اکبرؑ بھی میدان میں نہیں جائے گا۔ مگر ایک مسئلہ درپیش ہے علی اکبرؑ کو...... وہ
...سئلہ حل کر دیجیے بیٹا ایسا کون سا مسئلہ ہے جو اس وقت زینب حل کر سکتی ہے۔ پھوپھی
...ں بتایئے کہ آپ کا مرتبہ بلند ہے یا دادی زہراؑ کا ثانی زہراؑ کہتی ہیں کہ بیٹا یہ تو نے کیسا
...وال کر دیا کہا وہ سیدہ نساءِ العلمین...... کہاں میں ان کی کنیز۔ علی اکبرؑ خوش ہو کر کہتا ہے
...ر یہ بتایئے کہ اگر قیامت کے دن میری دادی نے آپ سے یہ سوال کر لیا زینبؑ اپنا علی
...برؑ بچا لیا میرا حسینؑ قتل ہو گیا پھر آپ کیا جواب دیں گی...... زینبؑ کو علی اکبرؑ پر پیار آ گیا
...گلے میں باہیں ڈالیں علی اکبرؑ کی پیشانی کے بوسے لیے میرے لال تو نے اپنی پھوپھی کو
...جواب کر دیا۔ یزید کی فوج کا راوی کہتا ہے کہ بہت دیر ہو گئی حسینؑ کی فوج سے کوئی نکلا
...تھا ہم سمجھے کہ اب حسینؑ کا مدد کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ عمر سعد نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ خبر
...لے کر آؤ کیا مسئلہ ہے۔ میں خیموں کے نزدیک آیا میں نے دیکھا کہ خیمے کا پردہ اُٹھا اور

گر گیا، پھر اُٹھا پھر گر گیا سات بار یہ عمل دہرایا گیا۔ میں نے جب غور سے دیکھا تو دیکھا
ایک جوان رعنا چودھویں کے چاند کی طرح جس کا چہرہ دمکتا تھا۔ وہ خیموں سے نکلنے کی
کوشش کرتا ہے اور بیبیاں اس کو واپس کھینچ لیتی ہیں۔

علی اکبرؑ بار بار چاہتے ہیں کہ خیمے سے نکلیں، کبھی ماں واپس کھینچ لیتی ہے
میرے لال ایک بار اور اس حسین صورت کی زیارت کرنے دو...... کبھی پھوپھی واپس کھینچ
لیتی ہے، ایک بار اور اس چہرے کے بلائیں لینے دو کبھی معصوم بہن قدموں سے لپٹ
جاتی ہے بھیا نہ جاؤ جو قتل گاہ میں گیا واپس نہیں آیا۔ کس طرح سے علی اکبرؑ رخصت ہوئے
کوئی منظر کشی نہیں کر سکتا اس بات کی کہرام برپا ہے خیموں میں صرف علی اکبرؑ کے جانے
کی وجہ سے نہیں بیبیاں جانتی ہیں کہ علی اکبرؑ کے جانے کے بعد حسینؑ کا کیا حال ہوگا۔

زینبؑ جانتی ہے کہ علی اکبرؑ کے بعد حسینؑ پر کیا بیتنے والی ہے۔ آیا رخصت ہوا
علی اکبرؑ حسینؑ نے باگ تھام لی گھوڑے کی...... سوار ہوئے علی اکبرؑ رخصت کر دیا حسینؑ
نے جاؤ بیٹا خدا حافظ...... علی اکبرؑ چلے میدان کی طرف کچھ دور چلے تھے احساس ہوا کہ
جیسے پیچھے کوئی چلا آ رہا ہے مڑ کر دیکھا علی اکبرؑ نے تو کیا دیکھا بوڑھا باپ دونوں ہاتھوں
سے کمر تھامے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ اُترے علی اکبرؑ گھوڑے سے واپس پلٹے بابا کے
ہاتھ تھام لیے اکبرؑ نے...... کہا بابا آپ تو مجھے رخصت کر چکے ہیں اگر اس طرح پیچھے آپ
آئیں گے تو میں کیسے میدان میں جاؤں گا...... پھر علی اکبرؑ کیسے جنگ کرے گا بابا......
اچھا بیٹا جاؤ...... کاش تیرا کوئی تجھ جیسا ہی بیٹا ہوتا اور اس طرح تیر اور تلواروں کے زخم
کھانے جا رہا ہوتا تو پھر تو سمجھ سکتا تھا کہ میرے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ جا بیٹا مگر جہاں
تک ہو سکے مجھے مڑ کر دیکھتے رہنا علی اکبرؑ پہنچے میدان میں علی اکبرؑ نے حملہ کیا...... اِدھر علی
اکبرؑ نے حملہ کیا اُدھر زینبؑ نے فضہ سے کہا فضہ ذرا میرے بھائی کی خبر تو لے کر آ......

زینب جانتی ہے کہ علی اکبرؑ پر جو گزرے گی حسینؑ کے حال سے معلوم ہو جائے گا۔

فضہ نے ایک بار خیمے کا پردہ اُٹھایا اور فریاد بلند کی واحسینا ہائے میری آغوش کا پالا حسینؑ...... زینبؑ نے گھبرا کر پوچھا فضہ میرے بھائی کی خیر ہو۔ کیا ہوا اماں فضہ کہتی ہے شہزادی کیا بتاؤں میرا مولا حسینؑ میدان میں ایک سرے سے دوسرے سرے کی طرف دوڑ رہا ہے۔ کبھی ادھر دوڑتا ہے...... کبھی اُدھر دوڑتا ہے...... جانتے ہو کیوں دوڑ رہا ہے حسینؑ جس جس سمت میں علی اکبر حملہ کرتا جاتا تھا اس اس سمت میں حسینؑ دوڑنا شروع کر دیتا تھا کہ میرا بیٹا میری نظروں کے سامنے رہے۔

عزیزوں پوری دنیا کسی بھی شخص کو اپنے بیٹے سے جو محبت ہو سکتی ہے حسینؑ کو ہر باپ سے زیادہ علی اکبرؑ سے محبت ہے۔ ایسا بیٹا ہے علی اکبرؑ جب ہی تو حسینؑ قربان کر رہا ہے اللہ کی راہ میں بس زینب سے نہ سنا گیا حسینؑ کا یہ حال سجدے میں چلی گئی۔ معبود علی اکبرؑ کی قربانی کا وعدہ یاد ہے یہ وعدہ پورا کرے گی زینبؑ لیکن معبود مجھ سے میری بھائی کا حال نہیں دیکھا جاتا۔ اے یوسفؑ کو یعقوبؑ سے ملانے والے بس ایک بار علی اکبرؑ کو حسینؑ سے ملا دے۔ ثانی زہرہؑ کی دعا مستجاب ہوئی علی اکبرؑ نے حملہ پسپا کر دیا۔ واپس پلٹا بابا کی خدمت میں آیا آ کر پوچھتا ہے۔ بابا میں نے کیسی جنگ کی علی اکبرؑ کو سینے سے لگایا حسینؑ نے میرے لال بہت عمدہ جنگ کی تو نے بڑی اچھی تلوار چلائی تو نے...... علی اکبرؑ نے سینے سے بابا کو دور کر کے کہا بابا اگر دو بوند پانی کے مل جاتے...... ابھی جنگ کے نقشے کو پلٹ کر رکھ دیتا۔

علی اکبر حسینؑ کے امتحان کی منزل تو دیکھو حسینؑ کہتا ہے بیٹا پانی کہاں ہے پانی کا بندوست تو نہیں ہو سکتا ایسا کر دا اپنی زبان میرے منہ میں ڈال دو شاید تمہاری تسلی ہو جائے۔ علی اکبرؑ نے زبان بابا کے منہ میں ڈالی اور گھبرا کر واپس نکال لی...... بابا آپ

کی زبان تو میری زبان سے زیادہ خشک ہے، جا بیٹا یہ انگوٹھی منہ میں رکھ لے تیری تسکین ہوتی رہے گی۔ پھر علی اکبرؑ گیا لڑنے کچھ دیر گزری حسینؑ کی آواز کا جواب نہیں آتا...... حسینؑ پکارتا ہے علی اکبرؑ۔ علی اکبرؑ خاموش جواب نہیں دیتا۔ ارے کیا جواب دے اپنے بابا کو تلوار ہاتھ سے چھوٹ چکی، نیزا ہاتھ سے چھوٹ گیا لڑکھڑا رہا ہے گھوڑے کی گردن میں باہیں ڈالے ہوئے ہے...... بولے تو کیسے بولے کیا جواب دے بابا کو کیسے بتائے کہ بابا اب تیرا علی اکبرؑ کس حال میں ہے...... بابا تیرا علی اکبرؑ تیروں تلواروں سے چھلنی ہو گیا...... کیسے جواب دے علی اکبرؑ آواز تو سن رہا ہے بابا کی جواب نہیں دیتا...... ہاں مگر جب ایک ملعون نے برچھی جوان کے کلیجے پر ماری...... ارے حسینؑ کے اٹھارہ سال کڑیل جوان کی پسلیاں نیزے کی انی میں اُلجھ کر رہ گئی اب جو اس ملعون نے طاقت لگا کر اپنی برچھی کو کھینچنا چاہا نیزے کا پھل ٹوٹ کر جوان کے کلیجے میں رہ گیا بس اس زخم کا لگنا تھا...... اب علی اکبرؑ سے نہ رہا گیا اب علی اکبرؑ نے فریاد کی اے بابا علی اکبرؑ کا آخری سلام کربلا میں جو شہید گرتا تھا آواز دیتا تھا مولا میری مدد کو آؤ...... مولا میری خبر لو...... علی اکبرؑ دیکھ رہا ہے میرا بابا صبح سے اب تک کتنے لاشے اُٹھا چکے...... ارے ان سے میرا لاشہ کیسے اُٹھے گا مدد کے لیے نہیں پکارا بلکہ کہا بابا علی اکبرؑ کا آخری سلام...... ارے علی اکبرؑ نے تو سلام بھیج دیا۔ مگر حسینؑ پر کیا گزری ادھر علی اکبرؑ کی آواز کانوں سے ٹکرائی، ادھر حسینؑ زمین پر گر پڑا۔ سنبھالا اپنے آپ کو حسینؑ نے...... کھڑا ہوا حسینؑ دو چار قدم چلا پھر گر پڑا...... تین چار بار کوشش کی حسینؑ نے پیروں پر چلنے کی جب حسینؑ سے نہ چلا گیا اپنے آپ کو کوہنیوں اور زانوؤں کے بل ریت پر کھینچنا شروع کیا حسینؑ نے بس حسینؑ پر بھی کڑا وقت آ گیا۔ اپنے بابا کو آواز دے رہا ہے، اے بابا مشکل کشا حسینؑ کی مدد کرو...... اپنے بیٹے کی مدد کرو...... علی اکبرؑ کا لاشہ نظر نہیں آتا اپنے جوان بیٹے کو آواز دیتا ہے اے بیٹا علی

اکبرؑ ارے اپنے بابا کو آواز دے کے تیری آواز نے میری بینائی چھین لی...... ارے مجھے کچھ نظر نہیں آتا بس اسی طرح ٹھوکریں کھاتا ہوا حسینؑ پہنچا علی اکبرؑ کے لاشے پر......

ارے ابھی کچھ جان باقی ہے سر اُٹھا کر زانوؤں پر رکھا حسینؑ نے اپنے رخسار علی اکبرؑ کے رخساروں پر رکھے ارے بیٹا آنکھیں کھول دیکھ حسینؑ آیا ہے۔ میرے لال آنکھیں کھول تیرا بابا آیا ہے۔ علی اکبرؑ نے آنکھیں کھولیں میرے لال کس حالت میں ہے علی اکبرؑ نے دیکھا کہا بابا نیزے کی انی ٹوٹ کر کلیجے میں رہ گئی ہے، بابا بہت اذیت ہے۔ بہت تکلیف ہے یوں کہوں کہ شاید حسینؑ نے کہہ دیا ہو علی اکبر حسینؑ کا امتحان لے گا۔ اچھا میرے لال میں کوشش کرتا ہوں کہ تیرے کلیجے سے یہ نیزے کی انی نکل آئے...... علی اکبرؑ کو لیٹا دیا جلتی ہوئی ریت پر کیوں کر یہ ممکن ہے کہ وہ ماں جس نے مدینے جب حسینؑ نے چھوڑا تھا اپنا مزار چھوڑ دیا ہو، وہ ماں جو ابھی شب عاشور پشت خیمہ پر رو رہی تھی ارے حسینؑ پر اتنا سخت وقت ہو اور وہ ماں نہ آئی ہو، وہ بابا حیدر کرار نہ آیا ہو، وہ بھائی حسن مجتبیٰ نہ آیا ہو، وہ نانا مصطفیٰؐ نہ ہو...... اتنا بڑا امتحان علی اکبرؑ کی آنکھوں پر پٹی نہ حسینؑ کی آنکھوں پر پٹی اور نہ اُم لیلیٰ کی آنکھوں پر پٹی سب دلاسہ دے رہے ہیں۔ بابا کو دیکھا ہو گا حسینؑ نے بابا خیبر کا در اُکھاڑا تھا نانا اب اپنے حسینؑ کا خیبر دیکھو...... بابا بتاؤ خیبر کا در اُکھاڑنا آسان تھا یا علی اکبرؑ کے سینے سے نیزے کی انی کا نکالنا...... گھٹنے حسینؑ نے زمین پر ٹیکے ایک ہاتھ علی اکبرؑ کے سینے پر دوسرا کلیجے میں پھنسی ہوئی نیزے کی انی پر اب جو نیزے کی انی کھینچی جوان کا کلیجہ ساتھ آ گیا اِدھر کلیجہ اُدھر علی اکبرؑ کا دم نکل گیا۔

آؤ ابراہیمؑ آؤ دیکھو...... آؤ حسینؑ کو دیکھو کربلا میں ساری طاقت جمع کی حسینؑ نے علی اکبرؑ کے لاشے کو ہاتھوں پر اٹھا لیا حسینؑ نے اُٹھا تو لیا مگر چلا نہ گیا حسینؑ سے، ایک دو قدم چلا تھا لاش کو پھر جلتی ریت پر رکھ دیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا دونوں ہاتھوں سے

سر تھام کر بیٹھ گیا علی اکبرؑ کے لاشے پر بیٹا علی اکبرؑ تیرا لاشہ کیوں کر لے جائے حسینؑ...... میرے لال میں کیسے تجھے خیمے تک لے جاؤں۔ بس یہ ہی وہ وقت ہو گا جب گنج شہیداں کی طرف رُخ کر کر حسینؑ آواز دے رہا ہو گا...... جب نہر علقمہ کی طرف رُخ کر کر حسینؑ آواز دے رہا ہو گا...... اے میرے شیروں کہا سو گئے اے میرے قوت بازو عباسؑ تو میری ایک آواز پر آ جاتا تھا...... ارے حسینؑ سے علی اکبرؑ کا لاشہ نہیں اُٹھتا میرے شیروں میری مدد کرو مجھے یقین ہے کہ اس موقع پر بھی شہدا کے لاشے تڑپے ہوں گے۔ عباسؑ کا لاشہ تڑپا ہو گا جب کچھ بن نہ پڑا خیموں کا رخ کر کے حسینؑ نے آواز دی اے اطفالِ بنی ہاشم اے ہاشمی بچو...... آؤ حسینؑ سے علی اکبرؑ کا لاشہ نہیں اُٹھتا...... خیموں کے پردے اٹھنا شروع ہوئے چھوٹے چھوٹے بچے دوڑے قتل گاہ کی طرف واحسینا واحسینا کی آواز بلند کر کر یہ آواز زینبؑ کے کانوں سے ٹکرائی اُدھر زینبؑ نے چادر سر پر ڈالی اور دوڑی قتل گاہ کی طرف ہائے میرا بھائی ہائے میرا بھائی۔

۞......۞......۞

دسویں مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـــُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰٓـئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿البقرہ﴾

اللہ صاحبان ایمان کا ولی ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے اور کفار کے ولی طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ جہنمی اور وہاں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(البقرہ۲۵۷)

مخالفین ولایت...... مخالفین مولائے کائنات...... ان کو ہم کس خانے میں فٹ کریں...... جو مخالف ہیں...... جو ولایت نہیں مانتے...... مولاؑ کو ہی نہیں مانتے امامت نہیں مانتے درجہ بندی ہے ان کی ہے طبقہ بندی ہے اس میں...... کئی قسم کے لوگ کہ جو اہلِ بیتؑ کو نہیں مانتے...... اُن کی ولایت کو نہیں مانتے...... ان میں درجہ بندی ہے ہر آدمی ایسا نہیں جو اہلِ بیتؑ کو نہیں مانتا...... ولایت کو نہیں مانتا...... امامت کو نہیں مانتا...... اس میں کئی قسمیں ہیں ایک قوم ہے مخالف حربی...... مخالف حربی کون کہ جو امامؑ سے جنگ کے لیے تیار ہو گیا جو علیؑ سے جنگ کے لیے آیا...... تو رسولؐ نے کیا کہا کہ یَا عَلِی حَرْبُکَ حَرْبِی کہا نا غدیر میں دَمُکَ دَمِی لَحْمُکَ لَحْمِی حَرْبُکَ حَرْبِی

بس رسولؐ نے ایک معیار دیا ایک پیمانہ دیا...... نام لینے کی ضرورت نہیں ہے جب رسولؐ نے نام نہیں لیا...... مجھے بھی نام لینے کی ضرورت نہیں ہے...... رسولؐ نے ایک معیار بتایا کہ جس نے بھی علیؑ سے جنگ کی اُس نے رسولؐ سے جنگ کی بس یہ اپنے کفر کو چھپانے کے لیے دوسروں پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ چور کیا کام کرتا ہے دوسروں کو چور کہنا شروع کر دیتا ہے تا کہ میری چوری چھپ جائے...... تو رسولؐ نے معیار بتا دیا تھا...... کہ یا علیؑ جس نے آپ سے جنگ کی...... اس نے مجھ سے جنگ کی...... اور جس نے رسولؐ سے جنگ کی...... اس کا کفر ثابت ہو گیا...... جس نے بھی علیؑ سے جنگ کی اس نے رسولؐ سے جنگ کی اب رسولؐ سے جنگ کرنے کے بعد جو مقام مل سکتا ہے ہر اُس شخص کو وہی مقام ملا علیؑ سے جنگ کرنے کے بعد...... یا علیؑ آپ سے جنگ آپ سے لڑائی مجھ سے لڑائی ہے۔

تو وہ طبقہ ہے جو علیؑ کے مقابلے میں محارب بن کر آیا جنگ کرنے والوں کی شکل میں آیا...... یہ الگ بات کسی نے توبہ کی...... توبہ نہ کی...... وہ بعد کی بحث ہے یہ ثابت ہے کہ جنگ کی علیؑ سے...... ہم اِن کے بارے میں بات ہی نہیں کرتے...... تو جنھوں نے علیؑ سے جنگ کی ہم اُن کے بارے میں بات ہی نہیں کرتے...... یہ ہیں محارب اِن کے بعد دوسرے نمبر پر ناصبی کیونکہ علیؑ ظاہری طور پر اُن کے سامنے نہیں ہے...... لیکن ناصبی ہے...... علیؑ کو نہ ماننا اور بات اور مولائے کائناتؑ پر سب و شتم کرنا اور بات...... اور جو ناصبی ہے اس کا بھی ٹھکانہ کہاں ہوگا جہنم ہوگا...... وہ کعبے کی چادر کے ساتھ لپٹا رہے...... حجرِ اسود پر اس کے ہونٹ لگیں اور اس کا دم نکل جائے...... کسی بھی جگہ رسولؐ کی ضریح کے ساتھ اگر چمٹا ہوا ہو قبر کے ساتھ اگر چمٹا ہوا اور دم نکل جائے لیکن اگر ناصبی ہے اگر علیؑ کو برا بھلا کہا تو کیا ہوا ان کا بھی ٹھکانہ جہنم...... کفار اور مشرکین سے

بدتر حالت سے دو چار ہوا ان دو قسم کے لوگوں کو آپ نکال دیجئے...... اب اس کے بعد آیئے ماننے والے اور نہ ماننے والے ان میں بھی قسمیں ہیں...... نہ ماننے والوں میں ایک اب اگر میں کہوں مقصر تو پھر آپ کا دماغ کہیں اور پہنچ جائے گا...... ایک ہے قاصر یعنی ایسا قاصر ہے کہ جس کو پتہ نہیں جاہل ہے ایسے علاقوں میں رہتا ہے کہ اس تک پیغام ہی نہیں پہنچا...... جو ملا جتنا ملا وہ اس نے سمجھ لیا...... اس نے کہا بس یہی کافی ہے...... کیوں کہ اس کی وابستگی ہے دین سے جانتا نہیں ہے اس کے پاس پیغام نہیں پہنچا...... اور پھر نہیں مانتا تو اس کا حساب ہے الگ اس کی عقل کے حساب سے اس سے سوال کیا جائے گا...... جتنا علم ہے اس کے حساب سے اُس سے سوال کیا جائے گا...... کیوں اس کو علم نہیں...... کیوں کہ اس تک پہنچے ہی نہیں پیغام۔

اور ایک کون ہے جس کے پاس جانے کا موقع تھا یعنی ایسے شہروں میں رہتا تھا ایسی جگہ پر رہتا تھا جہاں ہر بات سنائی جاتی تھی...... ہر قسم کی بات کی جاتی تھی...... وہاں موقع تھا تمیز کرنے کا حق اور باطل میں...... حق کا پیغام بھی پہنچ رہا تھا اور باطل کا پیغام بھی آ رہا تھا دونوں موقع موجود تھے اب اس کے پاس کوئی گنجائش نہیں اب اگر یہ کہہ دے کہ مجھے مولوی نے ایسا کہا تھا تو وہاں اس سے یہ سوال کیا جائے گا کہ اگر اس نے یہ کہا تھا تو دوسرا بھی تو کچھ کہہ رہا تھا یعنی موقع تھا حق تلاش کرنے کا مگر نہیں کیا...... اب نہیں کیا تو سزا کا مستحق قرار پایا...... لیکن اُن دونوں طبقوں سے تھوڑی سی کم سزا ملی...... گیا جہنم میں لیکن ذرا کم تر درجے میں آپ جانتے ہیں کہ جہنم میں بھی درجہ بندی ہے۔ افضلیت کے حساب سے...... جو جتنا علیؑ کی دشمنی میں آگے بڑھا اتنا ہی اعلیٰ مقام جہنم میں پایا...... تو مت یہ سمجھے گا کہ اُن کو کوئی افضلیت حاصل نہیں ہے وہ وہاں سب سے افضل ہیں جہنم میں...... جنہوں نے سب سے زیادہ علیؑ سے دشمنی کی...... جنہوں نے

بنیادیں رکھیں تو افضلیت انہیں بھی حاصل ہے...... اگر یہاں معیار ہے تو وہاں بھی معیار ہے...... اولیٰ فالاولیٰ جھنم میں بھی ہوگا...... یہ اور بات جس کو جنت میں افضلیت ملتی چلی جائے گی وہ خوش ہوتا چلا جائے گا اور جس کو جہنم میں افضلیت ملتی چلی جائے گی وہ مصیبت میں پڑتا چلا جائے گا...... کہ میرے حصے میں ہی رہ گیا تھا دشمنی علیؑ میں افضل ہونا...... تو اعزاز ہے تمہارا...... ساری بنیادیں تم نے رکھیں...... جڑیں تم نے رکھیں...... بیج تم نے بوئے لہٰذا افضلیت تو تمہیں ہی ملے گی...... سب سے افضل تم ہی بنو گے۔

ایک یہ طبقہ اور ایک کونسا طبقہ جو میں نے عرض کیا کہ اس تک پیغام نہیں پہنچا...... نہ پہنچ سکتا تھا لیکن خلوص رکھتا تھا محبت رکھتا ہے امامؑ مانتا ہے کسی نے بتایا نہیں یعنی انہیں بھی مانتا ہے...... اور انہیں بھی مانتا ہے لیکن دو طبقے ہیں اس میں پیغام نہیں پہنچا خلوص رکھتا اہلِ بیتؑ کی محبت رکھتا ہے...... حقیقی محبت رکھتا ہے تو اس کا حساب بھی جدا ہو گیا جاہل ہے اس کی عقل کے حساب سے اس کو ثواب دے دیا جائے گا...... کیونکہ اس نے دشمنی نہیں کی...... محبت کی...... تم مانتے رہے اہلِ بیتؑ کو...... تم اہلِ بیتؑ سے وابستگی کو اپنا فخر سمجھتے رہے...... جب فخر سمجھتے رہے...... تو آپ بھی ان سے تعلقات رکھیے ان سے محبت کیجئے ان کے لیے دروازے بھی کھلے رکھیے انہیں دعوتیں بھی دیجئے انہیں بلایئے بھی دروازے تو ہر ایک کے لیے کھلے رکھو کیوں نہ معلوم کب کون حُرؑ ہو اِدھر آ جائے دروازے بند نہ کرو...... آپ کہیں گے ہم نے کب دروازے بند کیے...... نہیں عزیزو! ہم خود کبھی کبھی دروازے بند کر دیتے ہیں...... کتنے شوق سے کتنی محبت سے کبھی کوئی دوست...... کبھی ہمارا کوئی ساتھی...... اپنے کسی ساتھی کو مجلس میں لے کر آتا ہے...... کہ آؤ تمہیں مجلس سنوائیں اور جب وہ یہاں آتا ہے تو جو لایا ہوتا ہے تو وہ بھی شرمندہ ہو جاتا ہے...... کہ میں اپنے دوست کو کیوں لے آیا...... تو قریب بلایا یا دُور بھگایا...... دُور بھگا دیا تا تو ایک اِن کا

حساب......ان کا حساب کیا ہوگا بالکل الگ ہوگا...... کہ جو چاہنے والے ہیں۔

اب اسی طرح آپ آجایئے ایک یہ نظریہ جو آپ نے خود پروان چڑھایا ہے اور چڑھ رہا ہے...... کہ آپ مومن ہیں لہٰذا آپ کی ہر خطا معاف ہے۔ میں نے ایک شخص کو ملازم رکھا مومن دیکھ کر...... اہلِ بیتؑ کا ماننے والا ہے...... اور اس اہلِ بیتؑ کے ماننے والے کو پتہ ہے کہ میرا تو کوئی گناہ ہے ہی نہیں...... اس کو تو یہ پتہ ہے...... اس کو تو منبر سے یہی بتایا گیا ہے نہ کہ بھئی تو کچھ بھی کر لے جانا تجھے جنت میں ہی ہے...... میں کچھ بھی کر لوں جانا مجھے جنت میں ہی ہے...... میں نے یہ دیکھ کہ یہ مومن ہے آپ سفارش لے کر آئے ہیں کہ بھئی مومن مومن کے کام نہیں آئے گا تو پھر کوئی کام آئے گا اس مومن نے کیا کیا...... اس مومن کو دھوکہ دیدیا آپ نے مجھے رکھ لیا اور میں نے ہی آپ سے ایسا دھوکا کیا کہ آپ مجھے برا بھلا کہہ رہے ہیں میں نے اس کو مومن دیکھ کر رکھا اس نے میرے ساتھ ہی دھوکہ کر دیا...... اور آپ کہہ رہے ہیں کہ خبردار...... اس کو کچھ نہیں کہنا امام کا ماننے والا ہے جنتی ہے...... بھئی مجلس کرتا ہے...... ماتم کرتا ہے...... عقل کیا کہتی ہے...... اس بارے میں کیا فیصلہ کریں گے آپ...... خوب بے ایمانی کی اس نے آپ کے ساتھ آپ میرے پاس شکایت لے کر آئے...... مولانا آپ نے اس کو بھیجا تھا اور وہ تو میرا نقصان کر گیا۔ سارا میرا بزنس اُس کے نام ہو گیا ساری دولت شفٹ ہو گئی جعلی چیک بنا لیے میں نے کہا خبردار...... پتہ نہیں یہ مجلس میں جاتا تھا...... عقل کیا کہتی ہے شرع کو چھوڑیئے...... صحیح ہے یہ کام؟ تو اس نظریے کے مطابق جو منبر پر دیا جاتا ہے بالکل صحیح ہے...... کہ بھئی تو جو بھی کر لے کچھ بھی کر لے جانا تجھے جنت میں ہے...... تو جب مجھے ضمانت مل گئی جنت کی تو میں جو چاہوں کروں جیسے چاہوں کروں آپ کون ہیں مجھے نصیحت کرنے والے روکنے والے...... پھر کوئی جب مومن آپ سے ہاتھ دِکھا جاتا

ہے داؤ دکھا جاتا ہے پھر کیوں آپ شور کر رہے ہوتے ہیں...... وہ بھی مومن آپ بھی مومن وہ بھی جنتی آپ بھی جنتی...... جو مرضی کرتا پھرے...... تو جب آپ کو یہ گوارا نہیں کہ آپ کے ساتھ وہ دھوکہ کرے تو عزیزو! یہ کیسی ذلت کی بات ہے تو اب اگر یہ نام نہاد مومن پکڑا جائے...... آپ نے تو چھوڑ دیا کہ چلو مومن ہے...... چلو لیکن جب اس نے کسی اور جگہ جا کے ایسا فعل انجام دیا تو جانتے ہیں کیا کہا جائے گا۔ یہ کہا جائے گا یہ کیونکہ ان کے یہاں گناہ اور ثواب کا تو کوئی تصور ہے ہی نہیں جو چاہیں کریں اس لیے یہ ایسے فعل انجام دیتے ہیں۔

خدا کے لیے کبھی اس نظر سے بھی معاملات کو دیکھا کرو...... اپنے خول سے باہر نکل کر...... کہ ساری دنیا کی نظریں بھی تم پر ہیں...... کیسا تعارف کرایا جائے دوسروں کے سامنے کہ ہم کیا ہیں؟ وہ یہ نہ کہے کہ اِن کے یہاں تو کوئی تصور ہی نہیں ہے گناہ یا ثواب کا...... ان کے یہاں تو بس یہی ہے کہ جاؤ مجلس میں اور جنت میں چلے گئے...... لہٰذا جھوٹ بولے چوری کرے بے ایمانی کرے جو بھی کرے ان کو تو کچھ سزا ہے ہی نہیں۔

ظلم ہوا گزشتہ تین عشروں میں...... اب سمجھ میں آئی بات ایک دن کا قصہ نہیں ہے...... ایک دن کا ظلم نہیں ہے...... تیس سال یہ سازش ہوئی ہے تشیع میں ان کے مرکز کو توڑ دو...... ان کے افکار کو پراگندہ کر دو...... ان کی فکروں کو پریشان کر دو...... ان میں عقائد کی بحث ڈال دو...... اِن میں اس قسم کے عناصر پیدا کر دو ایک اُس سرے پر چلا جائے ایک اُس سرے پر کہ اس کے گناہ اور ثواب کا تصور ہی مٹ جائے...... اور یہ عقیدہ کس کا ہے...... ہم جب یہ کہتے ہیں کہ کوئی حکم نہیں...... اِسی طبقے کو...... اسی فکر کو...... امام جعفر صادقؑ نے رد کر دیا...... نکال دیا...... کون سی فکر...... اپنے عقیدے کے حساب سے بات کر رہا ہوں...... اسماعیلی کون ہیں؟ کس کی اولاد ہیں؟ اپنے آپ کو کس

سے نسبت دیتے ہیں؟ اولادِ رسولؐ ہیں کہ نہیں...... اولادِ امام ہیں کہ نہیں...... جایئے کیجئے احترام...... بیٹھئے اُن کے ساتھ رشتے کیجئے اُن سے...... اُن کی عبادت گاہوں میں جایئے...... کہ اولادِ رسولؐ ہے۔

اسماعیلؑ کس کے بیٹے ہیں محمد بن اسماعیل کس کے پوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں...... تو اولادِ رسولؐ تو وہ بھی ہیں کیا فرق ہو گیا فرق یہ ہوا کہ انہوں نے امامؑ کی فکر کے خلاف امامؑ کے مذہب کے خلاف امامؑ کے راستے کے خلاف...... اپنا راستہ اختیار کیا...... اور ان کا راستہ کیا ہے کہ کوئی حکم نہیں ظاہری...... تو ان میں اور ہم کیا فرق ہو گیا۔ جب ہم بھی یہ کہیں کہ امامؑ تشریف لائیں گے تو احکام بھی لائیں گے ابھی کچھ بھی نہیں ہے...... کیا فرق رہ گیا...... فرق یہی تھا کہ امامؑ نے اسی وقت مذمت کی کہ دیکھو یہ اسماعیل ہے کہ اسے دفن کر رہا ہوں یہ مر گیا نہ یہ امام ہے نہ اور کچھ...... یہ بتانے کے لیے کہ اس کے بعد کوئی بھی امامت کا دعویٰ کرے گا وہ باطل ہو گا...... راستہ وہی ہو گا جو اثنا عشری راستہ ہے جسے ہم نصب کر کے جائیں گے کہ یہ امام ہے تو عزیزو! مسئلہ کیا ہے ولایت کا مسئلہ ہی ہے کہ ہر ولی بعد والے ولی کو اس لیے نہیں کہ اُس کا بیٹا ہے اس کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی مرضی سے امام بنا دے جیسے رسولؐ نے اپنی مرضی سے نہیں اللہ کے حکم سے علیؑ کو ولی بنایا...... علیؑ نے اللہ کے حکم سے حسنؑ کی ولایت کا اعلان کیا...... امکان تھا جیسے لوگوں نے کہا تھا کہ بڑا بھائی ہے اس کا بیٹا امام ہو...... تو یہی تو جواب ملا کہ یہ میرا کام نہیں ہے کہ میں امام بناؤں یا ولی بناؤں' جو اللہ کا حکم ہے مجھے اس حکم کو پہنچانا ہے...... میرا بھائی حسینؑ ولی ہے...... حسینؑ کے بعد علیؑ ولی ہے...... علیؑ کے بعد محمد باقرؑ ولی ہے ہر ولی اپنے بعد آنے والے ولی کا اعلان کرتا چلا گیا...... ساتویں امام موسیٰ کاظمؑ چودہ سال زندان میں رہے کتنے مقامات ایسے آئے کہ امامؑ نے جب اپنے اختیارات کا اظہار کیا...... زندان

کے دروازے بھی کھل گئے...... زنجیریں بھی کھل گئیں اپنے چاہنے والوں کو رہا بھی کرا لیا وہ قید سے رہا ہو کر آ بھی گئے اور اس واقعہ کو چھپانے کے لیے حاکم وقت نے امام کے چاہنے والے کو قید کر دیا یہ الزام لگا کر کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس سے پوچھا گیا کہ کیا تو نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں کیا...... میرے ساتھ تو یہ ہوا کہ راتوں رات ایک شخص مجھے مسجد سہلہ بھی لے جائے...... مجھے آزاد بھی کرائے...... مجھے کوفہ بھی لے جائے...... مجھے مدینے بھی لے جائے...... مجھے حرم بھی لے جائے...... اور وہ شخص کہاں ہے؟ وہ ہے زندان میں وہ ہے ہارون کے زندان میں...... تو اپنے اختیارات کا جگہ جگہ امام اعلان کرتا چلا جا رہا ہے کہ دیکھو ہمارا اختیار یہ ہے۔

حیوانوں کی کچھار میں ڈال دیا چوتھے امامؑ کو کہ حیوان کھا جائیں گے امام کو اب جب تھوڑی دیر بعد آئے کہ ختم ہو گیا ہو گا قصہ...... تو وہاں کیا ماجرا ہے سارے حیوان امام کے قدموں میں سر رکھ کر بیٹھے ہیں...... کیوں معجزہ آپ کے لیے ہے۔ ہمارے لیے معجزہ ہے...... کہ ہم عاجز ہیں اس کے لیے معجزہ نہیں ہے جو اختیار رکھتا ہے وہ پوری کائنات کا ولی ہے۔ یہی ولایت ہے جو تمام آئمہ کو حاصل ہے...... اس ولایت کا اختیار جو ہر شے پر امامؑ کو حاصل ہے...... وہ بتا رہا ہے کہ تم نے نہیں پہچانا میں ان حیوانوں کا بھی امام ہوں میں ہر شے کا امام ہوں یہ جو جمادات ہیں ان کا بھی امام ہوں...... پہاڑوں کو اشارہ کر دوں گا یہ بھی اپنی جگہ چھوڑ دیں گے...... یہ اور بات ہے کہ حیوانوں نے پہچانا...... مسلمانوں نے نہیں پہچانا...... اور پہاڑوں کو حرکت دینے کی بات آئی تو نجران نے پہچانا مسلمانوں نے نہ پہچانا...... یعنی عیسائیوں نے بھی پہچانا یہودیوں نے بھی پہچانا...... حیوانات نے بھی پہچانا جمادات نے بھی پہچانا...... نباتات نے بھی پہچانا...... لیکن جن کے دلوں پر مہر لگا دی تھی پروردگار نے تو ان مسلمانوں نے نہ پہچانا۔

اب کیا کیا جائے ظاہری وجود سے تو خالی ہے جہان...... ہم زیارت کرتے
۔ وہی ہمارا ہادی ہے......! وہی ہمارا رہبر ہے......! وہی ہمارا امامؑ ہے......! وہی ہمارا
ہے......! لیکن ہم کریں کیا......؟ ظاہری وجود سے تو خالی ہے جہاں تو جب ظاہری
نہیں تو اب کوئی حکم نہیں ہے...... کیونکہ ہمیں امام کے سوا کسی کے پیچھے جانا نہیں ہے
امامِ علیؑ کی تقلید کرنے والے لوگ ہیں اور مولا علیؑ بتا نہیں رہے کسی مسئلے کا حل......
ہر مسئلہ ختم...... نہیں تو پوچھ کر بتا دیجئے میں تو مولا علیؑ کی تقلید کرتا ہوں...... کہ بڑا
ن اور بہت ہی جاہلانہ جواب جس کو بڑے عاقلانہ انداز میں لوگ اپنی زبان سے نقل
کے اپنی جہالت کا اظہار کر دیتے ہیں میں تو مولاؑ کا مقلد ہوں...... اچھا امام حسنؑ کے
نہیں ہو...... چوتھے امامؑ کے مقلد نہیں ہو پانچویں امامؑ کی تقلید نہیں ہوسکتی...... چھٹے
ی تقلید نہیں ہوسکتی...... ہاں بھئی کیوں نہیں ہوسکتی کہ چھٹے امامؑ تو وہ ہیں جن کی طرف
ی فقہ منسوب ہے تو پھر اب ساتویں امامؑ کی تقلید نہیں ہوسکتی...... آٹھویں امامؑ کی تقلید
ں ہوسکتی...... تو بڑے ہی عاقلانہ انداز میں وہ شخص اپنی جہالت کا اظہار کر دیتا ہے۔
۔ یہ تو وہی بات ہوگئی کہ جیسے اللہ کے سوا ہم کسی کو نہیں مانتے تو سارے کام اللہ کو
نے تھے تو فرشتوں کو کیوں خلق کیا...... انبیاء کو کیوں خلق کیا...... پیغمبروں کو کیوں خلق
...... بس یہی ولایت کا مسئلہ ہے ہر امام کو ولایت حاصل ہے جیسے کائنات میں ذاتِ
یت کے مقابل کوئی نہیں ہے اسی طرح اس کائناتِ ولایت میں یہ بارہ کے بارہ امام
یکن جو مقام مولائے کائناتؑ کی ولایت کو حاصل ہے وہ سب سے نمایاں یہ الگ
ں کہ مولائے کائناتؑ کی ولایت سب سے نمایاں تاجِ انما تاجِ ولایت مولا کے سر پر
ار رہا ہے...... لیکن یہ سب کے سب یہ بھی ولی اپنے زمانے میں خدا کی حجت۔ کیا
جائے ظاہری طور پر حکم تو نہیں لے سکتے امامؑ سے...... بھئی کوئی خوش نصیب ہی ہوگا

جس کو بشارت ہوگی...... ہر ایک کو تو نہیں ہو رہی...... کیسے اپنی زندگی کے مسائل حل
کریں۔ عقل کہتی ہے کہ اللہ نے ایک لمحہ کے لیے اس کائنات کو حجت کے بغیر نہ چھوڑا وہ
اپنے بندوں کو یوں ہی چھوڑ دے...... مومنین کو چھوڑ کر چلے جائیں مولا کہ جو تمہارے دل
میں آئے کرنا وہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ رسولؐ نے اپنا کوئی وارث چھوڑا ہی نہیں آپ کیا
کہتے ہیں کہ رسولؐ نے وارث چھوڑا یا نہیں چھوڑا آپ کیا کہتے ہیں کہ رسولؐ نے وصی
چھوڑا یا نہیں چھوڑا آپ کیا کہتے ہیں کہ رسولؐ نے نائب چھوڑا یا نہیں چھوڑا...... کبھی کبھی
سوچا کرو تو غلط راہوں کی طرف نہ چلے جایا کرو ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ ایسا ہو ہی نہیں
سکتا کہ رسولؐ لوگوں کے درمیان سے اُٹھے اور لوگوں کے لیے کوئی بندوبست نہ کر کے
جائے تو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ امام پردۂ غیبت میں جائے اور مومنین کو بے سر و سامان چھوڑ
دے...... کہ جیسے مرضی کرو...... ہم سرگردان رہیں ہم حیران و پریشان رہیں۔ تو جو تمہارا
دل چاہے کرو میں تو جب آؤں گا جب حکم بتاؤں گا...... عقل کیا کہتی ہے کہ یہ قانونِ
قدرت' قانونِ فطرت کے خلاف ہے...... یہ کہا جاتا ہے اُصول کی زبان میں تنزل
تدریجی یہ آخری مسئلہ ہے مشکل سہی لیکن دس دن میں اذہانِ عالیہ اتنے قریب آ چکے ہیں
میرے کہ میں بہت آسانی سے اس مطلب کو آپ تک منتقل کر کے چلا جاؤں گا...... اب
دیکھئے تنزل تدریجی کیا چیز ہے؟ یعنی تدریجاً کسی چیز کا نیچے آنا اللہ کا حق ہے حکم اور
حکومت اُسی کی، ملک ہے کسی کا حق نہیں کہ کائنات پر حکومت کرے سوائے اللہ کے اور
اسی کی حکومت جاری و ساری ہے کہ نہیں...... وہی عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہے یہ کرسی
میری ہے اور کسی کی نہیں...... لیکن براہِ راست حکم نہیں چلایا اللہ نے...... تنزل تدریجی ہوا
انبیاء اور رسولوں کے ذریعے سے اپنی حکومت کو نافذ کیا...... حکومت نافذ کرنے کے لیے
کیبنٹ کی ضرورت ہے...... دنیا میں بھی اچھی ہو یا بُری کیبنٹ تو چاہئے اکیلا تو کچھ نہیں

سکتا حاکمِ وقت یہ ہے قانونِ فطرت یہی فطرت کا قانون جس پہ پوری دنیا کا نظام
رہا ہے۔

انبیاء رسولؑ کے ذریعے سے نظام کا نفاذ...... یہ ہے تنزل تدریجی اب پروردگار
کہہ دیا کہ رسولؐ کی ضرورت نہیں...... اب کیا کیا جائے کہا ولایت اس کام کو آگے
ائے گی...... مثالیں دیتے ہیں آپ کو نماز کا حکم کیا ہے کھڑے ہو کر پڑھو...... میں
ے ہو کر نہیں پڑھ سکتا حکم اولی کیا ہے کھڑے ہو کر پڑھنا...... جب مجبوری آئی کوئی
زل تدریجی کا قاعدہ آگیا ایک سیڑھی نیچے نماز پڑھنا ہے لیکن بیٹھ کر پڑھو...... کیونکہ
تو کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو کیا ساقط ہو گئی نماز؟ نہیں ایک درجہ نیچے آگیا اب بیٹھ
...... ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ نہیں بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتے آپ...... لہٰذا یہ حکم بھی ختم ہو گیا
یں پھر ایک سیڑھی نیچے آئے۔ لیٹ کر پڑھو...... پھر زبان نہیں ہل سکتی حکم ہوا کہ
روں سے پڑھ لو آنکھوں کے...... دل ہی دل میں پڑھ لو...... یعنی جب تک ہوش
ت ہے تب تک نماز ہے...... جب تک حواس کام کر رہے ہیں دماغ کام کر رہا
...... دماغ میں سوچو نماز پڑھو...... جب وہ بھی معطل حکم نماز ساقط یہ کیا تھا؟ تنزل
ی بیمار ہو گیا روزہ نہیں رکھ سکتا مگر قضا رکھنا ہو گا...... قضاء بھی نہیں رکھی...... کیوں کہ
ں طویل ہو گی؟ اگلا رمضان آگیا اب کیا کرو...... رمضان سے پہلے مجھے قضا روزے
ہ تھے یہ بھی نہیں رکھ سکتا تنزل تدریجی کا قانون آیا اچھا نہ رکھو لیکن ہر روزے کے
لے میں ۱۴ چھٹا نک اناج تم فقیر کو روزانہ دیتے رہو۔

آپ کہیں کہ نہیں صاحب اللہ نے تو روزے کا حکم دیا تھا...... قرآن میں کہاں
ہ اناج دو...... دکھا دے مجھے کوئی کہ یہ قرآن میں لکھا ہوا ہے...... قرآن نے تو یہ کہا
وزہ رکھو...... نماز پڑھو...... تنزلِ تدریجی کیا ہوا کہ اگر اگلے رمضان تک روزہ نہیں

رکھ سکتا ہر روزے کے عوض ایک مُد طعام یہ ہو گیا حکم تنزل اس حالت میں...... کیوں اس
لیے کہ شریعت آپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتی...... آپ کو مسئلے کا حل بتانا چاہتی ہے میں نے
ایک باغ مخصوص کر دیا یا آپ نے ایک باغ مخصوص کر دیا کہ اس باغ کی آمدنی سے
معصوم کے حرم میں شمعیں جلائی جائیں...... وقف کر دیا دو سو سال پہلے کسی نے جب بجلی
نہیں تھی کہ اس کی جو آمدنی ہو اس سے معصوم کے حرم کی شمعیں جلائیں جائیں...... چراغ
روشن کیے جائیں...... اب آج تک اس باغ کی آمدنی ہے...... اب آج کیا کیا جائے
آج تو موم بتی اور چراغ وہاں جل نہیں سکتے...... دیواریں کالی ہو جائیں گی کیا کیا جائے
کیا شرع نے کہا کہ یہ باغ واپس کر دو جس کا تھا...... ایسا ہو گا نہیں بلکہ دیکھا یہ جائے گا
شمع نہ سہی تیل کا چراغ نہ سہی کس چیز سے روشنی ہو سکتی ہے...... کیونکہ مقصد یہ تھا کہ روشنی
کی جائے لہٰذا جو بھی روشنی کا سامان ہے اس آمدنی سے اُسی روشنی کا سامان پھر فراہم کیا
جائے گا۔ اللہ کی حکومت رسولؐ کی حکومت ولی کی حکومت یا امامؑ کی حکومت...... اب جب
ظاہری طور پر امامؑ کا وجودِ مبارک نہ ہو تو اس نے کوئی بندوبست کیا...... الٰہی قانون کے
خلاف جا سکتا ہے امامؑ؟ امامؑ ہی نے تو یہ قانون بتایا اللہ نے نہیں بتایا امامؑ نے یہ قانون
بتایا اب کیسے ہو سکتا ہے کہ امامؑ نہ ہو اور حکم امامؑ بھی نہ ہو۔ جب امام کا وجود نہ ہو تو اُدھر
دیکھو کہ جو کردار میں عمل میں علم میں 'نزدیک ترین' ہستی ہو اپنے امامؑ سے...... معصوم نہیں
ہے لیکن اس کے تقویٰ پر ہمیں یقین ہے...... اس کے علم پر ہمیں یقین ہے...... اس تک
رجوع کرو کیوں تا کہ تم سرگردان نہ رہو...... یہ ہو گیا تنزلِ تدریجی لہٰذا وہ کہلایا فقیہ جامع
الشرائط وہ فقیہ جس میں یہ ساری شرائط جمع ہو جائیں کون سی شرائط گیارہویں امامؑ کی
حدیث ہمارے سارے مسائل کی جڑ کہاں ہے...... مسائل پیدا ہونے کا سبب کہاں
ہے...... کہ سامراج کوشش یہ کر رہا ہے کہ تشیع کو اِس مرکز سے علیحدہ کر دو...... اِن کے

رکز کو توڑ دو...... کیوں قوت کا سرچشمہ ہے ولایت......قوت کا سرچشمہ ہے امامت......
س سرچشمے سے اِن کو علیحدہ کر دو...... اس ولایت کا استمرار کہاں ملے گا اس امامت کا
استمرار کہاں ملے گا...... امام نہیں ولی نہیں ہے معصوم نہیں ہے......لیکن دعوت اُسی انداز
یں ولایت کی طرف دے رہا ہے...... کیوں دین کا محافظ ہے جانتے ہیں دشمنانِ دین
کہ کتنا ہی بے عمل شیعہ کیوں نہ ہو نماز پڑھے نہ پڑھے......روزہ رکھے یا نہ رکھے......
لیکن اتنا جانتا ہے کہ اگر نائب امامؑ یہ حکم دے دے کہ گھروں سے نکل آؤ تو کوئی کیسا ہو
جانتا ہے کہ مجھ پر گھر بیٹھنا حرام ہو جائے گا۔

یہ ایک بار نہیں صدیوں مشاہدہ کیا سامراج نے آپ کے مزاج کی اسٹڈی کی
جان گئے کہ کیوں دوسری قوموں سے مختلف...... پھر اُن کی سمجھ میں آیا کہ اِن کے پاس
امامت ہے......ان کے پاس ولایت ہے...... جب وہ نائب اتنی قوت رکھتا ہے کہ نائب
ایک فتویٰ دے اور ان کی فکریں بدل جائیں......تو اس حقیقی امامؑ کی طاقت کیا ہو گی لہٰذا
اس مرکز سے توڑنے کی سازش کی جا رہی ہے تم کو وہ جو قوت کا سرچشمہ ہے تشیع کی......
عزادارانِ حسینؑ بس آؤ کربلا آ جاؤ حسینؑ سے وابستہ ہو جاؤ...... حسینؑ تمہیں سینے سے لگا
لے گا......حُر کی مثال دیتے ہو تو سمجھو حُر یوں ہی نہیں بخش دیا گیا...... جیسے ہی حُر حسین
کے کیمپ میں آیا تھا نہ جانے کتنی قربانیاں دینی پڑیں حُر کو حُر نے کچھ نہیں مانگا نہ مال مانگا
نہ اولاد مانگی نہ زندگی مانگی بس حسینؑ سے یہی مانگتے رہے کہ حسینؑ تو ہماری قربانی کو قبول
کر لے......مولا بس ہم تیرے قدموں میں اپنی جان قربان کرنا چاہتے ہیں......ہمیں
کچھ بھی نہیں چاہئے......بس یہ سب کچھ حسینؑ ہی کا صدقہ ہے جو آپ کو اور ہمیں مل رہا
ہے حسینؑ بغیر مانگے بھی دے رہا ہے......کبھی حسینؑ سے بھی تو پوچھو مولا تو کیا چاہتا ہے
آواز آئے گی کربلا سے آج بھی هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا آج بھی یزیدی لشکر کے

محاصرے میں ہوں کوئی ہے جو میری مدد کرے هَلْ مِنْ مُغِيْثٍ يُغِيْثُنَا کوئی ہے جو
میرے استغاثے کا جواب دے...... جب دل کے کانوں سے سنو گے آج بھی کربلا
استغاثہ بلند کر رہی ہے......نہیں جا سکتے کربلا کوئی بات نہیں کیا ہر زمین کربلا نہیں بن گئی
ہر جگہ جواب نہیں دیا جا سکتا حسینؑ کے استغاثے کا کبھی اس پہلو سے بھی سوچو......کربلا کو
یوں ہی تو زندہ نہیں کر دیا زینبؑ نے...... کیوں اتنا ماتم...... کیوں اتنا گریہ...... کیوں
ایسی عزاداری برپا کی شہزادی نے قیامت تک کے لیے تمہیں راستہ دے کر چلی گئی کہ
حالات جیسے بھی ہوں پیغامِ حسینی کو عام کرتے چلے جانا۔

ہم سے زیادہ مصیبتیں تم پر نہیں آئیں، لیکن کوئی مرحلہ تھا جہاں زینبؑ اپنے
بھائی کا پیغام پہنچانے سے چکی ہو......؟ نہیں عزادارو......! نہیں آخری وقت میں بھی
ایک یا دو سال کے بعد جب رہائی کا حکم ملا تھا تو زینبؑ نے پہلا کام یہ کیا تھا کہ مجلس کے
لیے ایک گھر لیا تھا۔ مجھے اپنے بھائی کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ پیغام کیسے پہنچایا جائے؟
زینبؑ سے پوچھو......! سیّد سجاد سے پوچھو......! گھر دو...... کالا علم لگاؤ...... وہاں میں سب
کو بتاؤں گی کربلا میں کیا ہوا۔ وہاں میں بتاؤں گی کہ کربلا میں ظالم کے چہرے سے کیسے
نقابیں اُلٹیں تھیں حسینؑ نے۔ اور ظالم کو بے نقاب آج اُس کی بہن زینبؑ کرے گی۔
پیغام دیا دربارِ شام ہو یا دربارِ ابن زیاد ہو، بازارِ کوفہ ہو یا بازارِ شام ہو قیامت تک زینبؑ
کے خطبوں کی گونج انسانیت کے کانوں میں آتی رہے گی...... پیغام پہنچاتی رہے گی ثانیِ
زہراؑ کہ میں اپنے بھائی کے گریے میں مجھ سے زیادہ تم نہیں رو سکتے۔ حسینؑ کا مجھ سے
زیادہ تم غم نہیں منا سکتے۔ لیکن ان اشکوں کی برسات میں اس گریہ کی گونج میں بھی میں
نے حسینؑ کے مقصد کو پیشِ نظر رکھا تھا کہ میرا بھائی مجھے امانت دے کر گیا ہے۔ اس امانت
کی مجھے حفاظت کرنی ہے۔

روایت ہے کہ جب چھٹا امام مجلس برپا کرتا تھا چھپ کر تہہ خانے میں اپنے شاگردوں کو بلا کر اور جس کی آواز بڑی اچھی ہوتی تھی جس کو واقعہ کربلا صحیح انداز میں سنانے کا طریقہ ہوتا تھا امام اسے ہی بلاتا تھا۔ جبکہ امام سے زیادہ علم تو نہیں تھا اس کا پھر بھی امام اسے بلاتا تھا اور کہتا تھا ذرا میرے جد کی مصیبت بیان کر...... ذرا کربلا کی مصیبت بیان کر...... شاگردوں نے دیکھا کہ ایک بار درمیان میں جب وہ شہادت حسین پڑھ رہا تھا بے تاب ہو کر امام اُٹھا اور وہاں دروازے پر جا کر بیٹھ گیا جہاں سب کے نعلین رکھے تھے اور وہاں بیٹھ کر امامؑ بچوں کی طرح رو رہا ہے۔ سب کے لیے یہ بات تعجب کا باعث تھی۔ مجلس تمام ہوگئی۔ امامؑ پھر اپنے شاگردوں میں آ کر بیٹھ گئے۔ کسی نے ہمت کر کے پوچھا کہ فرزند رسولؐ آخر کیا بات ہے۔ کہ اچانک مجلس میں سے آپ اُٹھے وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ میرے امامؑ نے عمامہ اُتار کر پھر رونا شروع کر دیا۔ امامؑ کہتے ہیں میں تمہیں کیا بتاؤں جب میرے بابا، میرے جد حسینؑ کی شہادت بیان کی جا رہی تھی میری دادی زہراؑ اس وقت رو رہی تھیں۔ پس زینبؑ نے فرشِ عزا بچھا دیا۔

ایک اور مجلس عزا برپا کرنے مدینے سے کربلا کی طرف چلا ہے اور وہ کون رسولؐ کا صحابی جابر بن عبداللہ ہے۔ اتنا ضعیف ہو گیا ہے جابر کہ بینائی بھی جاتی رہی، بہت کم نظر آتا ہے۔ واقعہ کربلا کا معلوم ہوا اس بڈھے صحابی کو۔ اپنے غلام کو ساتھ لیا کہا مجھے کربلا لے چل۔ میں نے حسینؑ کو گود میں پالا ہے۔ میں نے حسینؑ کا جھولا جھلایا ہے۔ میں رسولؐ کے حکم پر حسینؑ کی انگلی پکڑ کر گلیوں میں گھومتا تھا...... حسینؑ کو میر کراتا تھا۔ مجھے کربلا لے چل...... غلام کے ساتھ سفر کیا جابر نے۔

کربلا کا پہلا زائر جابر بن عبداللہ انصاری جس کو رسولؐ نے بشارت دی تھی کہ میرے پانچویں سے ملے گا۔ اسے بھی میرا سلام کہنا اور جب پانچویں سے ملا تھا اس

وقت پانچویں کا سن مبارک سات یا آٹھ سال کا تھا۔ مسکرا کر دیکھا تھا پانچویں نے جابر کو اور کہا جابر جلدی سے میرے جد کی امانت مجھے پہنچاؤ۔ یہ ہے امام...... یہ ہے ولی...... جابر مجھے پہنچاؤ میرے جد کی امانت اور جابر نے سلام پہنچایا تھا۔ یہ وہ جابر ضعیفی کے عالم میں کربلا کا سفر کیا، پہنچا عراق کربلا کی سرزمین پر پہنچا۔ اپنے غلام سے کہتا ہے عطیہ ذرا گنج شہداء کی طرف لے چل۔ بنی اسد کے لوگوں نے قبروں کے نشان بتائے...... پہنچا اُتر کے ناقہ سے...... اُترا سہارے سے اور اُترنے کے بعد اپنے غلام سے کہتا ہے مجھے قبر حسینؑ تک ذرا پہنچا، عطیہ نے بازو تھاما کہتا ہے مولا ارے کیسے قبر حسینؑ تک پہنچاؤں یہاں تو کسی کی قبر پر کوئی نام ہی نہیں ہے۔ کہا اچھا تو الگ ہٹ جا...... مجھے قبروں کے درمیان چھوڑ کر دور چلا جا۔ عطیہ ان قبروں نے درمیان جابر کو چھوڑا، دور چلا گیا۔ جابر درمیان میں کھڑا ہو کر کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدُ اللّٰہُ اے فرزند رسولؐ یہ غلام آیا ہے۔ جابر آیا ہے، جابرؓ کا سلام قبول کر۔ جابر نے سلام کہا...... ایک قبر مطہر سے جواب آیا اے جابر...... اے میرے قبر کے پہلے زائر، اے میرے نانا کے صحابی تیرا آنا مبارک ہو۔ تب جابر دوڑا آواز کی سمت اور اس قبر پر اپنے آپ کو گرا دیا۔ جابر کو حسینؑ کا بچپنا یاد آیا اپنی گود میں لے لیا قبر حسینؑ کو پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے۔

آخر ایک وقت وہ آیا کہ ضعفی کے عالم میں جابر کے ہوش جاتے رہے۔ گریہ کرتے کرتے بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر گزری عطیہ غلام آگے بڑھا، شانہ پکڑ کر ہلایا۔ مولا جلدی اُٹھ...... مولا جلدی اُٹھ ایسا لگتا ہے ابن زیاد کو تیرے آنے کی خبر ہو گئی۔ مولا میں دیکھتا ہوں کہ کوفے کی سمت سے گرد و غبار نمودار ہوتا ہے۔ کوئی قافلہ اس سمت میں آ رہا ہے۔ بازو جھٹک دیا جابر نے...... عطیہ جا، عطیہ جا اب حسینؑ کے بعد زندگی میں کیا رہ گیا۔ تو چلا جا تجھے میں نے آزاد کر دیا، مجھے یہیں مر جانے دے۔ غلام بھی وہیں بیٹھ گیا

کچھ دیر بعد غلام کہتا ہے مولا یہ ابن زیاد کا قافلہ تو نہیں لگتا یہ سیاہ کوفہ و شام تو نہیں لگتی یہ تو کوئی اور قافلہ لگتا ہے۔ کہا ذرا غور سے دیکھ مجھے بتا یہ کون لوگ ہیں۔ کچھ دیر بعد عطیہ نے فریاد بلند کی اے جابر، اے میرے مولا، ارے میں تجھے کیا بتاؤں یہ تو عجیب قافلہ ہے، سیاہ عماریاں نصب ہیں۔ جب قافلہ اور قریب پہنچا عطیہ نے جابر کا بازو پکڑ کر کھینچنا شروع کیا ایک پتھر کی آڑ میں جابر کو لے آیا اور کہتا ہے مولا یہ عجیب لوگ ہیں۔ تو آوازیں سُن رہا ہے قافلہ جوں جوں قریب آتا ہے بیبیوں اور بچوں کی آوازیں آتی ہیں۔ واحسینا...... واحسینا...... عطیہ نے اپنا سر پیٹنا شروع کیا۔ اور کہتا ہے مولا میں تجھے کیا بتاؤں کچھ بیبیاں ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اونٹوں سے گرانا شروع کر دیا ہے۔ کہتا ہے دیکھ عطیہ ان کے ساتھ کوئی مرد ہے۔ عطیہ نے دیکھا کہا ہاں میرے مولا ایک مرد ہے۔ ایک ناتواں اور ضعیف شخص ہے۔ جو اسی قبر کی طرف آرہا ہے۔ جس پر ابھی تو رو رہا تھا۔ کہا جلدی سے مجھے اُس کے قریب لے چل۔ وہ ناتواں آگے بڑھا اس قبر پر گر گیا اور زار و قطار رونا شروع کرتا ہے۔ قبر کے قریب لے کر آیا عطیہ۔ جابر سمجھ گیا کون ہے۔ جابر نے آواز دی اے رسولؐ زادے...... اے فرزند علیؑ......اے فرزند حسینؑ ......اس غلام جابر کا سلام قبول ہو۔ اس ناتواں نے قبر سے نظریں اُٹھائیں اور کہا جابر ہمارا بھی سلام قبول کر اور تجھے یہ اعزاز مبارک ہو کہ تو ہمارے بابا کا پہلا زائر ہے۔ جابر تجھے یہ عزاز مبارک ہو کہ اب تو ہم سے پہلے زائر حسینؑ کہلائے گا۔ جابر آگے بڑھا قدموں پر سر رکھ دیا، سیّد سجادؑ کو پرسہ دے رہا ہے، بابا کا پرسہ قبول کیجئے۔ سیّد سجادؑ نے کچھ دیر بعد کہا جابر قبر سے تھوڑا دور ہٹ جایئے میری پھوپھی زینبؑ بھائی کا پرسہ دینا چاہتی ہے۔ کچھ دور ہٹا جابر کچھ میری طرف سے بھی پرسہ دے دیجئے شہزادی کو...... اس کے بعد جب ہوش بحال ہوئے جابر کے، تب جابر کہتا ہے مولا عباسؑ کہاں ہے۔ مجھے عباسؑ

کی قبر پر لے چلئے۔ سید سجادؑ کہتے ہیں جابر عباس یہاں کہاں عباسؑ گنج شہیداں میں نہیں، جابر حیران ہو کر کہتا ہے پھر میرا عباسؑ کہاں ہے۔ کہا عباسؑ علقمہ کے ساحل پر ہے۔ پوچھا وہ کیوں......؟ اس لیے کہ میرے چچا عباسؑ کو یہ گوارا نہ تھا کہ وہ قبضہ جو اس نے اتنی مشکل سے حاصل کیا اس سے چھٹ جائے۔ ایک طرف سے سیّد سجادؑ نے بازو تھاما جابر کا ایک طرف سے جابر کے غلام نے رسولؐ کے اس صحابی کو دونوں نے سہارا دے کر عباسؑ کی قبر پر پہنچا دیا۔

دیر تک کبھی اُم البنین کو...... کبھی مولائے کائنات کو جابر پُرسہ دیتا رہا۔ جابر روتا رہا کچھ دیر گذری ایک شخص کا اُدھر سے گزر ہوا حیرت سے دیکھتا ہے اِن کو پھر آ کر پوچھتا ہے بھائی تم کون لوگ ہو۔ اتنا عرصہ گزر گیا آج تک تو اِن کا رونے والا آیا نہیں۔ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ان کا کوئی وارث ہی نہیں ہوگا۔ ارے تم کون لوگ ہو۔ پھر سید سجاد نے تعارف نہ کرایا بس اتنا کہا ہاں ہم ہی وہ مجبور لوگ ہیں۔ ہم ہی اِن کے وہ وارث ہیں جنہیں اجازت نہ ملی رونے کی...... اب ہمیں اجازت ملی ہے ہم رونے آگئے ہیں۔ وہ بے چین ہو کر کہتا ہے ارے تمہیں کیا معلوم یہاں کیسا معرکہ گزر گیا تمہیں کیا معلوم یہاں کیسی عجیب و غریب جنگ ہوئی تھی۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ جابر کو ایک ذاکر مل گیا...... سید سجادؑ کو ایک ذاکر مل گیا۔ جابر نے تڑپ کر کہا اے بھائی ذرا بتا کیا ہوا تھا کربلا میں۔ تیار ہو گیا وہ شخص کہتا ہے سنو۔

ایک سال پہلے محرم کے آغاز کی بات ہے۔ محرم کی کوئی ابتدائی تاریخ تھی۔ ایک چھوٹا سا قافلہ اس سرزمین پر آ کر ٹھہرا تھا۔ اس قافلے میں ایک سے بڑھ کر ایک ماہ رخ تھا۔ ایسے ایسے حسین جوان تھے کہ کسی چہرے پر نگاہ ٹھہرتی نہ تھی۔ ایسے ایسے عبادت گزار تھے کہ اُن کو دیکھ کر عبادت کرنے کو جی چاہتا تھا۔ اُن کے مقابلے پر ایک کثیر

کوفیوں، شامیوں کا لشکر بنا۔ کچھ دن گزرے ہم نے دیکھا کہ اس چھوٹے سے قافلے کے خیموں کو جبر کے ذریعے سے ہٹا دیا گیا اور کچھ روز گزرے ہم نے دیکھا اُن پر پانی بند کر دیا گیا۔ لیکن ہمیں اجازت نہ تھی ہم کیسے اس وحشت کے ماحول میں پانی پہنچاتے کارواں کو۔ ایک رات وہ بھی آئی کہ ہم اپنے کانوں سے معصوم بچوں کی آوازیں سنتے تھے کہ ہائے پیاس...... یہ ذاکر کہتا ہے کہ وہ شب ایسی تھی کہ ساری شب معصوم بچوں کے رونے کی آوازیں آئیں تھیں...... العطش...... العطش...... ہائے پیاس...... ہائے پیاس...... اور پھر نہ پوچھو کہ صبح کیسی ہوئی تھی اس رات کی۔ ہم نے دیکھا کہ ایک حملہ عام کیا گیا خیموں پر کیسے جری تھے تاریخ میں ایسے دلیروں کو نہ دیکھا ہوگا کہ کچھ جانباز آہنی دیوار بن گئے تھے خیموں کے سامنے، کس کی مجال تھی کہ کوئی تیر خیموں تک چلا جاتا۔ ہم نے آوازیں سنی ایک کہتا تھا کہ دیکھو حسینؑ کے خیموں سے ہوشیار ہو جاتا تھا دوسرے کو امانت دے کر جاتا تھا۔ دیکھو کوئی تیر خیموں تک نہ جانے پائے۔ کیسے کیسے لوگ تھے سب گزرے گئے اور ہم نے ظہر ہونے تک دیکھا کہ جب وہ مختصر سا لشکر ختم ہو گیا تو اب جوان نکلتے تھے، نونہال نکلتے تھے ایسے حسین نکلتے تھے کہ کسی کے چہرے پر نگاہ ٹھہرتی نہ تھی۔ ہاں ظہر عاشورہ کے بعد جانتے ہو تم جس کی قبر پر روئے یہ کون ہے۔ ظہر عاشورہ کے بعد یہ نکلا تھا اور لوگ کہتے ہیں علمدار تھا اس لشکر کا۔ ارے کیسی جنگ کی تھی اس تنہا نے قبضہ کر لیا تھا پانی پر۔ ہم نے دیکھا کہ کس شان سے اس نے اپنے گھوڑے کو ترائی میں اتارا...... کس شان سے اس نے مشکیزہ بھرا تھا اور کس شان سے واپس چلا تھا۔ کوئی ظالم اس کے قریب آتا نہ تھا اور جو قریب آتا تھا اس کو یہ فنا کر دیتا تھا دور سے۔ ظالموں نے تیر برسانا شروع کر دیئے تھے یہاں تک کے تیروں سے چھلنی ہوا۔ ہم نے دیکھا کہ پہلے اس کا ایک بازو قلم ہوا...... پھر اس کا دوسرا بازو قلم ہوا۔ لیکن اس کی کوشش یہی تھی کہ

کسی طرح سے یہ پانی خیموں تک لے جائے۔ لیکن نہ ہو سکا سننے والو کس طرح اس نے حفاظت کی...... کس طرح سے تیر سے پانی کے مشکیزے کو چھید دیا گیا...... کس طرح پانی بہہ گیا...... کس طرح اس کے سر پر گرز لگا اور کس طرح یہ گھوڑے سے سر کے بل نیچے آیا۔

عباسؑ کی شہادت کا حال سنا جابر نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا۔ قبر عباسؑ پر اپنے سر کو پٹخنا شروع کر دیا۔ جب ہوش میں آئے جابر، کہا اور آگے کا حال سناؤ کہا تجھے کیا بتاؤں مجھے نام تو معلوم نہیں، کسی کو میں نے دیکھا تھا صبح جس کی ریش سیاہ تھی اتنے لاشے اٹھائے اس نے کہ عصر عاشورہ آنے تک اس کی ریش سفید ہو گئی تھی...... کبھی کسی کی لاش کے ٹکڑے اٹھاتا تھا...... کبھی کسی نونہال کی لاش اُٹھاتا تھا، اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی ساتھی ہوتا تھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ جب ہم نے دیکھا کہ یہ کبھی اِدھر گرتا تھا اور کبھی اُدھر گرتا تھا...... کوئی اس کو سہارا دینے والا نہ تھا۔ ہم نے تحقیق کی معلوم ہوا اس کا کڑیل جواں تھا علی اکبرؑ...... جس کے سینے میں برچھی اُتار دی تھی...... ہائے کس طرح سے اس نے اُس لاشے کو بچوں کی مدد سے اٹھایا تھا دیکھا نہ جاتا تھا وہ منظر۔ جب کڑیل جواں کا لاشہ اس سے نہ اُٹھتا تھا اور یہ حسرت بھری نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا تھا اور پکارتا تھا کہ ارے کوئی میری مدد کرو، مجھے علی اکبرؑ کا لاشہ اٹھانا ہے۔

جابر نے سید سجادؑ کی گود میں سر رکھ کر پھر پرسہ دینا شروع کیا۔ سید سجادؑ اپنے بھائی کی شہادت کا حال سُن رہے ہیں...... رو رہیں سب...... پھر جابر ہوش میں آیا پھر کہا پھر کیا ہوا۔ کیا پھر مت پوچھو کیا ہوا کچھ دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہی شخص گود میں کچھ لے کر آ گیا ہے۔ سب یہ سمجھے کہ اب یہ لاشے اُٹھاتے اُٹھاتے تھک گیا ہے تو شاید قرآن لے کر آ گیا ہے۔ اب جو اس نے عبا کا دامن ہٹایا تو سب نے دیکھا کہ ایک معصوم شیر خوار بچہ پیاس سے جان بلب اُس کے ہاتھوں پر ہے اور وہ شخص کہتا ہے کہ اگر

مجھ سے تمہاری جنگ ہے تو اس معصوم بچے کو تو پانی پلا دو...... ارے اس کا کوئی قصور نہیں اس نے اپنے بچے کو جلتی ہوئی ریت پر بھی رکھا...... چشم فلک نے یہ نظارہ نہ دیکھا ہوگا کہ نہ جانے اس شخص نے اُس معصوم بچے کے کان میں کیا کہا...... اس نے زبان کو ہونٹوں پر پھیرنا شروع کر دیا...... ارے ہم نے کسی بڑے کو تیر کھا کر مسکراتے نہیں دیکھا...... عجیب تھا وہ شیرخوار...... اُدھر تیر اس کی گردن پر لگا، اِدھر ایک ابدی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیلی...... ذاکر ابھی یہیں تک پہنچا تھا کہ بچے نے ہونٹوں پر زبان پھر الٹی...... اُدھر لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ لشکریوں نے ہتھیار پھینک دیئے۔ اس لشکر کے سردار نے ایک حرملا نامی شخص کو حکم دیا کہ حسینؑ کے کلام کو قطع کر دو۔ اس شخص نے تین منہ کا تیر کمان میں جوڑا...... اس معصوم بچے کی گردن کا نشانہ لے کر تیر چلایا...... یہاں تک پہنچا تھا وہ ذاکر...... جابر گھبرا کر کھڑا ہوا بس اس سے آگے مت بتانا کہ کیا ہوا...... سر پیٹتا ہے، سینہ پیٹتا ہے کہ مالک یہ کیسے لوگ تھے...... یہ کیسے مسلمان تھے...... یہ کیسے کلمہ پڑھنے والے تھے۔ اِدھر جابر نے منع کیا اُدھر سید سجادؑ کھڑے ہوئے جابر کا شانہ تھاما، کیوں جابر کیا ہوا۔ مولا میں سن نہیں سکتا۔

اے جابر بس یہی تو فرق ہے تجھ میں اور ہم میں...... سید سجادؑ سے پوچھ علی اصغرؑ کی گردن پر تیر چلتے بھی دیکھا...... بابا کے سر پر خنجر چلتے بھی دیکھا...... بابا کے سر کو نوکِ سناں پر بھی دیکھا اور جابر اس سے آگے کی سن رسولؐ زادیوں کو سر برہنہ کوفہ اور شام کے بازاروں میں بھی دیکھا۔

Syed Nazar Abbas 24.7.20